

الدُّولَةُ الْمُكَيْنَةُ بِالْمَلَكَةِ الْعَيْنَيَّةِ

(١٢٢٣ المُحَرَّر)

مولده

ترجمة
زيادة إقبال حماد

الشيخ الإمام أحمد رضائخان
القادر الأفغاني ثم البريلوي الحنفي



مكتبة نور

الدولـة الـمـكـرـكة

الـثـلـاثـة الـعـيـدـلـيـة

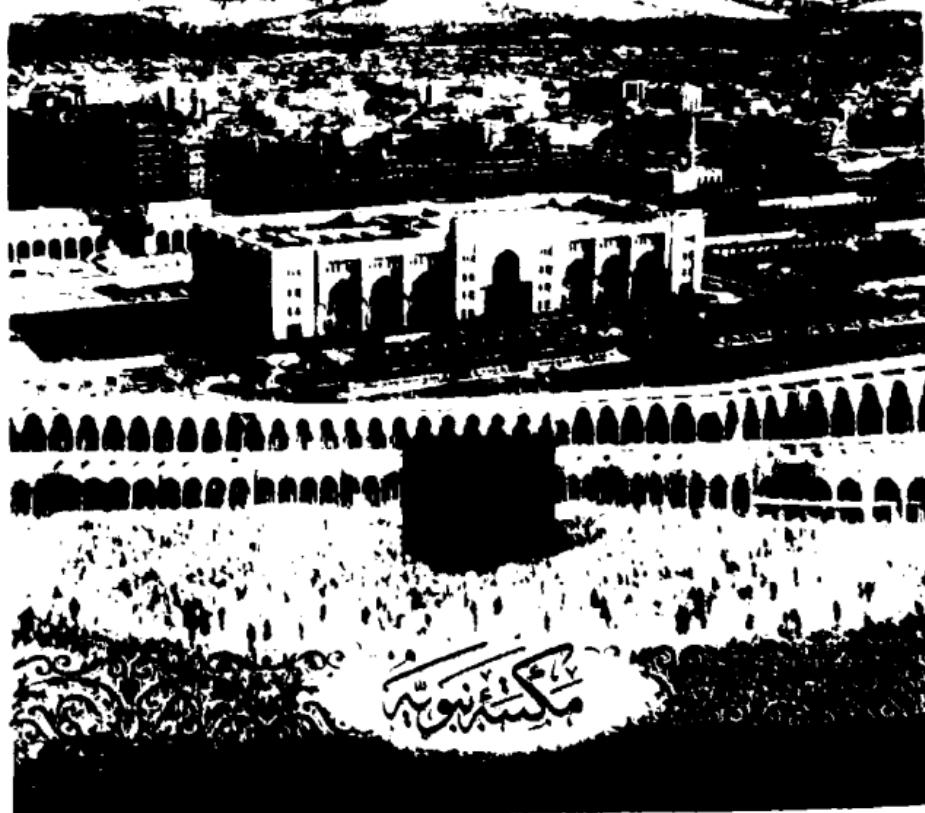
(١٣٢٢) المـقـرـرـة

ترجمـة

الـشـيخـ الـكـاظـمـيـ أـخـدـ رـضـاـجـانـ

پـیـزادـهـ اـقـبـالـ فـارـوقـیـ

الـقـدـرـةـ الـفـاضـلـیـ شـیـخـ سـلـیـمـ الـسـنـدـیـ



مـکـتبـةـ زـنـوـنـ

کتاب پر ایک نظر

نام کتاب	الدولۃ الکریۃ بالمادۃ الغیبیۃ
نام مصنف	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث برخلافی رحمۃ اللہ علیہ
موضوع کتاب	علوم غیبیۃ
سال تصنیف	۱۹۰۵ھ ۱۳۲۳ء
سال اشاعت اول	۱۹۰۶ھ ۱۳۲۴ء
مقام تصنیف	مکتبۃ المکرمة
ترجمہ اردو	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
افتتاحیہ	ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری
سال اشاعت	۲۰۰۸ء ۱۳۲۹ھ
تعداد	ایک ہزار
ناشر	مکتبہ نبویہ سیخ بخش روڈ لاہور
قیمت	۲۰۰ روپے

ملئے کے پتے

بار عایت کتاب حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

مکتبہ نبویہ سیخ بخش روڈ لاہور۔ ضیاء القرآن جلی کیشنز۔ قادری رضوی کتب خانہ
نوری کتب خانہ۔ مکتبہ اعلیٰ حضرت۔ کرمانوالہ بک شاپ۔ مکتبہ اعلم
در بار مارکیٹ، سیخ بخش روڈ لاہور

فہرست مضمایں کتاب

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
<u>دیباچہ</u>	۷۳	لوح و قلم کا علم	۷	دیباچہ
<u>از خورشید احمد سعیدی</u>	۷۵	نظر چشم	۹	قرآن و حدیث اور آقاوں صحابہ میں حضور
<u>عرضہ شر</u>	۷۵	۲۵	عین اللہ کے علوم کا مذکورہ	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
<u>افتتاحیہ</u>	۷۷	زمینوں و آسمانوں کا علم	۱۷	افتتاحیہ
<u>ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد</u>	۷۸	زمین و آسمان کے کلی علوم	۱۸	الدولۃ الالمانیۃ بالمنادۃ الفیہیۃ
<u>نظر اول</u>	۸۰	حوال امت پرنگاہ	۲۹	نظر اول
<u>دین کا دارود مدار</u>	۸۱	اول و آخر ظاہر و باطن کا علم	۳۲	دین کا دارود مدار
<u>علم غیب قرآنی آیات کی روشنی میں</u>	۸۳	مقامات علوم مصطفیٰ ﷺ	۳۶	علم کی تقيیم
<u>حضرت خضر و موسیٰ علیہما السلام کے علم</u>	۸۹	علماء دیوبند	۵۵	حضرت خضر و موسیٰ علیہما السلام کے علم
<u>غیب پر ایمان لا</u>	۸۹	علمائے کمک مردم دیوبندیوں کی نظر میں	۵۶	غیب پر ایمان لا
<u>نظر دوم</u>	۹۱	نظر ششم	۶۰	نظر دوم
<u>ذاتی اور عطایی علم میں فرق</u>	۹۱	پانچ چیزوں کا علم	۶۰	ذاتی اور عطایی علم میں فرق
<u>نظر سوم</u>	۹۳	پانچ چیزوں سے اختصاص کی محنت	۶۱	نظر سوم
<u>دنیا میری بھیلی پر روشن ہے</u>	۹۹	میری گزارش	۶۲	ایک کج غمزہ بندی
<u>بادشاہ کا ایک ناٹکر گزار گدا</u>	۱۰۲	موت و حیات کا علم	۶۳	دنیا میری بھیلی پر روشن ہے
<u>نظر چہارم</u>	۱۰۳	آخری گزارش	۶۶	بادشاہ کا ایک ناٹکر گزار گدا
<u>دہاہی کی غلط بیانوں کا تعاقب</u>	۱۰۴	حضرت کے ۶۴ نعمتوں پر غوب کے انعامات	۶۰	نظر چہارم
<u>اب میری گزارش سنئے</u>	۱۰۶	حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کے پیش	۶۰	دہاہی کی غلط بیانوں کا تعاقب
	۱۰۶	میں کیا ہے؟	۶۳	اب میری گزارش سنئے

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
حضرت صدیق اکبر نے پیدائش سے پہلے ۱۵۹	عبدالله احمد سعد گیلانی	عنوان	عنوان
بنی کی بشارت دی ۱۶۰	علی بن علی الرحمانی	نیب کا جندا ۱۶۱	محمد بن سید الواسع حنفی الادرسی
مقام وصال کی خبر ۱۶۲	محمد توفیق الایوبی الانصاری	معاذ بن جبل کو حضور ﷺ نے اپنی ۱۶۳	یعقوب بن رجب
حنت کی اطلاع دی ۱۶۳	محمد نعیم بن سعید	بچہ الاسرار اور اس کے مضین خلائق ۱۶۴	محمد بن صفتة الله
حضرت خوشن عظیم اور غیر کی با تہمہ ۱۶۴	محمود بن علی عبد الرحمن الشویل	کس زمین پر انتقال ہوگا؟ ۱۶۵	مصطفیٰ ابن القادری بن عزوز الطیونی
حضرت یوسف علیہ السلام نے مصریوں کو ۱۶۶	موی علی الشافی الازہری الاحمدی	نیب سے مطلع آردا ۱۶۶	ہدایت اللہ بن محمود بن محمد سعید السندي
اویں تینکن یا یا ۱۶۷	لیسن الحنفی	اویں تینکن یا یا ۱۶۷	لیسن الحنفی
عنی فی الملوح المحفوظ ۱۶۸	یوسف بن اسحیل النبیانی	تذکیرہ و ترجیہ و تقاریر ظرف ۱۶۹	یوسف بن اسحیل النبیانی
از مولانا عبدالرحمن تھوی ۱۷۰	احمد رمضان	احمد الجزاری بن السید احمد المدنی ۱۷۰	عبدالحیم بکری الخطار شافعی
شیخ اسحیل ابن طیلیل ۱۷۱	محمد آندری الحکیم	شیخ محمد بن محمد ۱۷۱	محمد آندری الحکیم
شیخ محمد بن محمد ۱۷۲	محمد امین سوید	شیخ محمد بن محمد ۱۷۲	محمد امین الشریف جلائی
احمد بن محمد بن محمد نجیب السندي ۱۷۳	محمد بن سید الخطاب	احمد بن محمد بن محمد نجیب السندي ۱۷۳	محمد بن سید الخطاب
سید محمد بن محمد نجیب السندي ۱۷۴	محمد سانت الدین بن محمد بدرا الدین	سید محمد بن محمد نجیب السندي ۱۷۴	محمد عطاء اللہ اتم
عبد القادر حنفی اسٹن اظفیب ۱۷۵	محمد القاکی	عبد القادر حنفی اسٹن اظفیب ۱۷۵	محمد حنفی القلی القشیدہ
عبداللکرم ایں التارذری بن عزوز الطیونی ۱۷۶	محمد حنفی القلی القشیدہ	عنوان	عنوان

عنوان	عنوان	عنوان	عنوان
محمد بن الحکیم اسین	شیخ محمد ممتاز بن عطاء رضا جاوی	۱۷۶	۱۹۳
مصطفیٰ بن آنندی اٹھلی	شیخ سید احمد بن احمد الجبراہی	۱۷۶	۱۹۵
<u>مشائیر علمائے کرام کی تاریخ</u>	شیخ عثمان بن عبد السلام داعشانی		۱۹۵
از صاحب تاریخ الدوّلۃ الحلبیہ علام انصاری	شیخ محمد تاج الدین بن مصطفیٰ الیاس	۱۷۸	۱۹۶
مقرظین کے امام، رہائی	شیخ سید سین بن عبد القادر طراطیسی	۱۷۸	۱۹۷
مقرظین کی اہمیت	شیخ حسان و پیشی	۱۸۲	۱۹۸
مقرظین کے حالات	علام سید طویل بن احمد بافقیہ	۱۸۳	۱۹۸
شیخ سید اسماعیل بن ظیل	شیخ عبداللہ بن عودہ صوفیان	۱۸۳	۱۹۸
شیخ محمد سعید بن محمد سالم صسل	شیخ سید محمد عبدالباری بن محمد امین رضوان	۱۸۳	۱۹۹
شیخ عبداللہ بن عبد الرحمن سراج	شیخ سید عباس بن محمد امین رضوان	۱۸۵	۱۹۹
شیخ محمد عابد بن حسین ماکلی	شیخ سید محمد سعید بن محمد ادریسی	۱۸۶	۲۰۰
شیخ عبدالقدوس علی بن محمد حمید	مولانا سید احمد طیب بن بشیر الدین راپوری	۱۸۶	۲۰۰
شیخ محمد صالح بن صدیق کمال	شیخ سید طیب بن احمد محکدار	۱۸۷	۲۰۱
شیخ احمد بن عبد اللہ ابوالثیر مراد	شیخ سید احمد بن محمد اسد گیلانی	۱۸۸	۲۰۱
شیخ محمد علی بن صدیق کمال	مولانا سید غلام محمد بر بان الدین	۱۸۹	۲۰۱
شیخ محمد صالح بن محمد فضل	شیخ سید عبد القادر بن محمد ابن سودہ	۱۹۰	۲۰۲
شیخ محمد رضا و قی ابو سین بن عبد الرحمن	شیخ سید محمد عبد الواب بن محمد یوسف بن جبانی	۱۹۱	۲۰۲
شیخ محمد علی بن حسین ماکلی	شیخ عطیہ محمود	۱۹۱	۲۰۳
شیخ محمد جمال بن محمد امیر بن حسین ماکلی	شیخ سید مصطفیٰ بن حسن زین	۱۹۱	۲۰۳
شیخ احمد بن احمد و بان	شیخ احمد بن محمد بن محمد حنفی شاہی	۱۹۳	۲۰۳
شیخ عبد الرحمن بن احمد و بان	شیخ محمد عبد الحق بن شاہ محمد الآبادی	۱۹۳	۲۰۳
شیخ محمد بن یوسف خاط	شیخ سید مولیٰ بن طیل شاہی	۱۹۳	۲۰۳
شیخ سید محمد بن واسیت اوریسی	شیخ سید محمد یعقوب بن رجب	۱۹۳	۲۰۵

عنوان	مختصر	عنوان	مختصر
شیخ نسیم ابن الحنفیاری	٢٠٥	شیخ محمد بن علی حییم	٢٦
شیخ محمد نسیم بن سعید	٢٠٥	شیخ محمد بن بن محمد بن خلیل سفر جانی	٢٧
شیخ عبد الرحمن دریدار	٢٠٥	شیخ محمود بن رشید عطاء	٢٨
شیخ یوسف بن اسحاق بن شبانی	٢٠٥	شیخ محمد تان الدین بن محمد	٢٩
شیخ نسیم بن محمد بن شیخ محمد تان الدین بن محمد	٢٠٤	شیخ سید محمد تان الدین بن محمد بد الدین	٣٠
مولانا محمود بن صبغت القمدانی	٢٠٤	شیخ محمد عطاء اللہ بن ابراہیم اسم	٣١
شیخ محمد سعید بن عبدالقار نقشبندی	٢٠٨	شیخ محمد بن قاسم المردوف بمحمقانی طلاق	٣٢
شیخ محمد توفیق بن ایوبی انصاری	٢٠٨	شیخ مصطفی بن احمد شعلی	٣٣
شیخ طیب بن علی رحمانی	٢٠٩	شیخ سید سُن بن مصطفی اویسی	٣٣
شیخ عبد الجید بن محمد ایوب	٢٠٩	شیخ سید محمد بن اورنس قادری	٣٤
شیخ سید محمد سعیدی بن احمد متّی	٢٠٩	شیخ محمد جبیب اللہ بن عبد القهاری	٣٤
شیخ عبدالوہاب نائب بن عبد القادر	٢١٠	شیخ محمد ابراهیم بن محمد زادہ	٣٣
شیخ سید یوسف بن محمد نجیب مظاہر	٢١١	شیخ محمد عرف بن حسن الدین	٣٣
مولانا سید محمد نعیمان قادری	٢١٢	شیخ عمر بن احمد موصیع عجمی	٣٣
شیخ سید محمد امین بن محمد شوییہ	٢١٢	مولانا احمد بن محمد ضیاء الدین بکالی قادری	٣٣
شیخ ابراهیم بن عبد المطلب سقا	٢١٣	شیخ سید محمد بن جعفر بن اورنسی کتابی	٣٥
شیخ عبد الرحمن بن احمد حلف	٢١٣	شیخ محمد بن ایزد زادی	٣٦
مولانا ناصر قاضی بدایت اسدا بن محمد سندی	٢١٣	فاضل بر جوئی کے بعد	٣٦
شیخ محمد سعیدی بن رشید قلعوی	٢١٣	شیخ محمد نسیر بن مهدی، مشقی	٣٧
شیخ عمر بن مصطفی حصیر	٢١٣	شیخ محمد زندگی بن محمد بن جعفر سرتی	٣٧
شیخ سید احمد القادر بن افی القرن الخطیب	٢١٥	شیخ یوسف بن شمرقانی	٣٩
شیخ بهادری مجید بن احمد ریز	٢١٥	پروفیسر حسین بن محمد احمد میرزا حکیم	٣٩
شیخ محمود بن علی بن مجدد احسن	٢١٥	شیخ ابو ابرار بن الحمدۃ ری	٣٩
شیخ محمد بن احمد م Hasan شافعی	٢١٦	ڈاکٹر شمسیہ بیٹی بن فتح العبد	٣٩

دیباچہ

چند سال پہلے کی بات ہے کہ میرے دوست زیر قادری صاحب مدیر سماںی "افکار رضا" ممبئی، ہندوستان سے پاکستان آئے۔ کراچی میں اپنے احباب کو ملنے کے بعد عارف جامی کے ساتھ لا ہور پہنچے تو مجھے اسلام آباد سے ملاقات کے لیے طلب فرمایا۔ جب میں اسلام آباد سے لا ہور پہنچا تو انہیں دارالعلوم نہایتی میں پایا۔ ملاقات کے بعد وہ مجھے مکتبہ نبویہ عین بخش روڈ لا ہور پر لے گئے جہاں پر انہوں نے مجھے حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی زید مجدد سے متعارف کرادیا۔ پھر کیا ہوا؟ حضرت فاروقی صاحب نے "جہان رضا" اور اپنی تازہ ترین تصانیف کے ذریعے مجھے اپنے ساتھ مربوط کر لیا اور میری تربیت شروع فرمادی۔ حتیٰ کہ وقت مجھے اپنے آہ و حرگاہی کے اوقات میں مجھے فون پر بات کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمادی۔ کہاں میں ایک انتہائی کم مایہ طالب علم اور کہاں علامہ فاروقی صاحب جیسی صاحب علم و عرفان ہستی؟ بہر حال یہ ان کی محبتیں ہیں، شفقتیں ہیں، عنایتیں ہیں، نوازشیں ہیں، اور کیا کیا ہیں؟ بہت زیادہ ہیں، معلوم نہیں۔

ان کے رس بھرے اسلوب نگارش نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ ان کے شیریں لب دلچسپ نے مجھے اپنا اسیر بنالیا ہے۔ ان کے انداز تربیت نے مجھے اپنا ایک لحاظ سے شاگرد بنالیا ہے۔ میرے لیے انہوں نے اپنا مکتبہ کھول دیا ہے، اپنی زیر نگرانی لا سہریر یاں کھول دی ہیں۔ میرے لئے اپنے اہم کام مذکور کے تذکیرے آتے ہیں۔ جزاہ اللہ خیر الالجزاء۔

گذشت سال میری تربیت کرنے کے لیے انہوں نے اپنی زیر نظر علمی کاؤنسل میرے پہنچ کر حکم فرمایا۔ اس سپنے محسوس کھو سکتہ تھا کی ملٹی ہوتا درست کر، کوئی ملٹی ملٹی

نظر آئے تو اصل سے ملا کر صحیح کرو، مسلسل رابطے میں رہو، جلدی کرو، لوگ اس کتاب کا انتظار کر رہے ہیں، کتاب چھپے گی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے قارئین کی علمی ضرورت پوری ہو گی۔ عرصہ ہوا کتاب بازار میں دستیاب نہیں۔ یہ کام تو تم نے کرنا ہے۔

ایسے میں یہ رقم کیا کرتا؟ سوائے سر تسلیم خم کرنے کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ کپوز شدہ مسودہ جو پہلے ایک بار کسی کی نظر وہی سے گزر چکا تھا پڑھنا شروع کیا تو معاملہ کافی مشکل نظر آیا۔ اللہ کریم کی رحمت کے سہارے چلنا شروع کیا۔ ایک ایک صفحے پر کئی جگہ سرخی بکھرنے لگی۔ صبر کا پیانہ لبریز ہونے لگا۔ اپنے مرتبی سے رابطہ کیا کہ جتنا وقت ایک غلطی کو درست کرنے کے لئے تو پھی عبارت لکھنا پڑتی ہے اس سے کم وقت میں اسے درست کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے براہ کرم اس کپوزنگ کوی ذی میں مجھے ارسال فرمائیں۔

میری یہ عرض بھی قبول کر لی گئی۔ سی ذی پیغمبھی تو زیر نظر کتاب کی صحیح شروع ہو گئی۔ کتابت کی غلطیاں تو آسانی سے درست ہو گئیں مگر بعض عبارتوں میں واقع علمی خامیوں کو دور کرنے کے لیے مجھے الدوّلۃ الْمَکِیّہ کے مطبوعہ نسخہ کی ضرورت پڑی۔ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی میں واقع جامعہ رضویہ ضیاء العلوم کی لائبریری میں گیا۔ وہاں محترم جناب حافظ محمد اسحاق ظفر صاحب کی مہربانی سے الدوّلۃ الْمَکِیّہ کا نسخہ گیا۔ اس کی مدد سے میں نے کپوزنگ میں علمی اغلاط کو بھی دور کر لیا۔ اسی طرح حواشی کو بھی متعلقہ صفحات پر درج اور درست کیا۔ آخر میں اسے صاحب تالیف کے حوالے کرنے سے پہلے ان مقامات کے حوالے سے اطلاع دی اور مشورہ کیا۔ اتنی کوشش کے باوجود شاید اس میں کچھ غلطیاں رہ گئی ہوں تو قارئین ان کی صحیح کے سلسلے میں اطلاع دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن بہتر صورت میں سامنے آئے۔

خورشید احمد سعیدی، ۳/ دسمبر ۲۰۰۷ء، لاہور

عرضی ناشر

عیرزادہ اقبال احمد فاروقی، مدیر ماہنامہ "جہان رضا" لاہور

زیرنظر کتاب الدولۃ المکہۃ بالمعادۃ الغیبیۃ امام المسدف اعلیٰ حضرت مجدد ماتھ سابقہ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان القادری البریلوی (۱۲۷۲ھ۔ ۱۳۳۰ھ) کا وہ ماہیہ ناز مرکہ ہے جسے آپ نے مکہ مکرمہ میں ۲۵/ ذوالحجہ ۱۹۰۵ھ (۱۳۲۳ھ) کو صرف آٹھ گھنٹوں میں فصح و بلیغ عربی میں پر قلم کیا تھا۔ آپ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو بر صغیر کے چند علماء نے ایک مفصل سوالنامہ تیار کیا اور شریف مکہ "سیدنا" کے دربار میں پیش کیا۔ جس میں حضور نبی کریم ﷺ کے علوم غیریہ کے متعلق استفسار کیا گیا تھا۔ مستفرین کا خیال تھا کہ فاضل علام اس مختص وقت میں نہ توجہ اس طرح اپنیں شریف مکہ اور علماء مکہ کے سامنے بخست کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اعلیٰ حضرت نے سوالنامہ کا جواب کیا لکھا آٹھ گھنٹے میں ایک مذہل اور مکمل عربی کتاب لکھ کر مستفرین اور علمائے مکہ معظمه کو حیرت زدہ کر دیا۔ اس کتاب کو شریف مکہ نے اپنی مجلس میں علمائے حرمنیں کی موجودگی میں خود سنایا۔ پھر علمائے حرمنیں شریفین نے علیحدہ علیحدہ پڑھ کر بے پناہ خراج تحسین پیش کیا۔ اور اپنی تقاریب (جن میں سے چند آراء اس کتاب کے آخر میں ملتحماً پیش کی جا رہی ہیں) اور تقاریر میں کتاب کی افادیت اور فاضل مؤلف کی فحصیت کو دنیاۓ اسلام کے سامنے بھر پور انداز میں پیش کیا۔

کتاب کی تصنیف کے پس منظر پر غور کیا جائے تو بر صغیر کی نظریاتی تاریخ اور پھر مختلف علمائے کرام کے عقائد اور نظریات کی تکشیں کا ایک دخراش منظر سامنے آتا ہے۔ انگریز ای ملحوظاً اہل حضرت مجدد مسلیم ہر چیز پر مصنفل، شاعران یعنی اعظم ہند، ہمہ لشناں تو رائیدہ ہمیں، جواب۔

اپنی سلطنت کی وسعت پر یہی کی چالیں پورے ایشیا پر چلانے میں مصروف تھا۔ بر صیر کو زیر انتداب لانے کے بعد ممالک عرب کو ترکوں سے خالی کرنے کے درپے تھا۔ آل سعود کے مہروں کو آگے بڑھا کر جرمن شریفین کی سرزی میں پر اپنی شاطرانہ چالوں سے وار کر رہا تھا۔ اسی زمانہ میں آل سعود کے نظریاتی راہنماء محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے ”کتاب التوحید“، لکھی۔ تو دنیاۓ علم کی آنکھیں تصویرِ حرمت بن گئیں۔ اسی کتاب کے مندرجات نے دہلی کے علمی خانوادے کے ایک فرزند مولوی محمد اسماعیل دہلوی کو اتنا متاثر کیا کہ اس نے اس کتاب کا چھپہ ”تقویۃ الایمان“ کے نام سے ہندوستان میں شائع کیا۔ اس کتاب میں مسلمانوں کو مشرک و بدعتی اور گمراہ کے خطابات سے نواز آگیا۔ پھر پہلی بار فقہی مسائل میں اختلافات کی روشنی سے بث کر ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدفتقدی بنا یا گیا۔ اس سے صد یوں پہلے اسلامی ہجت میں مختلف فرقے اپنے علمی اور نظری اختلافات کی وجہ سے متعارف تو ہوئے تھے۔ مگر ان کے اختلافات کی بنیاد جبر و قدر، قدیم و حادث، شریعت و طریقت یاد درسے فقہی اور فروعی مسائل پر ہوا کرتی تھی۔ مگر سب سے پہلے جس خانوادہ نے ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدفتقدی بنا یا گیا اور علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اختلافات کی راہیں کھولیں وہ ”تقویۃ الایمان“ کی ذریت تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر سوال انٹھائے گئے، بحث ہونے لگی، امکان نظری پر گفتگو چل نکلی۔ آپ کے کلامات پر لیت اعلیٰ کے دروازے کھل گئے۔ آپ کی بشریت پر قل و قال کا بازار گرم ہو گئا۔ بشریت اور علمیت کی تقسیم پر یہ اندازے لکائے جانے لگے کہ آیا حضور ہمارے جیسے ہی بشر تھے یا ہم سے ذرا بڑے۔ اُنکا علم ہمارے جیسا ہی تھا یا قدرے زیادہ تھا۔ پھر یہ نظر یہ بھی دیا جائے لگا کہ آپ کو خاتم الانبیاء، ماننے کے باوجود اللہ چاہے تو ہزاروں انبیاء، پیدا رکتا ہے۔ الغرض بر صیر میں حضور نبی پیغمبرؐ کی شخصیت کو پہلی بار نظریاتی تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔

اس بات پر علماء بہلست نے سخت احتجاج کیا اور ان نظریات اور کتاب کا شدید نوٹ لیا۔ علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ نے اس کتاب کے خلاف تحریری اور تقریری آواز بلند کی۔ جس کے اثرات سارے ہندوستان میں گونجے اور مختلف علماء کرام نے اس کتاب کے زد میں کتابیں لکھیں۔ حاجی احمد اللہ مہاجر کی قدس سرہ ان دونوں ہندوستان کے اکابر علمائے کرام میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کے ایک شاگرد مولانا عبد الجیسح راپوری نے ایک کتاب "انوار ساطعہ" لکھی جس میں عقائد اہلسنت کی وضاحت بھی کی گئی اور ساتھ ساتھ نجدی نظریات کا رد بھی کیا گیا۔ یہ کتاب سامنے آئی تو علمائے دیوبند کا ایک مضبوط اور اعلیٰ سطح کا طبقہ ستح پا ہو گیا۔ مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے شاگرد مولوی خلیل احمد انینھوی کے نام سے "انوار ساطعہ" کے جواب میں ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۷ء میں "برائین قاطعہ" شائع کر کے پہلی بار منتشر عام پر لارکھی۔ اس اختلافی فضا کو صاف کرنے کے لیے حضرت مولانا احمد اللہ مہاجر مکنی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "فیصلہ ہفت منزلہ" تکمیل مگر ان کی کوششیں کامیاب نہ ہو سکیں اور علمائے دین دو واسطے گروپوں میں تقسیم ہو گئے۔



مولوی خلیل احمد انینھوی ان دونوں دارالعلوم بہاولپور میں مدرس اعلیٰ تھے۔ حضرت مولانا غلام دیکھیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے "برائین قاطعہ" کو پڑھا اور اسے نظریاتی طور پر بڑی نقصان دہ کتاب تصور کیا۔ ۱۳۰۶ھ میں مولانا غلام دیکھیر قصوری نے انہیں مناظرہ کا جملیخ دیا ہے توں کر لیا گیا۔ چنانچہ اس مناظرہ کو دیکھنے کے لئے ہندوستان بھر سے دیوبند اور اہلسنت کے جید علماء بہاولپور میں حاضر ہوتے۔ مناظرہ ۱۳۰۶ھ میں نواب آف بہاولپور کے زیر انتظام و انتظام منعقد ہوا۔ یہ طریقت حضرت خوبیہ خاصہ فریضہ قدس سرہ کو حلم مناظرہ ہنا یا کیا اور

چنگاں اور ہندوستان کے تمام علاقوں سے علماء کا عظیم اجتماع ہوا۔ اس مناظرہ میں مولوی خلیل احمد آپ شہوی اور دیوبندی علماء کو تخلصت فاش کا سامنا کرتا پڑا۔ نواب آف بہاولپور نے مولوی خلیل احمد کے عقائد و نظریات کی مفسد انہ حرکات پر انہیں ریاست بدر کرنے کے احکام جاری کیے۔

مولانا غلام دشمن قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مناظرہ کی روئیداد عربی میں مرتب کی ۷۷۰ھ میں حرمین شریفین کی حاضری دی۔ علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے سامنے پیش کی۔ علماء حرمین نے کتاب پر قاری نہ لکھیں اور ستر سے زیادہ علمائے حرمین شریفین نے عقائد دیوبند سے اظہار بیزاری کیا۔ ان آراء سے دیوبندی مکتب فکر کے علماء کا اعتقادی قلعہ منہدم ہوتا دھائی دیا۔ مگر ان گرتی ہوئی دیواروں کو سہارا دینے کے لیے علماء دیوبند کے ایک بورڈ نے ایک رسالہ المہند المفند (عقائد علماء دیوبند) شائع کر کے عوام کو یہ تاشریف دیا کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو اہلسنت کے ہیں۔



۱۹۰۱ھ/۱۳۱۹ء میں مولوی اشرف علی تھانوی نے ایک رسالہ بنام "حفظ الایمان" لکھا جس میں بڑی دیدہ دلیری سے وہ رسوائے زمانہ عبارت سامنے آئی کہ "علوم غیبیہ میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید عمر و بلکہ ہر صیہ و مجنون بلکہ جمیع حیوات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔"

اس عبارت پر علماء اہلسنت نے تو برافروختہ ہوتا ہی تھا۔ خود دیوبندی مکتب فکر کے سربراہ مولانا حسین احمد مدنی نے بھی اپنی کتاب "الشہاب الشاقب" میں براطلا لکھا کہ ایسے الفاظ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

امام الہست الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسی تمام عبارات پر گرفت کی۔ اور علمائے دیوبند کا تعاقب کیا۔ ۱۳۲۰ھ میں اعلیٰ حضرت نے مولانا فضل امام رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "المعتقد المنتقد" پر حواشی لکھے۔ جو "المعتمد المستند" کے نام سے چھپے۔ ان حواشی میں امام الہست نے مولوی محمد قاسم نانوتوی ہبتم دارالعلوم دیوبند، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد نیٹھوی اور مولوی اشرف علی تھانوی کی کفریہ عبارات کو ہدف تنقید بنایا۔ آپ نے رسالتہ "صیانۃ النَّاس" کے رد میں ۱۳۱۸ھ ربیع الآخر میں ایک فتویٰ جاری کیا جو ۱۳۲۰ھ میں پئنہ عظیم آباد کے "مطبع تحفۃ حنفیۃ" میں چھپا۔ پھر جمادی الآخر ۱۳۲۲ء میں ایک اور فتویٰ شائع کیا۔ اعلیٰ حضرت کی کتاب "سبخن السبوح عن عیب کذب مقوح" جو مطبع انوار محمدی لکھنؤ میں ۱۳۰۹ھ میں طبع ہوئی۔ پھر "الکوکبة الشهابیہ فی کفریات أبی الوہابیۃ" ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد پئنے سے چھپی۔ ساتھ ہی ایک اور کتاب "سل السیوف الہندیۃ علی کفریات بابا التَّنجدیۃ" صفر ۱۳۱۳ھ میں عظیم آباد میں چھپی۔

اعلیٰ حضرت کی نظریاتی اور تنقیدی تحریروں میں سے المعتمد المستند کو بنیادی حیثیت ملی۔ اسے علمائے حرمن شریفین نے براپسند کیا اور اس کتاب پر اڑھائی سو سے زائد علمائے حرمن اور پاک و ہند نے اپنی آراء لکھیں۔ جو "حسام الحرمن علی منحر الکفرو المین" اور "الصوارم الہندیۃ" میں چھپ کر عام ہوئیں۔



جب آپ کے حواشی و تعلیقات المعتمد المستند شائع ہوئے تو علماء دیوبند

۱۔ تہذیب الایمان صفحہ ۱۴۹، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور ایڈیشن ۱۹۸۵ء۔

۲۔ تہذیب الایمان صفحہ ۱۳۲، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور

بڑے مفطر ب ہوئے وہ ہندوستان تو کیا علمائے حجاز تک پہنچ گر جب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی کتاب ”الدُّولَةُ الْمُكَبَّةُ بِالْمَادَةِ الْغَيْبِيَّةِ“ کے اثرات سامنے آئے تو دم بخود ہو کر رہ گئے۔ ”الدُّولَةُ الْمُكَبَّةُ“ دراصل (جس کی تفصیل ذاکر محمد مسعود احمد نظر کے افتتاحیہ میں ملے گی) وہ معرب کتاب ہے جس پر عالم اسلام نے بھر پور داعیین پیش کی۔ یہ کتاب حضور نبی کریم صاحب کوثر و تسیم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیریہ پر ایک شاندار مرقع ہے جسے پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور حضور کے کمالات سے قلب و ذہن فروغ پاتے ہیں۔



ہم سابقہ صفحات میں زیر نظر کتاب ”الدُّولَةُ الْمُكَبَّةُ“ کی وجہ تالیف پر اظہار خیال کر چکے ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۲۳ھ میں لکھی گئی اور اس میں علم ذاتی، علم عطاوی، علم ذاتی محیط اور علم عطاوی غیر محیط، علم متاوی، علم واجب للذات اور علم عطاوی ممکن، ازی ابدی، مخلوق، غیر مخلوق، واجب البقاء، جائز الفتا، علم کل، علم بعض (مخالفین کا بعض اور اہل محبت کا بعض)، لوح حفظ کے علوم، لوح میمین پر نگاہ جیسے سینکڑوں موضوعات پر روشنی ذاتی گئی ہے۔

کتاب کے آخری حصہ میں حضرت مولا ناسلامت اللہ را پوری قدس سرہ کے رسالہ ”اعلام الا ذکیاء“ میں حضور نبی کریم ﷺ کو اذل و آخر و ظاہر و باطن قرار دینے پر معاندین کے اعتراضات پر اظہار خیال کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ایک عرصہ تک حجاز کے مقتندر علماء کرام کتاب الدُّولَةُ الْمُكَبَّةُ بِالْمَادَةِ الْغَيْبِيَّةِ کی تالیف کے تفصیل پر مذکور جانے کے لئے مخطوطات الحضرت کی جلد دوم کا مطالعہ کریں۔

کے مطالعہ میں رہی۔ پھر اسکی تقلیل مختلف علمی حلقوں میں پہنچیں۔

حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے شریف مکہ (سیدنا) کے دربار میں علماء حجاز کے سامنے لفظاً لفظاً سنائی۔ حج بیت اللہ سے مؤلف علام ہندوستان واپس آئے تو کتاب پر نظر ہانی کرتے وقت ۱۳۲۵ھ میں اس پر مختصر حواشی لکھے۔ جو کتاب "الفیوضات الملکیۃ لمحب الدوّلۃ المکبیۃ" رکھا گیا۔ اور یہ کتاب اقتاءً حرمن کے نام سے ۱۳۲۸ھ / ۱۹۰۰ء میں سب سے پہلے بریلی سے شائع ہوئی۔ یہ کتاب دراصل "الدوّلۃ المکبیۃ" کا خلاصہ تھا جس میں میک تقاریب علماء حرمین شامل کردی گئی تھیں۔ پھر ایک عرصہ بعد الدوّلۃ المکبیۃ مکمل متن اور تقاریب کے ساتھ دوبارہ بریلی سے شائع ہوئی۔ عربی زبان سے نآشنا حضرات کے لئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے صاحبزادہ جمیۃ الاسلام الشاہ حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے متن کے ساتھ اردو ترجمہ بھی شائع کرایا۔

پاکستان میں چہل بار ۱۳۲۷ھ / ۱۹۵۵ء میں یہ کتاب اصل متن، ترجمہ اور سانحہ تقاریب کے ساتھ شائع ہوئی۔ پھر یہی ایڈیشن ۱۹۸۰ء میں لاہور سے بھی شائع ہوا۔ مگر ۱۹۷۷ء میں ایڈیشن کراچی سے شائع ہوا تھا جس میں ترجمہ اور متن تھا۔ حضرت جمیۃ الاسلام الشاہ حامد رضا خاں قدس سرہ کا اردو ترجمہ عالمانہ اور آج سے ستر سال قبل کا بار بار شائع ہو رہا تھا۔ جس سے کتاب کی افادیت سے آج کا اردو داں طبقہ پوری طرح استفادہ نہیں کر سکتا تھا۔

۱) اس کتاب کے بعض صفحات کے عکس سید ریاست علی قادری مردم کے ذخیرہ تکی، سامت سے پوغیرہ اکنون موسود احمد، احمد اے، احمدی ایجی؛ ہی پہلی گورنمنٹ کائی ٹھوٹ سندھ نے اپنی تالیف "نام، شاہ، عالم اسلام" مطبوع ۱۹۸۳ / ۱۴۰۲ھ میں شائع کر دیئے ہیں۔

۲) دیکھیں "حاشیہ امام احمد رضا اور عالم اسلام" صفحہ ۶۰ مطبوعہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا" کراچی۔

ہم نے اس علمی اور جامع ترجمہ کو آسان اور سلیمانی کر عربی متن کے بغیر شائع کرنے کا عزم کیا۔ ہم نے اپنے ترجمہ کو از سر نو مرتب کیا۔ عنوانات قائم کیے۔ پیرابندی کی گئی۔ نتیجتاً (کپوزنگ) سے مزین کیا۔ پھر جن علمائے کرام نے تقاریب لکھی تھیں ان کے حالات زندگی کتاب کے آخر میں شائع کر دئے ہیں۔

الحمد للہ ہم اپنی آسان زبان میں ترجمہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب یہ ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ "الدولۃ المکیۃ" کاتازہ ایڈیشن اور تازہ ترجمہ (دوسرا ایڈیشن) لاتے وقت ہم نے عالی جناب ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم اے، پی انج ڈی کی ان تحریروں سے بھر پور استفادہ کیا جو آپ کے قلم سے عالی حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر سامنے آتی رہی ہیں۔ پھر آپ کا "افتتاحیہ" قارئینکے لئے ایک گراں قدر مطالعہ ہے۔ ہم تو قوع رکھتے ہیں کہ ہماری قلمی کوتا ہیوں کے باوجود تازہ ترجمہ قارئین کرام کو علوم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعارف کرانے میں مفید ثابت ہو گا اور علمائے اہلسنت اسے قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ اور ہماری یہ کوشش مشکور و ماجور ہو گی۔

الدولۃ المکیۃ کے ترجمہ کا زیر مطالعہ ایڈیشن آپ کے سامنے ہے۔ اس ایڈیشن کی طباعت کے سلسلہ میں ہم نے حتی الامکان لوٹن کی ہے کہ ہمارے قارئین کے لیے "گل تازہ" بن کر سامنے آئے۔ ہمارے احباب نے اس کی ترتیب، تدوین اور پروف ریڈنگ کے سلسلہ میں تعاون فرمایا جس کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔ خصوصی طور پر ہمارے محقق مدحق دوست حضرت علامہ خورشید احمد سعیدی صاحب پیغمبر (شعبة تقابل ادیان) انٹرنشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد ہمارے شکریے کے مستحق ہیں۔ انہوں نے بے پناہ علمی اور تدریسی مصروفیات کے باوجود اس ایڈیشن کی ترتیب و طباعت میں ہماری مدد کی ہے۔

افتتاحیہ

ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مظہری ایم اے پی ایچ ڈی - کراچی

عالم اسلام میں امام احمد رضا کا پہلا تعارف اس وقت ہوا جب وہ ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد مولا ناصر نقی علی خاں کے ہمراہ حج بیت اللہ کے لئے حرمن شریفین حاضر ہوئے۔ اس موقع پر مفتی شافعیہ حسین بن صالح جمل اللیل بھی نے بغیر کسی سابقہ تعارف کے امام احمد رضا کی پیشانی دیکھ کر بے ساختہ فرمایا:

إِنَّى لَا جُدُّ نُورَ اللَّهِ مِنْ هَذَا الْجَمِيعِ

”میں اس پیشانی میں اللہ کا نور محسوس کر رہا ہوں“

اس کے ساتھ اور واقعات بھی پیش آئے جن کی تفصیل آگے آتی ہے۔ عالم اسلام میں اس بھل تعارف کے تقریباً ۲۲ سال بعد ۱۳۱۷ھ / ۱۸۹۹ء میں قدرتے تفصیلی تعارف اس وقت ہوا جب ندوہ میں امام احمد رضا کا فتویٰ تصدیق و توثیق کے لئے علماء اسلام کے سامنے پیش ہوا اور انہوں نے اپنی تصدیقات عنایت فرمائیں، پھر چھ برس بعد ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں بھلے تعارفوں کی تحریکیں اور دہلی علماء نے آپ سے فتوے لئے اور سندیں حاصل کیں اور آپ کی طبعین حاضر ہوئے اور دہلی علماء نے آپ سے فتوے لئے اور سندیں حاصل کیں اور تصدیقات ثابت کیں۔ ایک نہیں بلکہ ۷ علمائے اسلام نے اپنے تاثرات بڑی فراخ دلی کے ساتھ تحریر کیں۔

فرمائے تفصیلات آگئے آتی ہیں۔

الفرض امام احمد رضا کی شخصیت و علمیت جس کا تعارف ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں^۱ تھا، ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء تک ۳۰ سال کے اندر ان درود و زد دیک اس کا چھپ چاہونے لگا، علامہ اسلام نے امام احمد رضے سے جس وابستگی اور شیفتگی کا ثبوت دیا، وہ باعثِ حرمت ہے۔ چند تاثرات ملاحظہ ہوں:

☆ حافظ کتب الحرم شیخ اسماعیل بن خلیل کی جو کمہ مظہر کے ایک جید عالم تھے، ایک مکتوب میں امام احمد رضا کو لکھتے ہیں:

لَكُنَ الْفَقِيرُ أَعْدَ نَفْسِي ثالِثًا اُولَادَ كُمٍ۝

”لیکن فقیر آپ کی اولاد میں خود کو تیرا بینا شمار کرتا ہے۔“

بھی بزرگ امام احمد رضا کی تصنیف اللہ ولہ المکیۃ کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: شیخنا العلامہ المجدد^۲

اور امام احمد رضا کی دوسری تصنیف ”المعتد المستبد“ پر تقریظ لکھتے ہوئے کہتے

ہیں: بدل اقول لو قبیل فی حقہ انه مجدد هذا القرن لكان حقا و صدقان^۳

یعنی: بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ آپ دور حاضر کے مجدد ہیں تو یہ یقیناً حق و صداقت کی بات ہو گی۔

☆ شیخ موسیٰ علی شامی الازہری احمدی درویشی الدوڑہ المکیۃ پر اپنی تقریظ میں لکھتے

ہیں: امام الانمۃ المجدد لهذه الامة^۴

۱۔ مکتوب محرر ۱۳۳۳ھ / ۱۹۱۲ء۔

۲۔ احمد رضا خان، الدوڑہ المکیۃ بالسادۃ الغبیبیہ، مطبوعہ کراچی ۱۹۵۵ء، ص ۶۔

۳۔ احمد رضا خان، حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء، ص ۱۵

۴۔ احمد رضا خان، الدوڑہ المکیۃ، ص ۶۲۲

یعنی اماموں کے امام اس امت کے مجدد ہیں۔

☆ اور حسین بن علامہ سید عبدالقار طرابلی الدوّلۃ المکیہ پر تقریباً لکھتے ہوئے کہتے ہیں: حامی الجملة المحمدية الظاهرۃ و مجدد المائۃ الحاضرة۔

یعنی ملت محمد یہ ظاہرہ کے حامی اور اس صدی کے مجدد۔

امام احمد رضا کے معاصرین میں حاجی احمد اللہ مہما جرجکی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا

رحمٰن علی اپنی فارسی تصنیف تذکرۃ علماء ہند میں امام احمد رضا کے حالات میں لکھتے ہیں:

"ودرسال نو دو فتحم صدی ذکور (۱۲۹۵ھ) پرمیعت والدِ ماجد خود بزیارت حرمن

شیعین زادہما اللہ شرف، مشرف شدہ ازاکایہ علمائے آس دیار اعنی سید احمد دھلان مفتی

شافعیہ عبدالرحمن سراج مفتی حنفیہ سید حدیث و فقہ اصول و تفسیر و دیگر علوم یافتہ۔

روزے نماز مغرب بمقام امیر ایم علیہ السلام خواند، بعد نماز امام شافعیہ حسین بن صالح جمل المیل بلا تعارف سابق، وسبع صاحب ترجمہ گرفتہ بخانہ خود پر دو تاری

پیشانی و قے گرفتہ فرمود: انى لاجد نور اللہ من هذا العجیب

کس سب سچا حستہ و اجازت سلسلۃ قادر یہ بـ دستخط خاص دادہ فرموند کـ نام تو ضیاء

الدین احمد است..... و سب سب ذکور تا امام بخاری علیہ الرحمہ یا زادہ و سائط اندر ہم دا مکہ

محلہ شیخ جمل المیل موصوف شرح رسالتہ "جوہرۃ معینہ" در بیان مناسک حج

نمہب شافعیہ کہ از تصاویف شیخ سابق الوصف است، اندر دو یوم نوشہ و نام

آل "المیرۃ الوضیفی شرح الجوہرۃ المغیریہ" مقرر کردہ ویش شیخ زرد، شیخ بـ حسین و

آفرین وے لب کشاد، در دین طیبہ مفتی شافعیہ یعنی صاحبزادہ مولا ناصر بن محمد

عرب خیانت صاحب ترجمہ کردہ بعد نماز عشاء صاحب ترجمہ در مسجد خیف تھا
توقف نہود، در آں جا بشارت مغفرت یافت۔

ترجمہ: "۱۲۹۵ھ میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ حرمین شریفین حاضر ہوئے اور وہاں
کے اکابر علماء مفتی شافعیہ سید احمد دحلان، مفتی حنفیہ عبدالرحمن سراج سے حدیث و فتنہ
و اصول و تفسیر اور دوسرے علوم میں سندلی۔

ایک روز نمازِ مغرب مقامِ ابراہیم علیہ السلام پر ادا کی، نماز کے بعد امام شافعیہ
حسین بن صالح جمل اللیل نے سابقہ تعارف کے بغیر مولانا احمد رضا خاں کا ہاتھ
پکڑا اور اپنے گھر لے گئے، وہاں دیر تک آپ کی پیشانی تھا میں چوتے رہے اور
فرمایا: "میں اس پیشانی میں اللہ کا نور پاتا ہوں۔"

اس کے بعد امام شافعیہ نے آپ کو صحاح ست میں اور سلسلہ قادریہ میں اپنے دستخط
خاص سے اجازت مرحت فرمائی اور فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین احمد رکھا، سید ذکر
میں امام بخاری علیہ الرحمہ تک گیارہ واسطے ہیں۔

مکہ معظمه میں شیخ جمل اللیل موصوف کے ایماء پر مدحہ ب شافعیہ میں مناسک
حج پران کے رسالے "جوهرہ مصیہ" کی دوروز میں شرح لکھی اور اس کا نام "المیرۃ
الوضیہ فی شرح الجوہرۃ المضیہ رکھا"۔ جب یہ شرح شیخ موصوف کے پاس لے گئے
تو شیخ نے عقیین و آفرین کی۔ مدینہ طیبہ میں مفتی شافعیہ صاحبزادہ مولانا محمد بن محمد
عرب نے آپ کی دعوت کی، اسی روز نماز عشاء کے بعد مسجد خیف میں تھا قیام کیا
اور یہاں آپ کو مغفرت کی بشارت ملی۔"

اب رحمٰن علی: تذکرہ علمائے ہند (فارسی) مطبوعہ لکھنؤ، ۱۹۱۳ء، ص ۱۵، ۱۶

خود امام احمد رضا نے یہ حالات اپنی تصنیف المیرۃ الوضیہ فی شرح الجوہرۃ المضیی
میں اس طرح لکھے ہیں:

”۱۲۹۵ھ میں فقیر سراپا تعمیر عبد المصطفیٰ احمد رضا خنی قادری برکاتی بریلوی غفران اللہ ہر ای رکاب والا کرم حضرت مولانا مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی مولانا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب قادری قدس سرہ العالیٰ نسبت حاضری بلده معظمه کمک مردم کی ہاتھ آئی۔ حسین اتفاق کہ ایک روز جناب مولانا سیدی حسین بن صالح جمل المیل علوی فاطمی قادری کی امام و خطیب شافعیہ سے مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب کہ فقیر رکعت طواف سے اور وہ جناب الماسیح نما مغرب سے فارغ ہوئے تھے ملازمت حاصل ہوئی۔ سبحان اللہ! عجب بزرگ خوش اوقات و برکات ہیں۔ اکثر عرب، جاوه و داعستان وغیرہ بlad نزدیک و دور کے ہزاروں آدمی ان کے بلکہ ان کے مریدوں کے مریدوں اور شرفو بیعت، سلسلہ تکذیب سے مستفید ہیں۔

اول نیاز میں حد سے زیادہ لطف فرمایا، فقیر کا ہاتھ دست مبارک میں لئے دولت خانہ تک نزدیک بائی صفا واقع ہے، لے گئے اور تا قیامِ کمک معظمه حاضری کا تقاضا فرمایا، فقیر حب و عده حاضر ہوا، مسائلی صحیح میں ایک ارجوزہ اپنا مسکی بالجوہرۃ المضیی فقیر کو سنایا، پھر فرمایا، اکثر اہل ہند اس سے مستفید نہیں ہو سکتے، ایک تو زبانِ مردی، دوسرے مذہب شافعی اور ہندی اکثر خنی، میں چاہتا ہوں کہ تو اسکی بزبان اردو تشریح اور اس میں مذہب خنی کی توضیح کر دے، فقیر نے باعثہ اہر جزیل و ثوابِ جمیل سمجھ کر قبول کیا، اگرچہ وہاں نہ فرست تھی اور نہ کتابیں پاس۔

روزِ اول دو بیت کے متعلق صرف تفصیل مسائل میں تین ورق طویل سے زائد لکھے گئے، جب بطور نمودج حاضر کئے، جناب مولانا نے فرمایا میرا مقصد تطویل اور اس قدر تفصیل نہیں کہ عوام اس سے کم منفع و ممتنع ہوتے ہیں، صرف ہمارے کلام کا ترجمہ و خلاصہ مطلب اور جہاں حنفیہ کا اختلاف ہو، ان کا بیان مذہب ہو جائے۔ فقیر نے امثال امر لازم اور یہی امر فرست حاصلہ کے مامن دیکھ کر بتاریخ ہفتہ مذی الحجہ (۱۲۹۵ء) روزِ جاں افروز و شنبہ یہ مختصر جملے لکھ دئے اور انہیں الوضیفہ شرح الجوہرۃ المضیفہ سے ملقب کئے۔

الغرض حر میں شریفین میں امام احمد رضا کا جوابِ بدائلی شاندار تعارف ہوا اس نے مستقبل کے لئے راہ ہموار کر دی اور پھر علماء عرب امام احمد رضا کی نگارشات سے برابر مستفید ہوتے رہے اور اپنے اپنے تاثرات قلمبند کرتے رہے، اس سلسلے میں امام احمد رضا کی مندرجہ ذیل تصانیف خاص طور پر قابل توجہ ہیں:

۱۔ فتاویٰ الحرمین بر جف ندوۃ المین (۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۷ء)

۲۔ احمد رضا، الہیرۃ الوضیفہ شرح الجوہرۃ المضیفہ، مطبوعہ مکتبۃ الحسنیہ ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء، ص ۲۔

(نوٹ) الجوہرۃ المضیفہ، عربی میں منظوم رسالہ ہے اور الہیرۃ الوضیفہ اس کی اردو شرح اور الطرۃ الرضیفہ، الہیرۃ الوضیفہ کے حوالی ہیں، اس کے عکس بھی امام احمد رضا ہیں، یہ تینوں یک جا، طبع انوار محمدی، لکھنؤ میں ۱۳۰۸ھ جادی الآخرہ کو طبع ہوئے۔ رقم کو یہ مطبوعہ نسخہ محترم سید ریاست علی قادری کی عنایت سے ملا، اس کی تفصیل یہ ہے: صفحہ سے ۲۷ تک الجوہرۃ المضیفہ شرح الہیرۃ الوضیفہ، پھر زیارت حضرت رسالت تاب صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق امام احمد رضا نے اپنے رسالے البارۃ الشارۃ علی مارقد الشارۃ کا خلاصہ شامل کیا ہے، یہ صفحہ سے ۳۲ تک پھیلا ہوا ہے، پھر امام احمد رضا کے حوالی الطرۃ الوضیفہ صفحہ سے ۳۷ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ امام احمد رضا نے حوالی بانداز جدید آخرين میں جمع کئے ہیں جس طرح آجکل محقق مقالات میں درج کئے جاتے ہیں، امام احمد رضا کی طبیع ایجاد پسند نے وہ طرز ایجاد کیا جو آجکل رائج ہے۔ ان کی نگارشات جدید کے معیار سے بہت اوپنجی میں، ہمارے محققین نے ہنوز کا حقہ تو جنہیں کی۔ مسعود

- ۲۔ المعتمد المستند في بناء نجاة الابد (۱۹۰۲ھ/۱۳۲۰ء)
- ۳۔ الدولة المكية بالمادة الغبية (۱۹۰۵ھ/۱۳۲۳ء)
- ۴۔ الاجازة الرضوية لمجل مكة البهية (۱۹۰۵ھ/۱۳۲۳ء)
- ۵۔ الاجازات المتبعة لعلماء بكة والمدينة (۱۹۰۶ھ/۱۳۲۳ء)
- ۶۔ كفل الفقيه الفاهم في أحكام قرطاس الدرارم (۱۹۰۶ھ/۱۳۲۳ء)
- ۷۔ الفيوضات الملكية لمحب الدولة المكية (۱۹۰۷ھ/۱۳۲۵ء)

ان میں بعض تصانیف کے بارے میں مجمل ایسا عرض کیا جاتا ہے تاکہ عالم اسلام سے امام احمد رضا کے تعلق پر روشنی پڑ سکے اور عالم اسلام کی طرف سے ان کے انکار کی پذیرائی کے متعلق حقائق معلوم ہو سکیں۔

۸۔ فتاوی الحرمین، ندوۃ العلماء (بھارت) کے بارے میں امام احمد رضا کے سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ جوابات بقول امام احمد رضا ۲۰ گھنٹے میں قلمبند کئے گئے، یعنی ۲/شوال ۱۳۱۲ھ کو بعد نماز صبح سے لے کر ۲/شوال ۱۳۱۲ھ طلوع فجر سے پہلے پہلے مسودہ اور مبہمہ مکمل کر لیا گیا۔ امام احمد رضا اپنے عربی اشعار میں اس کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں

فما هر لاش فعل عشر بن ساعۃ
و عنہا الى السجدات ولا كل يفرد
فما كان ذا الا بتوفيق ربنا
لہ الحمد حمدا دالما يسأله

۱۔ عبد العکیم الختر شاہ جہان پوری: رسائل رضویہ، ج ۱، مطبوعہ اکتوبر ۱۹۷۷ء، ص ۲۰

یہ استفتاء و فتویٰ تقریباً ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ جب یہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا تو مکہ معظمه کے ۱۶ اور مدینہ منورہ کے علمائے اعلام نے اُنکی تصدیق و توثیق فرمائی۔ حافظِ کتب الحرم شیخ اسماعیل بن غلیل علیہ کی تصدیق ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے جس میں سوالات پر بحث اور جوابات کی تصدیق کے علاوہ امام احمد رضا کو ان کے علم و فضل کی بنا پر خراج عقیدت پیش کیا ہے اور بلند القاب و آداب سے نوازا ہے۔^۱

۲۔ شاہ فضل رسول بدالیوی (م ۱۲۸۹ھ / ۱۸۷۲ء) کی عربی تصنیف المعتقد المنتقد (۱۲۷۰ھ / ۱۸۵۳ء) پر امام احمد رضا نے المعتمد المستند کے نام سے عربی میں تعلیقات و حواشی کا اضافہ کیا ہے۔^۲ ۱۹۰۶ھ / ۱۳۲۳ء میں یہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا جس پر ۳۷ علماء نے اپنی اپنی تقاریب اور تعلیقات ثبت کیں۔^۳ ان تعلیقات میں امام احمد رضا نے اپنے بعض معاصرین کی قابل اعتراض نگارشات کا تعاقب کیا ہے اور اپنا سچ نظر پیش کیا ہے۔ اسی پس منظر میں ۱۹۰۸ھ / ۱۳۲۴ء کو امام احمد رضا نے ایک کتاب تمہید الایمان بآیات القرآن تصنیف فرمائی جس میں قرآنی آیات و احادیث نبویہ کی روشنی میں شانِ رسالت تاب صلی اللہ علیہ وسلم کی جملک دکھائی ہے۔

۳۔ ”الدولۃ المکہ بالعادۃ الغیبۃ“ چند سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے جو قیام مکہ معظمه کے زمانے میں ۱۳۲۳ھ کو پیش کئے گئے تھے۔ اس کتاب کے دو حصے ہیں، پہلے حصے میں مسئلہ علم غیر پر فاضلانہ بحث کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیر ثابت

۱۔ فتاویٰ الحرمین: رسائل رضویہ، ج ۱، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء میں شامل ہے عربی متن کے ساتھ ساتھ اردو ترجمہ بھی کرو دیا گیا ہے۔ تفصیلات کے لئے اس طرف رجوع کریں۔

۲۔ یہ متن اور حواشی لاہور اور استنبول سے شائع ہو گئے ہیں۔ (مسعود)

۳۔ تفصیلات کے لئے مطالعہ فرمائیں حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء۔ (مسعود)

کلتے ہوئے بڑے معمول اور لشیں انداز سے اپنا موقف بیان کیا ہے دوسرے حصے میں
دیگر چار سوالات ہیں۔

جب یہ کتاب علائی عرب کے سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے بڑی پذیرائی کی اور
تقریباً ۷۰٪ علماء نے اس پر اپنی تصدیقات لکھیں۔ پیش نظر کتاب
انہیں تقارینہ کی تقریب رونما کی گئی۔ اس لیے ضروری ہوا کہ اس کتاب میں مندرج
مسئلہ، غیب سے متعلق امام احمد رضا کے مفہوم کا خلاصہ پیش کر دیا جائے کیونکہ یہی مسئلہ وجد
نزاع و اختلاف ہے لیکن اگر حقیقت سمجھ لیا جائے تو کم از کم ایک معقول انسان اختلاف نہیں کر
سکتا۔ امام احمد رضا کے افکار کا خلاصہ یہ ہے:

- ۱۔ علم ذاتی غیر محيط اللہ کے لئے ہے، علم عطاً محيط، حقوق کیلئے۔
- ۲۔ علم حقوق تو متہا، علم الٰہی غیر متہا، دونوں میں نسبت ناممکن، کجا
ساوات کا وعداً۔

۳۔ علم ذاتی واجب للذات اور علم عطاً ممکن۔

۴۔ وہ ازالی، یہ حادث وہ غیر حقوق، یہ حقوق وہ زیر قدرت نہیں، یہ
۱۔ سب سے پہلے اتنائے جو میں کا تازہ مطہر (۱۹۱۰ء، بریلی) کے متوالن سے الدوّلۃ الکریمہ کا خلاصہ شائع ہوا اور اس
میں تقارینہ کا خلاصہ شامل کیا گیا بعض علمائیں نے الدوّلۃ الکریمہ کی عدم اشاعت کی وجہ سے موام خواہ میں اس
کے مندرجات کے متعلق ملکہ نہیں پھیلادی تھیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ فوری طور پر اس کا خلاصہ بیع تقارینہ پیش کر دیا
جائے۔ چنانچہ مندرجہ بالا متوالن سے ۱۹ شبان ۱۳۲۹ھ کو یہ خلاصہ درست۔ ملک نت، جماعت، مظہر اسلام (بریلی) کے
احلاس میں تعمیم کیا گیا، الدوّلۃ الکریمہ کا اصل متن اور تقارینہ بعد میں بریلی سے شائع ہے۔ چنانچہ ۱۹۱۰ء میں
پہلی بار کراچی (پاکستان) سے الدوّلۃ الکریمہ کا جو متن شائع ہوا ہے اس میں ملائے عرب کی ۲۰ تقارینہ اور امام احمد رضا کے
حوالی شامل ہیں، ۱۹۱۰ء میں کراچی میں سے دوسرا ایجاد شائن شائع ہوا۔ اس میں تقارینہ نہیں، صرف متن اور حوالی
ہیں۔ (مسعود)

زیر قدرت الٰی وہ واجب البقاء، یہ جائز الفتاء اس کا تغیر حال، اس کا ممکن۔

۵۔ علم کل اللہ کو سزاوار ہے اور علم بعض رسول اللہ کو مگر بعض بعض میں فرق ہے پانی کی بوند بھی بعض ہے اور سمندر کے مقابلے میں ذریا، بھی بعض ہے تو بعض بعض میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

۶۔ مخالفین کا بعض، بعض و توہین کا ہے اور ہمارا بعض، عزت و تمکین کا حکی قدر خدا ہی جانے یادہ جانیں جن کو عطا ہوا۔

۷۔ جس طرح علم ذاتی پر ایمان لانا ضروری ہے اُسی طرح علم عطا یٰ پر ایمان لانا ضروری ہے کہ قرآن کریم نے دونوں علوم کی خبر دی ہے پورے قرآن پر ایمان لانے والا دونوں علوم میں سے کسی علم کا مکر نہیں ہو سکتا۔ جو مکر ہے وہ پورے قرآن پر ایمان نہیں لایا اور جو پورے قرآن پر ایمان نہیں لایا اس کا حکم معلوم۔

۸۔ کسی عالم کے علم کی اسی لئے نفی کرتا کہ وہ اس تادوں کے پڑھائے سے پڑھا ہے کسی صاحب عقل سے متوقع نہیں صاحب عقل اس کے علم کا اعتراف کرے گا اور کبھی یہ کہہ کر اس کے علم کو بلکا نہ کرے گا کہ اس کے علم میں کیا خوبی ہے، یہ تو پڑھائے سے پڑھا ہے اور سب اسی طرح پڑھتے ہیں۔

۹۔ الغرض امام احمد رضا خاں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو تناہی، محیط، مخلوق، زیر قدرت الٰی اور حادث مانتے ہیں مگر اس کے ساتھ آپ کی وسعت علم کو وہی نسبت دیتے ہیں جو ایک سمندر کو پانی کی بوند سے ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی کہیں کم۔

الدولۃ المکیۃ ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمه میں تصنیف فرمائی۔ ہندوستان واپسی کے بعد ۱۳۲۵ھ میں اس پر حواشی تحریر فرمائے جس کا تاریخی عنوان یہ ہے:

الفیوہات الملکیۃ لمحب الدوّلۃ المکیۃ (۱۳۲۵ھ)

۵۔ الاجازات الرضویة لمجھل بکة البھیۃ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) اور
الاجازات المتبینة لعلماء بکة والمدینۃ (۱۳۲۲ھ/۱۹۰۶ء) ان سندات پر مشتمل
ہیں جو امام احمد رضا نے علماء اسلام کو عنایت فرمائیں۔ اس میں وہ خطوط بھی شامل ہیں جو علماء
اسلام نے امام احمد رضا کو لکھے ہیں۔

۶۔ *کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس البراہم* (۱۳۲۲ھ/۱۹۰۶ء) کی تفصیل
یہ ہے کہ قیام مکہ مظفرہ کے زمانے میں امام مسجد الحرام مولانا عبداللہ دادا اور ان کے استاد مولانا
حامد محمود جدواوی نے نوٹ کے متعلق ایک استثناء امام احمد رضا کے سامنے پیش کیا۔ امام احمد
رضانے اس کے جواب میں ذریعہ دن سے کم مدت میں عربی میں رسالہ *کفل الفقیہ الفاہم* تحریر
فرمایا۔ جب یہ رسالہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے قدر کی نگاہ سے دیکھا
اور اس کی نقیبیں لیں، مثلاً شیخ الائمه احمد ابوالحیرہ میرداد حنفی، قاضی مکہ شیخ صالح کمال حنفی، حافظ
کتب الحرم سید اسعیل بن خلیل حنفی، مفتی حنفی شیخ عبد اللہ صدیق وغیرہم — امام احمد
رضانے قبل آپ کے استاذ الاساتذہ مفتی عظیم مکہ مظفرہ مولانا جمال بن عبد اللہ بن عمر حنفی سے
بھی کرنی نوٹ کے متعلق سوال کیا گیا تھا کہ اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں لیکن انہوں نے جواب
سے اعراض فرمایا۔ مگر امام احمد رضا نے شانی جواب دیا جس پر مفتی حنفی عبد اللہ بن صدیق
پہنچ کر اٹھے۔

الغرض امام احمد رضا کی شخصیت حرمین شریفین اور عالم اسلام میں جانی پہچانی تھی اور
الفعیہات الملکیۃ کا ایک قائم سید ریاست مل قادری (کراپنی) اور جواہا خالد علی خان (بریلی) کی عنایت
سے راقم کوٹا۔ (مسعود)

یہ دونوں مجموعے، رسائل رسمی، جلد ۲: طبعہ ۱۹۰۶ء، ص ۲۹۱، میں شائع ہو گئے ہیں۔ (مسعود)

ان کے علم و فضل کا عوام و خواص میں چرچا تھا جس کا اندازہ عالم عرب اور اسلامی ممالک میں ہوا۔ ہم علمائے عرب کی تقاریظ کا خلاصہ آخر میں ہدیہ قارئین کریں گے۔

بلashib علم و فضل میں امام احمد رضا کا ان کے معاصرین میں کوئی ہم پلہ نہ تھا۔ اگر کوئی محقق بغیر کسی تعصب و تنگی کے معاصرین کے آثار علیہ اور امام احمد رضا کے آثار علیہ کا تقابلی مطالعہ کرے تو یہ حقیقت رویہ روش کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ امام احمد رضا کا ان کے عہد میں کوئی ثانی نہ تھا اور پھر کثرت علوم پر امام احمد رضا کو جو عبور اور مہارت حاصل تھی اس کی نظر ان کے عہد میں کیا، ماضی میں بھی شاذ ہی نظر آتی ہے۔ علماء حرمین شریفین میں نہ صرف علمی حیثیت سے بلکہ شخصی حیثیت سے بھی امام احمد رضا کا پایہ بہت بلند تھا جس کا اندازہ ان سندات اجازتِ حدیثہ و تهذیب سے ہوتا ہے جو امام احمد رضا نے علماء حرمین کو جاری کیں اور ران مکتبہ باتی سے جو دے رہے ہیں نے آپ کو بھیجا۔ نیز خود امام احمد رضا کے مخطوطات^۱، ان کے صاحبزادے کی نگارشات^۲ اور علماء عرب کی تصدیقات کے مطالعہ سے بھی ہوتا ہے۔
حافظ کتب الحرم شیخ اسماعیل بن سید خلیل نے تو یہاں تک کہہ دیا:

(۱) بل اقول لوقيل في حقه انه مجدد هذا القرن لكان حقا و صدقاه

”بلکہ میں کہتا ہوں کہ ان کے حق میں اگر یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کے مجدد ہیں تو

۱. حامد رضا خان: الاجازت المتبینة (مشمول رسائل رضویہ، جلد ۲)، ص ۲۵۶-۲۷۴

۲. احمد رضا خان: الملفوظ، ۲، ۲، مطبوعہ کراچی، ص ۳۲۲

۳. حامد رضا خان: كفل الفقيه الفاهم، مطبوعہ لاہور، ص ۸۶۳

۴. احمد رضا خان: رسائل رضویہ، جلد (۱۳۹۲ھ-۱۴۰۱ھ)، ۲، (۱۳۹۲ھ)، مطبوعہ لاہور

۵. احمد رضا خان: حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور، ص ۱۵

ہیٹک یہ بات کچی دلچسپی ہے۔“

اور شیخ موسیٰ علی شامی از ہرگی احمدی در دیر وی مدفنی فرماتے ہیں:

(ب) امام الانتماء المجدد لهذه الامة^۱

”اما موسیٰ کے امام اور اس است مسلمہ کے مجدد“

مجدِ دامت، شخصی اور علمی دونوں خوبیوں کا جامع ہوتا ہے تو مندرجہ بالا اقتباسات امام احمد رضا کی جامعیت کاملہ کے آئینہ دار ہیں — مجدِ وقت اپنے عہد کی اصلاح کے لئے آتا ہے اور چہار دنگ عالم میں اس کا شہرہ ہوتا ہے — آئیے دیکھیں مولانا سید مامون البری مدفنی کی فرمائی ہیں:

(ج) فهو الحقائق بان يقال انه في عصره او حده كيف وفضلة اشهر من نار على علم^۲

”وہ اس لائق ہیں کہ کہا جائے کہ ان جیسا ان کے زمانے میں کوئی نہیں کیونکہ ان کا

فضل و کمال اس آگ سے زیادہ مشہور ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر جلائی جاتی ہے۔“

اور مولانا تفضل الحق کی، امام احمد رضا کے تعقی و تکھر اور ولائل و برائیں کو دیکھ کر بے

ساختہ پکارائیتے ہیں:

(د) الدالة على رسوخ علوم المؤلف العالم العلام الفهامة الذي هو في الاعيان بمنزلة العين في الانسان^۳

”یہ جوابات تمارے ہیں کہ مؤلف علام علامہ، فاضل فہماہے ہے اور عالمدیں ایسا

^۱ احمد رضا خاں: الدوّلة المكّيّة، مطبوعہ کراچی، ص ۳۶۲

^۲ مکتوبات سید مامون البری مدفنی، رسائل رضویہ، ۷۱، ص ۱۳۶

^۳ احمد رضا خاں: رسائل رضویہ، ج ۱، ص ۱۳۶

ہے جیسے بدن میں آنکھ۔“

واقعی مجد و عصر کی حیثیت اپنے اعيان و اقران میں ایسی ہی ہوتی ہے جیسے جسم انسان میں آنکھ بلکہ انسان کی مناسبت سے یہ کہا جائے کہ آنکھ کی پتلی توزیادہ مناسب ہو گا۔
اچھے علماء حرمین شریفین امام احمد رضا کی جو قدر و منزلت کرتے تھے اس کا کچھ اندازہ ان واقعات سے لگایا جاسکتا ہے۔

(ا) مکہ معظمه میں شیخ الخطباء کبیر العلماء مولانا شیخ احمد ابوالحیر میرزاد ضعیفی کی وجہ سے امام احمد رضا کے پاس نہ آسکے۔ چنانچہ انہوں نے یاد فرمایا اور امام احمد رضا کی زبانی رسالہ الدولة المکیہ ساعت فرمایا۔ رخصت ہوتے وقت امام احمد رضا نے ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا تو بیساختہ ارشاد فرمایا:

انا اقبل ارجلكم انا اقبل بعالکم ۱

”هم آپ کے پیروں کو بوس دیں ہم آپ کی جو ٹوں کو چویں۔“

(ب) ۱۳۲۲ھ میں مکہ معظمه سے مدینہ منورہ روانگی سے ایک روز قبل امام احمد رضا نے شوق زیارتِ روضہ انور میں یہ جملہ ارشاد فرمایا:

”روضۃ انور پر ایک نگاہ پڑ جائے تو پھر دم نکل جائے۔“ ۲

اس وقت سابق قاضی مکہ معظمه شیخ صالح کمال موجود تھے۔ یہ سنتے ہی بے تابانہ

انہوں نے فرمایا: تعود ثم تعود ثم تعود ثم تكون ۳

۱ احمد رضا خاں: الملفوظ، ج ۱، ص ۱۰

۲ احمد رضا خاں: الملفوظ، ج ۲، ص ۲۲

۳ ایضاً ص ۲۲

”ہرگز نہیں، روشنہ انور حاضر ہو کر پھر حاضر ہو، پھر حاضر ہو، پھر مدینہ طیبہ میں
وقاتِ نصیب ہو۔“

(ج) مولانا محمد کریم اللہ مہاجر مدینی اپنی عینی شہادت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
اُنی مقيم بالمدینۃ الامینۃ منذ سنین ویأتیها من الہند الوف من العلمین فیهم علماء
وصلحاء واقیاء رأیتھم یلدورون فی سکک البلد لا یلتفت اليهم من أهله وأری
العلماء والکبار العظاماء اليک مهرعین وبالاجلال مسرعین ذلک فضل الله یؤتیه من
ہشاء۔

”میں سالہا سال سے مدینہ نورہ میں رہتا ہوں۔ ہندوستان سے ہزاروں انسان آتے ہیں۔
ان میں علماء، صلحاء، اتقیاء سب ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ یہ لوگ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں
گھوستے پھرتے ہیں۔ کوئی ان کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھتا۔ لیکن ان (مولانا احمد رضا
خان) کی مقبولیت کی عجب شان دیکھتا ہوں کہ بڑے بڑے علماء و بزرگ آپ کی طرف
دوزے چلے آرہے ہیں اور تعظیم بجالانے میں جلدی کر رہے ہیں۔“

امام احمد رضا کی محبوبیت اور رحمتی کا جو اس وقت عالم تھا اس کے کچھ آثار اب
بھی نظر آتے ہیں۔ آبیے مولانا غلام مصطفیٰ (مدرس مدرسه عربیہ اشرف العلوم،
راجشاہی، بنگلہ دیش) کی زبانی میں:

(۱) ۹۷۴ھ میں حج بیت اللہ شریف کے موقع پر چند رفیقوں کے ساتھ مولانا سید محمد
علوی (مکہ مظلہ) کے درود لٹ پر حاضر ہوئے، جب اپنا تعارف ان الفاظ میں کرایا:
نحن تلاميذ تلاميذ اعلى حضرت مولانا احمد رضا خان البريلوی رحمة
لـ احمد رضا خان: رسائل رضویہ، بر ۲۵۲

الله عليه^۱

ہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگردوں ہیں۔

تو سید محمد علوی سر و قد کھڑے ہو گئے اور ایک ایک سے معاونہ و مصافحہ کیا اور پھر فرمایا:

”نحن نعرفہ بتصنیفاتہ و تالیفاته جبہ علامۃ السنۃ و بعضہ علامۃ البدعۃ۔“

”ہم امام احمد رضا کو ان کی تصانیف اور تالیفات کے ذریعہ جانتے ہیں۔ ان سے

محبت سنۃ کی علامت ہے اور ان سے عناد بدعت کی نشانی ہے۔“

(ب) اسی طرح مولانا غلام مصطفیٰ اپنے رفقاء کے ساتھ عمر سیدہ بزرگ علامہ شیخ محمد مغربی الجزائی سے ملے اور ان سے اپنا تعارف کرایا تو وہ بھی اٹھ کر ایک ایک سے بغلتیں ہوئے اور مصافحہ کیا اور فرمایا:

”حضرت علامہ فاضل بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) میرے ہمصر اور میرے دوست تھے، ہم آج بھی ان کے علم و فضل کے مداح ہیں اور ہمیشہ دعاوں میں یاد رکھتے ہیں۔“

(ج) ۸۰ سالہ بزرگ مولانا عبدالرحمٰن سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے امام احمد رضا کے تبرکات دکھائے جو ان کے پاس محفوظ تھے اور فرمایا:

”میں اس وقت چھوٹا تھا اور ذمی ہوش تھا، مجھے اپنی طرح یاد ہے کہ علمائے حرم شریف جب اعلیٰ حضرت سے ملتے تو ان کی دست بوی کرتے اور اتنا احترام فرماتے کہ میں نے اتنا احترام کی ہندوستانی عالم کا نہیں دیکھا۔“

۱ غلام مصطفیٰ: سفر نامہ حریم طبیین (بنگلہ دیش) مطبوعہ ۱۹۶۰ء، ص ۶۶

۲ غلام مصطفیٰ: سفر نامہ حریم طبیین^۲ (بنگلہ دیش) مطبوعہ ۱۹۶۰ء، ص ۶۶

بدر الدین احمد رضوی: سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی، مطبوعہ لاہور، ص ۱۹۸

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علوم غیریہ پر معرکہ آرائتے

الدولۃ المکتیۃ کی کہانی

حضرت قطب مدینہ مولانا ناصیحاء اللہ ین مدینی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی
بروائیت فضیلۃ الشیخ حکیم محمد عارف ضایاً مدینی

”۱۳۲۳ھ“ کو ہند کے بعض وحابیہ نے شریف کم ۵۷ کے بعض
صحابوں کو تخت تھائف دے کر مکارانہ باتوں سے درغلایا اور ان کے
ذریبہ سے، دربار میں حاضر ہو کر ایک درخواست پیش کی۔

کہ ہند سے ایک عالم آیا ہوا ہے۔ وہ عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے
طدر پر مسروف ہے، اور صاحب تصنیف کثیر ہے۔ وہ اللہ جل جلالہ اور
رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علوم کو برابر کرتا ہے۔ ہند میں چونکہ انگریز کی
حکومت ہے، اسلئے وہاں اس سے بات نہیں کر سکتے، آپ سے استدعا ہے
کہ اس کو بلا کر باز پوس کی جائے۔

شریف کم نے درخواست ملاحظہ فرماتے ہوئے کہا۔

تم ٹالک ہوتے ہوئے بھی دو باتوں کا اقرار کر رہے ہو۔ یعنی
وہ عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور صاحب تصنیف کثیر ہے۔ با اس وجہ اس
کو دربار میں طلب کرنا، اس کی احانت ہے، یہ میں نہیں کر سکتا۔ ہاں
ایسا ممکن ہے کہ تم اپنے سوالا تحریر کرو۔ ان سے جواب کے لئے کہا
جائے گا۔

تو انہوں نے پانچ سوال لکھ کر دیئے۔ جو حضرت سید شیخ صالح
کمال کی قدس سرہ کے پرد کے تاکہ وہ جواب حاصل کریں۔

سینا حضرت عظیم البرکت ھم شریف کے کتب خانہ میں
آئے۔ اس وقت حضرت ملامہ شیخ اسمبل قدم سرہ ایکے بھائی اور ان

کے والد حضرت ملامہ سید خلیل اور دیگر ملاہ بھی موجود تھے۔

حضرت ملامہ شیخ صالح کمال نے ایک پوچھ سیدنا امیر حضرت کو دیا۔ جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوال تھے۔ اور فرمایا یہ سوال دہابی نے سیدنا شریف (شریف علی پاشا) کے ذریعہ بیجے ہیں اور آپ سے جواب مطلوب ہے۔

سیدنا امیر حضرت نے قلم دوات طلب فرمائی، وہاں جو اکابر علماء موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم اس کا جواب عجلت میں نہیں چاہئے۔ بلکہ ایسے منصل د مل جواب کے طالب ہیں کہ خداوند کو دوبارہ ایسے سوالات اٹھانے کی جرأت نہ ہو۔

سیدنا امیر حضرت نے مخدوم صاحب کیا جس کے لئے حاضر ہوا ہوں، اور اب مدینہ طیبہ کی حاضری کی تیاری میں ہوں اور پیار بھی (سیدنا امیر حضرت نے اس وقت بجکر کے درد کی وجہ سے بخار میں جلا تھے) مگر علماء اپنے قاتھے پر مصروف ہے، اور فرمایا کہ آپ دو دن میں جواب ملائیت فرمادیں۔

دوسرے دن بیماری کی حالت میں ہی بیت اللہ شریف میں حاضر ہو کر سات کھنٹے میں الدولۃ الکریمۃ تصنیف فرمائی۔ اور یہ سیدنا امیر حضرا نے ساتھ ہی ساتھ اس کی نقل فرماتے جاتے تھے۔ دوسرے دن ڈیڑھ مگنڈ میں نظر ہانی فرمائی۔ آخر میں حضرت ملامہ شیخ احمد ابوالحیر کی فرمائش پر علوم خسہ کا باب زیادہ فرمایا۔ کتاب کمل کر کے شیخ صالح کمال قدس سرہ کے پرورد کر دی گئی۔

سیدنا امیر حضرت نے شریف کے نام ایک علاجی تحریر کیا، کہ میرے مقائد میری اس کتاب سے ظاہر ہیں۔ کہ محظوظ علماء سے بھرا ہوا ہے۔ نیز دنیا بھر کے علماء اس وقت کے مختار میں موجود ہیں، اگر کوئی احتراش ہو تو ملاہ کے حضور پیش

کر دی جائے۔ پھر بھی اعتراض رفع نہ ہو تو فقیر حاضر ہو کر گفتگو کرنے کو تیار ہے۔ اگر علامہ مطہن نہ ہوئے اور علماء نے فقیر کو مطہن کر دیا تو رجوع کرنے کو تیار ہوں۔ شریف نے خط پڑھ کر مخالفین کو مخاطب کر کے کہا:

”تم نے مخالف ہوتے ہوئے بھی حضرت علامہ کی دو صفتیں کا اعتراف کیا، کہ عاشق رسول (علیہ السلام) ہیں اور صاحب تصانیف کیشہ ہیں۔ اور ایک وصف ان کا خط بتا رہا ہے، یعنی وہ ضدی نہیں ہیں۔ حق کو تعلیم کرنے کے لئے ہمہ وقت مستعد ہیں۔“

اس کے بعد کتاب سختی شروع کر دی۔ درمیان میں بار، بار، شریف کہتے رہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوب کو حطا فرماتا ہے اور وہا بیہ الکار کرتے ہیں۔

کہ کرمہ میں اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی مقبولیت حطا فرمائی۔

علماء و مشائخ تو کجا عام لوگوں کی زبان پر اس کا چرچا تھا۔

غیل احمد عینیوی کو جب خبر ہوئی تو دوسری رات بعد ساتھیوں کے شریف کی گرفت کے در سے کہ کرمہ سے بھاگ گیا۔

قطب مدینہ ﷺ نے فرمایا ”سے ۲۳۴۰ھ میں، ان ایام میں فقیر ”باب السلام، زقاق الزندی“ میں رہائش پذیر تھا، فضل الرحمن اسی کمر میں پیدا ہوا تھا۔

سیدی قدس سرہ نے فرمایا:

”اس مکان پر جنات کا قبضہ تھا۔ کبھی کبھی کوئی جن آتا، مجھے بازو سے کپڑا کر جاتا۔ آپ کی پشت بڑی مغرب طہر ہے، اس وجہ سے ہم مجبور ہیں، بہتر یہ ہے کہ یہاں سے پلے جاؤ۔ میں کہتا ابھی مجھے فرصت نہیں، جب فرصت ہو گئی چلا جاؤں گا۔ فضل الرحمن کے پیدا ہونے کے چند دن بعد تمام مکان جنات سے بھر گیا۔ میں کہڑا ہوا، اذان و اقامۃ کی تمام جنات فاعقب ہو گئے۔ تھوڑی ہی دری

کے بعد میرے قریبی دوست شیخ حقیق خرج الحیدری ۶ تشریف لائے۔ ان سے واقعہ بیان کیا تو انہوں نے مکان چھوڑنے کا مشورہ دیا، اور سقینہ الرصاص میں مکان کرائے پر لے دیا پھر ہم اور خل ہو گئے۔“

سیدنا علیحضرت عظیم البرکت ﷺ نے ”الدولۃ الکریۃ“ شریف ارسال فرمائی۔ یہ نجہ حضرت علامہ سید احمد علی قادری رامپوری مجاہ جرمدنی رحمۃ اللہ علیہ کا کتابت کیا ہوا ہے اور حضرت شیخ علامہ محمد توفیق الایوبی مدینی قدس سرہ کا تصحیح کردہ ہے۔ اس کو سیدنا علیحضرت ﷺ نے پڑھا۔ آپ کی نظریں اس پر پڑی ہوئی ہیں۔ حضرت مولانا احمد علی قادری رامپوری سیدنا غوث عظیم ﷺ کی اولاد سے ہتھے۔ پڑے جید عالم اور سیدنا علیحضرت ﷺ کے بڑے قرعی تھے۔

آپ فاضل بیلیوی قدس سرہ العزیز کو ایک مکتب محروم ۱۲ مرداد آلا خرو ۲۳ ماه میں تحریر فرماتے ہیں :

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب اور کوئی تقریظ وغیرہ بیہاں نہیں ہو گی۔ اب رسالہ شریف دولت کیہ مولوی محمد سعد اللہ صاحب بنگالی سکاوی، حال وار دیوبند کے مطالعہ میں ہے اور ان کا عزم نقل کرنے کا ہے۔ ہفتہ عشرہ میں نقل کر لیں گے تو رسالہ شریف کو ہم آپ کی خدمت میں واہیں بیچ دیں گے۔ نقل اس کی جو مولوی محمد سعد اللہ صاحب کے پاس رہے گی اگر موقع ہوا تو کسی صاحب کو دیکھائی جاوے گی، ورنہ نہیں۔ الغرض رسالہ دولت کیہ مع تقریظلوں کے دس بارہ روز کے بعد آپ کے پاس بیچ دیں گے اطلاع اعراض کیا۔ ۷۷
حضرت قطب مدینہ قدس سرہ نے یہ مخطوطہ بڑی احتیاط سے رکھا ہوا تھا۔

فرمایا کرتے !

” یہ سیدنا علیحضرت عظیم البرکت ﷺ کا لکھا ہوا نہیں ہے، بلکہ علیحضرت نے اس کو پڑھا ہوا ہے۔ علیحضرت کی اس پر نظریں پڑی ہوئیں ہیں۔“

آنکھوں میں آنسو آ جاتے اور بڑی حقیقت و محبت سے یوسہ دیتے اور فرماتے، "جب یہ کتاب میں علامہ کو دکھاتا اور بیان کرتا کہ اس کتاب کی تصنیف سیدنا علیحدہ عظیم البرکت ﷺ نے اپنے کتب خانہ سے دور، صرف سات گھنٹوں میں تالیف فرمائی اور ذیہدہ گھنٹہ میں نظر ہانی کر کے مکمل فرمادی۔ تو یہ بات مانتے سے علامہ کو تاکمل ہوتا، علامہ کہتے یہ کیسے ممکن ہے۔ ہمارا تعلق بھی تو علم ہی سے ہے، ممکن ہے اس میں کچھ مبالغہ بھی ہو۔"

بھر فرمایا:

"سیدنا علیحدہ عظیم البرکت ﷺ سے یہ بھی شریف کی حاضری پر مرض کیا کہ حضرت علامہ یہ بات تسلیم کرنے کو تیار نہیں کیا اپنے "الدولۃ العکبة" سات گھنٹے میں تصنیف فرمائی اور ذیہدہ گھنٹہ میں نظر ہانی فرما کر ساڑھے آٹھ گھنٹوں میں مکمل کر دی۔"

علامہ کہتے ہیں کہ مصنف سر میں تھا، اپنے کتبخانہ سے دور اور کتب میر نہیں اور بیار یہ کیسے ممکن ہے؟" علیحدہ علیحدہ نے فرمایا۔

"اس کا واقعہ یوں ہے کہ اس وقت میرے جگہ میں درد تھا جس کی وجہ سے شدید بخار میں جلا تھا۔ مسلم سامنے آیا اور مل جواب کا اصرار کیا گیا، مخذرات قبول نہ کی گئی۔ دھرے دن اسی حالت میں اٹھا، چاہ زم زم شریف پر حاضر ہوا برکت ماحصل کرنے کے لئے وضو کیا، پیا، مجر اسود شریف کا بوس لیا، کعبہ شریف کا طواف کرنے کے بعد دو رکعت ادا کر کے

مقام اہمیت پر علی حاضر رہا۔ رب الحضرت کی بارگاہ میں
البجا کی۔ سید الانبیاء ﷺ اور سرکار غوث اعظم ﷺ سے
استعانت طلب کی لکھتا چاہا۔ بیت اللہ شریف کی زیارت
کے لئے جو نماہ انھی تو کیا دیکھتا ہوں کہ کعبہ شریف کے
دروازے میں جیبیں کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ افروز ہیں
داہیں طرف سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وحده اکرم اور باائیں
طرف حضرت غوث القین ﷺ حضور کریم ﷺ کی بارگاہ
میں حاضر ہیں۔ جو فرماتے رہے فقیر تحریر کرتا رہا۔ گویا
کہ مرے قلب پر القا ہوتا تھا۔ ”

حضرت علامہ سید ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

۵ / ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۳ء / نظمنا ۶۳۳ھ
الدین صاحب کے دولت کدہ پر حاضر ہوا، گنگو ہوتے ہوتے۔ علیحدہ
قدس سرہ کا ذکرہ آگیا، الدولۃ الحکیمیہ کا صفحہ دریافت فرمایا، میں نے کہا لاہور
ہے۔ پھر قلمی سودہ دکھایا ہے دیکھ کر مسرور ہوا۔ ۲۸

الحمد للہ یہ مخلوط ابھی تک سیدی فضل الرحمن قادری کے پاس
موجود ہے، آپ نے اس کے ہر صفحہ کو پلاسٹک کے کور سے محفوظ کر دایا ہے۔
اس مخلوط کے صفحہ اول و آخر کی تصویر آئندہ صفحات پر طاحدہ فرمائیں۔

اللہ اللہ

کیوں کہوں بیکس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فدا تم پر کروں درود





حدیث

ہال میں (غداکا) بنی ہرون اسے زندہ بھجوئی تھیں
ہال میں ہی صحبتِ اللہ نے عبد المطلب کا افسوس نہیں بھیڑا ہوئا

الرَّوْلَةُ الْمَكِيَّةُ
بِالْمِنَادِيَةِ الْغَيْبِيَّةِ

(١٢٢٣ الْهُجُ�ِيَّة)

للشَّيْخِ الْأَمَامِ أَخْمَدِ رَضَا خَانِ
الْقَادِرِيِّ الْأَفْغَانِيِّ ثُمَّ الْبَرِيلِيُّ الْهَنْدِيِّ

اللَّوْلَةُ الْمَكِيَّةُ بِالْمَادَةِ الْغَيْبِيَّةِ

۱۳۲۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

الحمد لله علام الغيوب، غفار الذنوب، ستار العيوب، المظهر من ارتضى من رسول على اسرار المحجوب والفضل الصلوة واكمال السلام على ارضي ارتضى من ارتضى واحب المحبوب سيد المطلعين على الغيوب الذي علمه زبه تعليماً و كان فضل الله عليه عظيماً ، فهو على كل خائب امين . وما هو على الغيب بضئ ولا هو بعنة زبه بمحجون مستور عنه ما كان او يكون فهو شاهد الملك والملائكة ومشاهد الجنار والجهروت ، صلى الله عليه وسلم .

سید الانبياء صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کو اس انداز سے مشاہدہ فرماتے ہیں کہ آپ کی جسم مبارک میں نہ کسی پیدا ہوتی ہے اور نہ کوئی پیدا ہوتی ہے۔ آن لوگ اس بات پر مشک کرتے اور جھوڑتے ہیں جسے آپ کی نہانے دیکھاتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا قرآن نازل فرمایا۔ قرآن ہر ایک چیز کو صاف صاف بیان کرتا ہے حضور نبی کریم ﷺ عالم ما کان و ما نکون تھے ماضی اور مستقبل کے تمام طور پر نہ کاہ۔ کھتے تھے۔ وہ ایسے علوم میانے تھے جنکی شحد بے نہ حساب۔ ان علوم پر آپ کے علاوہ کسی امرے کو بیور حاصل نہیں تھا۔

سیدنا آدم علیہ السلام کے علوم، تمام دنیاوی کے علوم اور لوح محفوظ کے علوم کو ملک

اللَّوْلَةُ الْمَكِيَّةُ بِالْمَادَةِ الْغَيْبِيَّةِ

۱۳۲۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

الحمد لله علام الغيوب، غفار الذنوب، ستار العيوب، المظهر من ارتضى من رسول على اسرار المحجوب والفضل الصلوة واكمال السلام على ارضي ارتضى من ارتضى واحب المحبوب سيد المطلعين على الغيوب الذي علمه زبه تعليماً و كان فضل الله عليه عظيماً ، فهو على كل خائب امين . وما هو على الغيب بضئ ولا هو بعنة زبه بمحجون مستور عنه ما كان او يكون فهو شاهد الملك والملائكة ومشاهد العجائب والجهروت ، صلى الله عليه وسلم .

سید الانبياء صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کو اس انداز سے مشاہدہ فرماتے ہیں کہ آپ کی جسم مبارک میں نہ کسی پیدا ہوتی ہے اور نہ کوئی پیدا ہوتی ہے۔ آن لوگ اس بات پر مشک کرتے اور جھوڑتے ہیں جسے آپ کی نہانے دیکھاتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا قرآن نازل فرمایا۔ قرآن ہر ایک چیز کو صاف صاف بیان کرتا ہے حضور نبی کریم ﷺ عالم ما کان و ما نکون تھے ماضی اور مستقبل کے تمام طور پر نہ کاہ۔ کھتے تھے۔ وہ ایسے علوم میانے تھے جنکی شحد بے نہ حساب۔ ان علوم پر آپ کے علاوہ کسی امرے کو بیور حاصل نہیں تھا۔

سیدنا آدم علیہ السلام کے علوم، تمام دنیاوی کے علوم اور لوح محفوظ کے علوم کو ملک

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے مقابلہ میں رکھا جائے تو ایک سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ آب کی حیثیت سے سامنے آئیں گے۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے تمام علوم اللہ جل جلالہ کے غیر متناہی علوم کے مقابلہ میں ایک چھینٹا یا چلو ہیں۔ حضور ﷺ اپنے اللہ سے مدد لیتے ہیں اور ساری کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد لیتی ہے۔ دنیا کے اہل علم کے پاس جتنے علوم ہیں وہ سب حضور ﷺ کے علوم کا صدقہ ہیں اور حضور ﷺ کے وسیلے سے ملے ہیں۔ یہ تمام علوم حضور ﷺ کی سرکار سے آئے اور حضور ﷺ کے دربار سے ملے۔

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَصِسٌ^۵ غرفانِ البحر اور شفا مِنْ الدِّيْم

وَوَاقُوفُونَ لِذِيْهِ عَنْ دَدِهِمْ^۶ من نقطة العلم او من شكلته الحکم

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى الْبَوْصَ وَصَحَّبِهِ وَبَارِكْ وَكَرِمْ. آمِنْ.

جن دنوں میں مکہ مکرمہ میں قیام پذیر تھا میرے سامنے ہندوستان کے رہنے والوں نے سید الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام علی آل واصحابہ کے علوم کے متعلق ایک سوال نامہ پیش کیا۔ یہ پیش کا دن تھا۔ پیش ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ کو عصر کا وقت تھا۔ مجھے دیکھتے ہی گماں ہوا کہ یہ سوال ان وہابیہ کا انٹھایا ہوا ہے جنہوں نے ہندوستان میں اللہ اور اس کے رسول کے خلاف توہین آمیز گفتگو کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا اور اس موضوع پر کتابیں بھی لکھی تھیں۔ چونکہ مکہ مکرمہ ایک پر امن اور امان یافتہ شہر ہے اور اس میں بے شمار علماء دین موجود ہیں۔ یہاں اگر کسی شخصی کو مسئلہ درپیش ہو تو ان سے دریافت کر لیتا ہے۔ مکہ معظومہ کے علماء علوم دینیہ کے بھرنا پیدا کنار ہیں لوگ انہیں چھوڑ کر تنک نہروں کے کناروں پر نہیں

رسول اللہ تم سے مانگتا ہے ہر ۱٪ چوہہ^۵ تیرے دریا سے چوہا یا تیرے باراں سے اک چھینٹا

تیرے آٹے خرے یہاں اپنی حد سے تیرے ٹلوں سے^۶ کوئی نظر پر ہی نہیں کوئی اڑاک پر ہی نہیں!

صاحبزادہ مسلم رضا خان بریجی

- ٢ -

مَكْرُمَةٍ كَعِلَّاءِ كَرَامٍ (حَفَظَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى) ہمارے سردار ہیں۔ وہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور دوسرے مسائل پر وہیہ کے اعتراضات کا جامع جواب دیتے ہیں۔ ایک
دوبار ایسے مسائل کی تشریع کی جس سے تمام اہلی ایمان کو اطمینان ہو گیا۔ دلوں کے زنگ ذور
ہو گئے۔ دماغ روشن ہو گئے اور عیب مٹ گئے۔ ان تشریحات سے وہابیہ پر موت کا عالم طاری
ہو گیا۔ یہ بندہ ضعیف (احمد رضا خاں بریلوی) بھی اپنے اللہ کے فضل و کرم سے اپنے باپ
دوا کی درخشاں سنت پر گامز نہ رہتے ہوئے وہابیہ پر قیامت برپا کرتا رہتا ہے۔ میں نے اب
تک دوسو سے زیادہ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور اکابر وہابیت کو دوچار بار بھی نہیں کئی بار دعوت
مناظرہ دی مگر یہ لوگ جواب دینے سے بھی عاری رہے اور بہوت ہو کر رہ گئے۔

جو لوگ ہندوستان میں بینے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجیہ کرتے ہیں اور سب وہ تم سے باز نہیں آتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ اور کذب کی نسبت قائم کرتے ہیں وہ میدان مناظرہ سے بھاگ اُنھے ہیں۔ ذم دبا کر غائب ہو جاتے ہیں پھر زندگی بھر سامنا نہیں کر پاتے۔ ان میں سے اکثر راہی ملک عدم ہو چکے ہیں مگر جو باقی رہ گئے ہیں وہ عنقریب اسی ذلتؑ سے دنیا سے چلے جائیں گے ان کی موت حیرانی اور بدحوابی میں ہوگی۔

انہیں یہ معلوم ہوا کہ میں ملکہ معظمہ میں چند دنوں کے لیے قیام پذیر ہوں۔ میرے پاس حوالے کی کتابیں نہیں ہیں۔ بیت اللہ کی زیارت میں مصروف ہوں۔ اور اپنے مولا و آقا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر (مدینہ) کی طرف جانے کے لئے پا بر کاب ہوں۔ یہ زمان تھا جب حضرت مولف عالم کی دوسرا تابعیں شائع ہوئی تھیں۔ ایک وقت آجہ آپ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار دو سو سو کمک بھی۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے "حیات اعلیٰ حضرت" مولف "واعظ" ظفر الدین بن بھاری رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مکتبہ نبویہ سلاہور۔

- ایسے موقع پر انہوں نے ایک سوالانامہ گھڑا اور سامنے لارکھا۔ انہیں امید تھی کہ کتابوں کے بغیر مدینہ پاک کی تیاری میں جواب نہیں دے سکوں گا اور وہ خوش ہو کر کہتے پھریں گے کہ احمد رضا خاں جواب نہ دے سکا اور اس طرح وہ اپنی خفت کا انتقام لے لیں گے۔ نہیں پہلے تو خاموش رہا حالانکہ اس سے پہلے میں ان کے بڑوں کوئی بار پچ کر اچکا تھا مگر انہیں کیا معلوم کہ میں دین میں کی امانت میں ہوں۔ دین کی نصرت اور امداد کرنے والا خود منصور و محفوظ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قوت ہے جب وہ کسی چیز کو کہتا ہے ہو جاتا تو وہ ہو جاتی ہے۔ مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے قوت بخشی۔ چنانچہ مجھے خیال آیا کہ میں اس سوالنامے کے دو طرح کے جوابات تیار کروں ایک تو اہل حق اور سائل کے لیے تاکہ وہ راہ ہدایت پالیں اور دوسرا ان ہٹ دھرم حملہ کرنے والوں کے لیے۔ چنانچہ میں نے قلم انٹھایا اور ہر ایک کے لیے ایسا جواب تیار کیا جس کے وہ قابل تھے۔

نظر اول

دین کا دار و مدار

یاد رکھیں کہ دین کا دار و مدار اس بات پر ہے جس سے نجات اخروی میسر ہو۔ پورے قرآن پاک پر ایمان لانا نہایت ضروری ہے۔ دنیا میں بہت سے گمراہ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بعض آیات پر ایمان لے آتے تھے مگر بعض کو نظر انداز کر دیتے تھے۔ ان میں قدر یہ فرقہ مشہور ہے (یہ لوگ اپنے آپ کو اپنے افعال کا خالق جانتے تھے) وہ اس آئیہ کریمہ پر ایمان لائے:

وَمَا ظُلِمْنَا هُمْ وَلِكُنْ كَانُوا أَنفُسَهُمْ بِظَلَمٍ مُّونَ ط (العل: ۱۱۸)

ترجمہ: ہم نے ان پر ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

مگر وہ اس آئیہ کریمہ سے منکر رہے:

وَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (العنکبوت: ۹۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارا بھی خالق ہے اور تمہارے اعمال کا بھی۔

ایسے ہی ایک فرقہ جبریہ ہے یہ لوگ انسان کو پھر کی طرح مجبور حضن جانتے تھے۔ وہ

اس آئیہ کریمہ پر ایمان لائے تھے: وَمَا تَشَاءُ وَنَّ إِلَّا أَنْ يَشَاءُ اللَّهُ

ترجمہ: تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ جو مالک ہے سارے جہاں کا۔

جبریہ اس آئیہ کریمہ کے منکر ہیں: ذَلِكَ جُزُّ نِعَمِنَا هُمْ بِهِ عَيْنُهُمْ وَإِنَّا لَصَابِلُونَ (الانعام: ۱۳۶)

ترجمہ: ہم نے انکی سر کشی کا بدل دیا جیکہ ہم ضرور پڑے ہیں۔

خارجی لوگ گناہ کبیرہ کرنے والے کو بھی کافر کہتے ہیں۔ وہ اس آئیہ کریمہ پر ایمان

رکھتے ہیں:

وَإِنَّ الْفَجَارَ لَنَفِيَ جَحَّمَ ۝ يَضْلُّونَهَا يَوْمَ الدِّينِ ۝ (الانتصار: ۱۵-۱۶)

ترجمہ: بے شک فا جر لوگ ضرور جہنم میں جائیں گے وہ قیامت کے دن اس میں جائیں گے۔ پھر یہ لوگ اس آیتے کریمہ کا انکار کرتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَعْفُرُ أَن يُشْرِكَ بِهِ وَيَعْفُرُ مَا ذُوَنَ ذَالِكَ لِمَنْ يَنْهَا (السباء: ۱۱۶)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخفا مگر اس کے علاوہ جتنے گناہ ہیں جسے چاہے بخش دیتا ہے۔

فرقہ مرجبیہ کا عقیدہ ہے کہ مسلمان کوئی بھی گناہ کر لے اسے نقصان نہیں ہوتا۔ وہ اس آیتے کریمہ پر ایمان لاتے ہیں:

لَا تَنْقُضُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّجِيمُ ط (الزمر: ۳۹/۵۳)

ترجمہ: اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہوتا۔ بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مگر یہ لوگ اس آیتے کریمہ سے انکار کرتے ہیں:

وَمَنْ يَعْمَلْ شَوْءًا إِبْرَزِيه (السباء: ۱۲۳)

ترجمہ: جو شخص برا کام کرے کا اسے بد لہ دیا جائے گا۔

اس قسم کی ہزاروں مثالیں ہیں جو مختلف مذاہب اور فرقوں کے بارے میں پیش کی جا سکتی ہیں۔ علم کلام کی کتابوں میں ایسی دلیلیں کثرت سے ملتی ہیں۔

علم غیب قرآنی آیات کی روشنی میں

قرآن عظیم کی قطعی نص ہے:

لَا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ (السُّلْطَان: ۶۵)

ترجمہ: زمین و آسمان والوں میں کوئی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

اس طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

عَالَمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظَهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَن أَرْتَضَى مِن رَّسُولٍ (الجن: ۲۶-۲۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مسلط نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

پھر مزید فرمایا: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَعِيفٌ ط (التكوير: ۲۳)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر بخیل نہیں ہیں۔

پھر فرمایا: وَعَلِمْكَ مَا لَمْ تَعْلَمْ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ط (النساء: ۱۱۳)

ترجمہ: اے نبی اللہ نے آپ کو سچا یا جو کچھ آپ پہلے نہیں جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔

ایک اور آیتہ کریمہ میں فرمایا:

ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوَجِّهُ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَذِيْهِمْ إِذَا أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ ط

(یوسف: ۱۰۲)

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ آپ انکے پاس نہ تھے جب ان بھائیوں نے دھوکا کیا۔

ایک اور مقام پر فرمایا: تَلَكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوَجِّهُ إِلَيْكَ (ہود: ۳۹)

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیات قرآنیہ کے علاوہ بہت سی اور آیات بھی ہیں جن میں غیب کے علوم پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان آیات میں نقی اور اثبات دونوں قسم کے دلائل ملتے ہیں یہ دونوں ایمان کا حصہ ہیں ان سے انکار گفر ہے۔ ایک مسلمان ان تمام آیات پر ایمان لاتا ہے۔ وہ

اختلافی را ہوں پر نہیں چلتا۔ نفی اور اثبات دونوں ایک نتیجہ پر وار نہیں ہو سکتیں۔ ہمیں ان کے جدا جد انتانج تلاش کرنا پڑیں گے۔

میں اپنے اللہ کے فضل اور اس کی قوت سے میدان تحقیق میں قدم رکھتا ہوں اور جو شخص اس میدان میں دھوکا دے گا یا فریب دے گا اس پر وار کروں گا۔

علم کی تقسیم

علم کی ایک تقسیم تو اس کے مصدر کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ یعنی جہاں سے وہ صادر ہوا مگر اس کی دوسری تقسیم اسکے متعلق کے اعتبار سے ہے۔ یعنی جسکے متعلق وہ علم ہے ان سے ایک اور تقسیم ظاہر ہوتی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ متعلق کس طرح کا ہے۔ تقسیم کے اعتبار سے علم یا تو ذاتی ہو گا (جبکہ نفس ذات عالم سے صادر ہو) یا عطاً ہو گا۔ ذاتی ہوئے ہی بنا پر ان علوم میں غیر کی کوئی شرکت نہیں ہو گی نہ غیر کی عطا ہو گی۔ نہ غیر اس کا سبب بنے گا مگر عطا ہو وہ علم ہے جو دوسرے کی عطا ہو۔ ذاتی تو صرف ذات باری تعالیٰ سے ہی مخصوص ہے کسی غیر اللہ کا اس علم میں حصہ نہیں ہے اور جہاں میں ایسا علم کی کے لیے ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ جو شخص کسی کے لیے ایک ذرہ سے کمتر بھی ذاتی علم ثابت کرے گا وہ یقیناً مشرک ہو جائے گا اور بتاہ و بر باد ہو گا۔

لے اس تفسیری روشنی میں کوئی غبار علم الہی اور علم عباد میں باقی نہیں رہتا۔ کم فہموں نے علماء، بلطف و جماعت کی مبارات اور تحقیقات سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب پر جو اعراضات کیے ہیں وہ خود بخوبی فتح ہو جاتے ہیں۔ حضور کے علم غیب کو اللہ کے علوم غیبیہ کے برابر جانئے والے اپنی کم فہمی پر بات کرتے ہیں۔ یہ ایک روش دلیل اور واضح تقسیم ہے۔ اس اطیف انسداد کے بعد کسی کو وہ باقی نہیں رہے گا۔ (حمدان الولی المأکی مدرب حرم نبوی شریف)

مدینہ طیہہ کے علماء کرام میں سے حضرت خالد مجذوب مغرب مولانا حمدان (الله تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) کا پہلا حاشیہ ہے آپ نے نیری کتاب پر ثبت فرمایا تھا۔

دوسری قسم کا علم (عطائی) اللہ کے بندوں کو عطا کیا گیا ہے اور یہ صرف بندہ سے ہی مخصوص ہے۔ اس کی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت نہیں کی جاسکتی۔ اللہ کے ساتھ علم عطائی کی نسبت قائم کرنے والا قطبی کافر ہو گا اور شرک اکبر کا مرکب ہو گا۔ کیونکہ شرک وہ ہے جو کسی دوسرے کو اللہ کے برادر جانے مگر اس نے تو غیر اللہ کو اللہ سے بھی بُر تر بنا لیا۔ یا وہ اس جگالت میں ہے کہ اس نے اپنا علم غیر خداً و عطا کر دیا (نوز بالله)

دوسری قسم کے اعتبار سے علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مطلق العلم۔ یہ مطلق العلم وہ ہے جو علم اصول کی اصطلاح میں ہے۔ ایسا علم ثابت کرنے کے لئے کسی ایک فرد کا۔ ہوتا ضروری ہے مگر فتنی کرنے سے تمام افراد کی فتنی ہو جاتی ہے۔ اس بحث اور تحقیق کو "اصول الرہاد لجمع مبانی الفساد" میں قضیہ موجہ کی بحث میں خاتم الحفظین حضرت والد ماجد قدس سرہ نے نہایت خوبی سے بیان فرمایا ہے۔

دوسری قسم علم مطلق ہے جس سے میری مراد وہ ہے جو عموم و استفزاق حقیقی کا مفاد ہے اسکی قسم کا ثبوت اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک تمام افراد موجود نہ ہوں۔ یہ کسی ایک شخص کی فتنی سے منتفعی ہو جاتا ہے یہاں موجہ بکلیہ ہو گا اور سالہ جزیہ۔ ایسے علم کا تعلق دور جوں پڑھوتا ہے۔ ایک اجمالی اور دوسرا تفصیلی۔ جس میں ہر علوم جدا اور ہر تفصیل اور مفہوم دوسرے سے ممتاز ہوتی ہے یعنی عالم کو جتنی معلومات ہوں جزئی ہوں یا کل ہوں یا بعض۔

اس دوسری قسم کی بھی چار قسمیں ہیں۔ ایک تو صرف اللہ تعالیٰ سے ہی خاص ہے۔ اس کا نام علم مطلق تفصیلی ہے۔ جس پر یہ آیتہ کریمہ دلالت کرتی ہے:

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ غَلِيظًا مَطْهَطٌ تَرْجِمَةً "اللہ تعالیٰ ہر شے کا ہانے والا ہے۔" (آل احزاب ۳۰) ہمارا رب کریم اپنی ذات کریم اور اپنی غیر متناہی صفتیں کے ساتھ ان تمام حادثوں کو

جو موجودہ ہیں یا کبھی تھے یا ابداً باہتک ہوتے رہیں گے، پھر وہ تمام ممکنات جو کبھی موجود نہ تھیں اور کبھی نہ ہوں گی بلکہ تمام حالات کو جاننے والا بے تمام مفہومات میں سے کوئی ایسی چیز نہیں جو علم الہی کے دائرہ میں نہ ہو۔ وہ ان تمام کو پوری تفصیل کے ساتھ جانتا ہے اذل سے ابد تک تمام کی تمام چیزیں اس کے علم میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات غیر متناہی ہے۔ اس کی صفتیں بھی غیر متناہی ہیں اسکی ہر صفت غیر متناہی ہے اعداد میں غیر متناہی ہے۔ ایسے ہی ابد کے دن اور اس کے تمام لمحات اور گھریان اس کے علم میں جنت کی نعمتوں سے ہر نعمت دوزخ کے عذابوں میں سے ہر عذاب جنتیوں اور دوزخیوں کی سانسیں یا پلکوں کا جھپکنا ان کی ادنیٰ سی جنسی اور ان کے سوا اور چیزیں اس کے علم میں ہیں اور غیر متناہی ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہر ہر ذرہ میں غیر متناہی علم ہیں۔ اس لیے کہ ہر ذرہ کو ہر ذرہ سے جو ہو گز رہا، یا آئندہ ہو گایا ممکن ہے کہ کوئی نہ ہو۔ کوئی نسبت قرب بعد اور جہت میں ہو گی۔ زمانوں میں بد لے گی اور زمان و مکان کے بد لئے میں جو اثرات واقع ہوں گے یا ہوتے ہیں روز اول سے زمانہ نامہ و دیک اللہ تعالیٰ کو بالتفصیل معلوم ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی و غیر متناہی اور غیر متناہی ہے۔ اہل حساب کی اصطلاح میں یہ تیری قوت ہے بنے مکعب کہا جاتا ہے۔

عدد جب اپنے نفس میں ضرب دیا جائے تو مجذوب بن جاتا ہے۔ مجذوب کو جب اسی عدد سے ضرب دی جائے تو مکعب بن جاتا ہے یہ تمام باتیں صرف حساب دانوں کے ذہنوں میں ہی نہیں دین سے واقف علماء کرام پر بھی روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ یہ بات بلاشبہ تسلیم شدہ ہے کہ کسی مخلوق کا علم آن واحد میں غیر متناہی بالفعل کی پوری تفصیلات کے ساتھ ہر دوسرے فرد پر محیط نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ممتاز جب ہو گا کہ ہر فرد کی جانب خصوصیت کے

ساتھ لحاظ کیا جائے اور غیر متناہی لحاظ سے ایک آن میں حاصل نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ مخلوق کا علم خواہ کتنا ہی وسیع اور کثیر ہو یہاں تک کہ عرش سے فرش تک اول سے آخر تک اور اس کے کروڑوں درجوں پر بھی ہوتا بھی محدود ہو گا۔ لیکن عرش و فرش دوستیں ہیں دو کنارے ہیں۔ روز اول سے روز آخر تک بھی دو حدیں ہیں۔ ایک چیز دو چیزوں میں گھر جائے تو وہ متناہی ہو گی غیر متناہی تو نہ ہو گی۔ البتہ حد کے بغیر کسی چیز کا ہونا غیر متناہی ہو سکتا ہے۔ بمعنی متناہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے علم میں عالی ہے۔ اس واسطے کہ اسکی صفتیں اور اس کا علم تو پیدا ہونے سے بالاتر ہے۔ ثابت ہوا کہ لا متناہی بالفعل ہونا اللہ تعالیٰ کے علموں سے خاص ہے اور علم متناہی اس کے بندوں کے علم سے خاص ہے۔

مندرجہ بالا فلسفیانہ خیالات اور منطقیانہ استدلال ہیں۔ قطع نظر اللہ تعالیٰ کے علوم لا متناہی پر قرآن پاک کا یہ ارشاد کافی ہے:

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّبِينًا ترجمہ: اللہ ہر چیز پر محیط ہے۔ (النساء ۲۷/۱۴۶)

ذات الہی محدود نہیں۔ اس کی مخلوق سے کسی کے لئے ممکن نہیں کہ وہ محدود نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ جیسا وہ ہے تمام و کمال دیتا ہی ہے۔ اسے مکمل پہچانا نہیں جا سکتا۔ ہاں اگر یہ کہہ دیا جائے کہ مجھے اللہ کی معرفت حاصل ہو گئی ہے۔ تو درست ہے مگر یہ کہنا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی اتنی معرفت حاصل ہو گئی ہے کہاب مزید کچھ باقی نہیں رہا تو یہ نادرست ہے اس لئے کہ اس طرح کتاب کی تسویہ کے وقت یہ بات میں نے قوت ایمانی سے لکھ دی تھی۔ مگر بعد میں امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر دیکھی تو اسکی تصریح تو کذاں ک نفری ابراهیم (الانعام ۹۷/۲۵) کی تفسیر میں مطالعہ کر آپ نے الحکایتیں نے اپنے والد مکرم مدحہت نام محرضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ سے نشاتھا۔ انہوں نے حضرت ابو القاسم انساری رحمۃ اللہ علیہ کو امام الغریبین کی روایت میان فرماتے ہوئے سما کر معلومات البریق امام فیض متناہی ہیں۔ اور ان معلومات میں ہر ہر لفظ کے حقیقی میراث معلومات ہیں ہر فرد کا بدل بدل کرنے نہیں جیز دل میں پایا جاتا ممکن ہے اور بدل بدل کرنے میراث مصنفات سے متعف ہونا بھی ممکن ہے۔

اللہ کی ذات محدود ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ انسان کی معرفت اور عقل کے احاطہ میں آ جاتا ہے حالانکہ وہ برتر ہے۔ اسے کوئی چیز احاطہ نہیں کر سکتی۔ وہ توبہ پر محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء، صالحین اور مومنین اپنے اپنے مرتب و درجات کے مطابق اللہ کی معرفت حاصل کرتے ہیں وہ اسی فرق کے اعتبار سے اپنے مرتب حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح انہیں ابد الاباد تک اللہ کی معرفت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے مگر باین ہم وہ اللہ کے علوم کی تمام کمال معرفت پر قادر نہیں ہو سکیں گے ہاں انہیں قدرِ متناہی حاصل ہوتی رہے گی۔ اس سے ثابت ہوا کہ جمیع معلوماتِ الہیہ پر کسی مخلوق کا محیط ہونا عقولاً اور شرعاً دونوں طرح سے محال ہے۔ اگر تمام اولین و آخرین کے تمام علوم جمع کر لیے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علومِ الہیہ کے مقابلہ میں کوئی نسبت نہیں ہے۔

ہم سمجھنے کے لئے یوں کہہ سکتے ہیں کہ اگر علومِ الہیہ کے دس لاکھ سمندر رکھے جائیں تو تمام مخلوقات کے علوم کا مجموعہ ان کے سامنے ایک قطرہ سے بھی کم ہے اور محدود ہے۔ علوم مخلوقات کے دریائے زخار متناہی ہیں۔ متناہی کو متناہی سے تو ایک نسبت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ہم بوند کے مقابلہ میں دس لاکھ سمندروں کی مثال پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ سمندر ایک وقت میں فنا ہو جائیں گے کیونکہ یہ دس لاکھ سمندر بھی متناہی ہیں۔ اس کی جتنی بھی مثالیں پیش کرتے جائیں متناہی ہی ہوں گی۔ غیر متناہی تک ان کی رسائی نہیں ہو سکے گی۔ غیر متناہی ہمیشہ باقی رہے گا اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ کے اوصاف نامتناہیہ کے سامنے فانی علوم کی کوئی حیثیت، نسبت نہیں ہے۔

حضرت خضر و مولیٰ علیہ السلام کے علوم

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت مولیٰ علیہ السلام کو کبھی ہوئی بات کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا کہ چیزیاں نے سند رہے جو فتح بھر کے پانی پی لیا۔ اس قسم کے علوم غیر متناہی اللہ کی ذات سے خاص ہیں۔

اب ہم علم کی ان تین قسموں پر مکتفو کریں گے جن میں سے ایک پر اور بحث ہو چکی ہے۔ (۱) علم مطلق اجمالی اور (۲) مطلق علم اجمالی اور (۳) مطلق علم تفصیل۔

یہ علوم اللہ کی ذات کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ ”بشر طلاقا شے“ تو بندوں سے ہی خاص ہیں۔ علم مطلق اجمالی بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ عقلاً ثابت ہے اور ضروری استدین کا حصہ ہے۔ جس طرح ہم ایمان لائے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کو جانتا ہے۔ ”ہر شے“ کہہ کر ہم نے جیسے معلومات اللہ کا لاحظہ کر لیا اور ان سب کو اجمالی طور پر جان لیا۔ جو اسے اپنے لیے نہ جانے وہ اپنے ایمان کی نفی کرتا ہے اور اپنے گلفر کا اقرار کرتا ہے۔ (العیاذ بالله)

واعلموا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (الغافر: ۴۲۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو جانے والا ہے۔

جب علم مطلق بندوں کے لئے ثابت ہو گیا تو مطلق علم اجمالی اپنے آپ ثابت ہو جاتا ہے ملائی طریقے مطلق علم تفصیل بھی بندوں کے لئے منحصر ہے۔ ہم قیامت، جنت، دوزخ، اللہ تعالیٰ کی ذات، اسکی صفات کو ایمان کا حصہ بناتے ہیں۔ یہ ایمان کے اصول ہیں۔ حالانکہ یہ ساری چیزیں غیب ہیں اور ہر ایک ایک دوسرے سے ممتاز پہچانا۔ تو ثابت ہوا کہ اس طرح غیبوں کا مطلق علم تفصیل ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ بھرا نمیا، کرام کا تو مقام ہی بلند ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے۔ جو غیب کو جانتا ہی نہیں وہ اس کی تصدیق کیسے کرے گا؟ اور جو تصدیق نہیں کرے گا وہ اس پر ایمان کیسے لائے گا؟ تو ثابت ہوا کہ جو علم اللہ تعالیٰ سے خاص ہے وہ ذاتی ہے۔ اور علم مطلق تفصیلی جو جمیع علوم الہیہ کو استغراق حقیقی کے ساتھ محيط ہو تو جن آئیوں میں اللہ تعالیٰ نے غیر خدا سے اس کی نفع فرمائی ہے وہ علم ذاتی ہے۔

مگر جن آیات میں اللہ نے اپنے بندوں نے لیے علم عطا فرمایا ہے اور اس علم کا ذکر کیا ہے وہ علم عطاٹی ہے۔ خواہ وہ علم مطلق اجنبی ہو یا مطلق علم تفصیلی ہو۔ انہی علوم میں اپنے بندوں کی مدح فرماتا ہے اور اسی عطاٹی علم کی وجہ سے وہ اپنے بندوں کو ممتاز قرار دیتا ہے۔

۱۔ وَبَشِّرُوهُ بِغَلامٍ عَلَيْهِ ط (الذاريات: ۲۸)

ملائک نے ایک علم والے لڑکے کی خوشخبری سنائی۔

۲۔ وَإِنَّ لَدُوْنَ عَلِيمٌ لِمَا غَلَّمْنَاهُ ط (یوسف: ۶۸)

بے شک حضرت یعقوب ہمارے علم دینے سے ضرور علم والے ہیں۔

۳۔ غَلَّمَنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا ط (الکھف: ۶۵)

ہم نے خضر علیہ السلام کو علم لہنی عطا فرمایا

۴۔ وَغَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ ط (الساو: ۱۱۳)

اے بنی اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ علم دیا جسے آپ نہ جانتے تھے۔

ان آیات کے علاوہ اور بھی بے شمار آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو علم عطا کرنے کی تفصیل بیان فرماتا ہے مگر ہر آیت میں علم عطاٹی ہی مراد ہے۔ جن آیات میں بندوں کو علم غیب دینا فرمایا گیا ہے وہ عطاٹی علم غیب ہے۔ یہ آیات قرآنیہ کے ایسے سچے معانی ہیں کہ کسی کو انکار کی گنجائش نہیں اور نہ ان کے علاوہ کوئی دوسرے معانی بیان کیے جاسکتے ہیں۔ عقیدہ ضروریات ایمان میں سے ہے۔ جو اس کا انکار کرتا ہے وہ ٹکر کا ارتکاب کر

ہے اور وائرہ اسلام سے خارج ہو کر رہ جاتا ہے۔ پیدہ معانی ہے جن سے علماء اسلام نے آیات
نفی و اپات میں تبلیق کی ہے۔ امام اجل حضرت زکریا نوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں
ایسا یہ بیان کیا ہے۔ امام ابن حجر کی نسبت میں اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں اور الحدیث و جماعت کے
دوسرا مستند علماء کرام نے اپنی اپنی کتابوں میں اسی نظریہ کو پیش کیا ہے۔

غیر خدا سے "علم غیب کی نفی" سے مراد ذاتی علم غیب ہے اور یہ حقیقت ہے کہ کسی
حقوق کا علم جمع معلومات الہی پر محیط نہیں ہو سکتا۔ یہ بات رویروشن کی طرح عیاں ہے اور آفتاب
ب عالم تاب کی طرح روشن ہے کہ جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غینیہ جو آپ کو
الله تعالیٰ نے عطا فرمائے تھے سے انکار کرتا ہے وہ خارج از ایمان ہے۔ ہمارے ملک میں
وہ یہ تو اس حد تک گستاخ ہو گئے ہیں کہ وہ بربطا کہتے پھر تے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
اپنے خاتے کا حال بھی معلوم نہ تھا۔ نآپ کو اپنی انت کے خاتے کا علم تھا۔

۱۳۸ میں ان لوگوں نے مجھے دلی میں ایک ایسا یہ سوال نامہ بھیجا تھا۔ میں نے اس
کے جواب میں ایک کتاب بِنَامِ انبَيَا الْمُضْطَفَى بِحَالِ سُرُورِ أَنْفُسِكُمْ۔ اس کتاب سے وہابیہ
پر قیامت نوٹ پڑی۔ یہ لوگ اس چیز کی نفی کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی
ہے حالانکہ اُنکے یہ دعوے ان کے ایمان کی نفی کرتے تھے۔ اور انکی زیاد کاری کا منہ بولتا شہوت
تَسْهِيدُهُ اِبْنَهُ اَنْ كَفَرَ يَكْلَمُتُكَمْ سے کافر اور مرتد ہو گئے تھے۔

۱۴ یقوتی ہمارے بے جلیل کا ہے اس نے فرمایا لا تَعْبُدُوا لَهُ مَخْرُونُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (العریب: ۶۶)
ترجمہ: اب تم جیسے بھانے نہ کرو۔ تم امانت اپنے کے بعد کافر (مرتد) ہو گئے ہو۔

حضرت ابن الیشیبہ، ابن حجر، ابن منذہ، ابن الی ماقم اہل اشیع نے مجاہد، ضمیم اللہ مذہب رہائی لی ہے کہ
اس آیت کریمہ کی تفسیر سن کر ایک منافق نے کہا "مگر وہ صرف یہ بات تھاتے ہیں کہ قرآن میں انہیں فاسد، اہمی میں ہے۔ وہ
فاسد کہا جائیں؟" تیکی خیال اکابر بہوت ہے۔ علام قسطلانی، ضمیم اللہ مذہب نے "اہب ثہیف میں فرمایا بہوت فیب
اطلاق ہے۔ پھر فرمایا بہوت مشتق ہے۔ بناتے ہو، اس کا معنی نہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوبیں نہیں دیا تھا،
بھیجا۔

پھر وہی نے سید الانبیاء ﷺ کے متعلق یہ بات کہہ کر کتنا بڑا افسر کیا کہ نبی ﷺ کو نہ اپنے خاتمے کا حال معلوم تھا نہ امت کے خاتمے کا۔ یہ بھی بہت سی روشن آیات کا انکار ہے:

۱۔ وَلَلَا خِرَةٌ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ (الصحي: ۳)

بے شک آپ کی آخرت زندگی سے بھی بہتر ہو گی۔

۲۔ وَلَسْوَقُ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضِي (الصحي: ۵)

بے شک عنقریب اللہ آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

۳۔ يَوْمَ لَا يُخْزَى اللَّهُ أَلَيْهِ وَالَّذِينَ أَهْنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبَيْنَ أَيْمَانِهِمْ (الحریم: ۸)

اس دن اللہ رسول نے کرے گا نبی کو نہ ایمان والوں کو جو آپ کے ساتھ ہیں۔ ان کا نور ان کے آگے پیچھے دوڑ رہا ہو گا۔

۴۔ عَسَىٰ أَن يَعْنَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا ط (بھی اسرائیل: ۷۹)

عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔

۵۔ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُنْهِبَ عَنْكُمُ الرَّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُظْهِرَ كُمْ تَطْهِيرًا (الاحزاب: ۳۳)

اللہ ہی کا چاہتا ہے کہ نبی کے گھر والوں تم سے تباکی ذور رہے اور تمہیں خوب پاک کر دے۔

۶۔ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّتَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ (الفتح: ۵)

تاکہ اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور عورتوں کو جنت میں داخل کرے جس میں نہیں بہہ رہی ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کے گناہ ان سے مٹا دیے جائیں گے۔ اور یہ اللہ کے ہاں

بہت بڑی مراد پاتا ہے۔

۷۔ إِنَّا لَنَخْلُقُكُمْ مِّنْ تُحَمَّلَاتِهِ (الفتح: ۱)

بے شک ہم نے آپ کے لئے فتح میں عطا کی۔ آپ کے سبب آپ کے اگلوں اور پھولوں کے گناہ بخش دے گا اور اپنی نعمت آپ پر تمام کردے گا اور اپنی طرف سیدھی راہ دکھائے گا۔ اللہ تمہاری مدد کرنے والا اور عزت دینے والا ہے۔

۸۔ تَبَرَّكَ الَّذِي أَنْشَأَ شَاءَ جَعْلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذَالِكَ جَنْبُتَ تَجْرِي مِنْ تَعْبِيهَا الْأَنْهَارُ وَ
تَجْعَلُ لَكَ قُصُورًا۔ (الفرقان: ۱۰)

برکت والا ہے وہ کہ اگرچا ہے تو تمہارے لیے اس سے بہتر کردے جنتیں جن کے نیچے نہیں بہہ رہی ہوں گی اور تمہارے لیے اوپر بھلات بنائے گا۔

ان آیات کی تشریع و تفسیر پر جو بے شمار احادیث معنی واحد پرتواتر سے آئی ہیں وہ ایک بھرپور کرائ ہے اور انہیں از بر کرنا مشکل ہے مگر اللہ کے کلام اور حضور ﷺ کی احادیث کے بعد کو نسا کلام ہے جس پر ایمان لا یا جائے۔

ل۔ لَكُمْ مِّنَ الْأَمْرِ تَعْلِيمٌ ہے اور ذنب کی اضافت طابت سے ہے۔ معنی یہ ہوئے کہ معاف کردے گا اللہ تمہارے سبب یا تمہاری وجہت سے تمہارے گمراہوں کی خطا کیں۔ گناہ یا نفرتیں۔ تمہارے آبا اور اجداد کی نفرتیں جن میں آبا اور اجداد شامل نہیں حضرت سیدنا عبداللہ سیدہ آمنہ سے لے کر سیدنا آدم و ۴۱ ایک اور بھلے ذنوب ان میں ہیں، پتوں، نواسوں بلکہ ساری نسل معنوی جو قیام قیامت تک الحمد (ہیں) بخش دیے جائیں گے۔ یہ تاویل ہمارے نزدیک بہتر اور شریں نہ ہے۔

نظر دوم

ذاتی اور عطاوی علم میں فرق:

سابقہ صفحات کے مطابع کے بعد ایک کوتاہ نظر انسان کی آنکھیں ان آیات کی روشنیوں سے چمک آئیں گی کہ تمام خلوقات کے جملہ علوم ہمارے رب العالمین کے علوم کی برابری کا شے بھی نہیں کر سکتے۔ ایک مسلمان کے دل میں ذرہ بھروس خدا کا احتجال نہیں کر اللہ تعالیٰ کے علوم اور اس کی خلوقات کے علوم کا کوئی موازنہ یا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں کو اتنا بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اللہ کا علم ذاتی ہے۔ اور خلوق کا عطاوی۔ اللہ کا علم اس کی ذات سے واجب اور خلق کا علم حداث (کیونکہ تمام خلوقات حداث ہیں) صفت موصوف سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ اللہ کا علم خلوق نہیں۔ خلق کا علم خلوق ہے۔ اللہ کا علم کسی کے زیر قدرت اور تابع نہیں ہے۔ علم الہی ہمیشہ واجب اور دائم ہے۔ خلوق کا علم حداث عارضی ہے۔ علم الہی کسی طرح بدل نہیں سکتا۔ خلق کا علم تغیر پذیر ہے۔ اس فرق اور امتیاز کے باوجود کوئی شخص برابری کا تصور کر سکتا ہے؟ ہاں صرف وہی بدجنت لوگ ایسی ابھسن میں گرفتار ہوں گے جن پر اللہ کی لخت ہے۔ وہ حق کی بات سے بے بہرہ ہو چکے ہیں۔ ان کی آنکھیں نور سے محروم ہو چکی ہیں۔ ہم پورے دلوق اور ایمان سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسا فرض کرتا کہ حضور ﷺ کے علوم اللہ تعالیٰ کے علوم پر محیط ہیں یہ بھی خیال باطل ہے۔ علم الہی سے برابری پھر بھی نہیں ہو سکتی اور ان وسیع اور واضح فروق کے ہوتے ہوئے علوم الہیہ (ذاتی) اور علوم مصطفیٰ (عطائی) میں کیا برابری ہو سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ کے علم میں سوائے عالم حروف کے اور کوئی

شرکت نہیں پائی جاتی۔ ہم نے دلائل قطعیہ سے ثابت کر دیا ہے کہ معلومات الہیہ کا محدود ہونا عقلائی بھی باطل ہے شرعاً بھی باطل۔ وہابی جب آئندہ دین اور ان کے پیروؤں کی کتابیں پڑھتے ہیں اور ان میں حضور ﷺ کے علوم غیریہ کو قرآن و احادیث کی روشنی میں مطالعہ کرتے ہیں اور اس مقام پر پہنچتے ہیں کہ حضور ﷺ کو روز اول سے روز آخر تک کے تمام گزشتہ اور آئندہ واقعات کا علم ہے تو یہ لوگ ان پر کفر اور شرک کے فتوی صادر کرنے لگتے ہیں اور انہیں لگاتے ہیں کہ انہوں نے علوم الہی اور علم النبی کو برابر قرار دے دیا ہے۔ یہ فیصلہ کرنے والے نہایت خبطی اور غلط اندیش لوگ ہیں۔ یہ خود کفر و شرک کے گذھوں میں گرتے جاتے ہیں۔ ان لوگوں نے محدود و اور محدود علوم کو اللہ تعالیٰ کے غیر محدود و اور لامتناہی علوم کا ہمپہلہ قرار دے دیا۔ یہ کفر کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ اور مخلوق کا علم ہم پا یہے (استغفار اللہ)۔ اگر ان کے ہاں علم الہی لامتناہی ہوتا یا مقدار سے زیادہ ہوتا تو وہ حضور ﷺ کے علوم جو محدود و اور عطاہی ہیں کس طرح برابر قرار دیتے۔ وہ مساوات علوم خالق و مخلوق میں نہ پڑتے۔ جب وہ اپنی جہالت آمیز عقل کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اللہ کے علم لامتناہی سے مذاق کرتے ہیں اور اسے ناقص بتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو غرق کرے اور ان کے فتنوں سے ہمیں محفوظ رکھے۔

نظر سوم

یا اللہ تیری رحمت ہو۔ تاریکیاں چھائیں۔ غلبتیں حد سے زیادہ بڑھ گئیں۔ بہت سے لوگ گمراہیوں کی سیاہیوں میں چلے جا رہے ہیں۔ ہم نے سابقہ صفات پر اللہ تعالیٰ کے ذاتی اور مطلق محیط علم پر تفصیلی منظکوں کی ہے۔ یہ علوم اللہ کی ذات سے ہی خاص ہیں۔ کسی بندے کو اس میں شرکت نہیں۔ ہاں مطلق علم عطائی میں ہر مسلمان کا حصہ ہے۔ چہ جائیکہ انہیاں کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اگر علم عطائی کو تسلیم نہ کیا جائے تو ایمان نصیک نہیں رہتا۔ اگر کسی وہی کے وہم میں یہ بات گذرے کہ اس طرح ہم میں اور ہمارے نبی کریم ﷺ میں کیا امتیاز؟ جیسا علم حضور کو ہے ویسا ہی تمام انبیاء کو ہوا۔ پھر ایسا علم (معاذ اللہ) ہم کو بھی ہے، جو علم ہمیں نہیں انہیں بھی نہیں۔ تم ہم برابر ہوئے۔ یہ بات عالم تو درکنار کسی جاہل کے دماغ اور خیال میں بھی نہیں آسکتی۔ مگر وہابیہ سے تعجب نہیں کوئی کہ وہ بے عقل قوم اور کج فرقہ ہے۔ ان میں ایک بھی ایسا عالم نہیں جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے بارے میں تسلیم کرنے کا ملکہ ہو۔

ایک کچھ مغزہ ہندی

امر واقعہ ہے کہ ان دونوں اس فرقہ کا ایک کچھ مغزہ بوز حاجے اپنے آپ کو صوفی کہلانے کا بھی خط ہے۔ بڑے بلند بالگ دعوے کرتا رہتا ہے۔ وہ بڑا مسکبر، مغروہ اور بہت دھرم بندوں تانی ہے۔ حال ہی میں اس نے ایک رسالہ لکھا ہے جو چند اوراق پر پھیلا ہے۔ اس کی عبارت اتنی گری ہوئی اور گستاخانہ ہے کہ ساتوں آسمان پھٹ پڑیں۔ اس نے اس کا نام حفظ الایمان رکھا ہے۔ حالانکہ اس کی عبارت خفیض الایمان (ایمان کو نیست کرنے والی)

ہے وہ لکھتا ہے:

”پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس سے ایک فرد بھی خارج نہیں تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔“

اس ہٹ دھرم بوز ہے کو اتنا بھی معلوم نہیں مطلق علم عطا ای اصالۃ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ اسی لیے رب جل و جلال نے فرمایا ہے: **غَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غُيَثِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ أَرَضَنِي مِنْ ذَرْبِهِ** (ابن ۲۹-۴۰)

ترجمہ: اللہ غیب جانے والا ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر صرف اپنے پسندیدہ رسولوں میں سے جسے چاہے مطلع کر دے۔

اب اللہ کے سو اجھے بھی علم غیب حاصل ہو گا۔ وہ اسی کی عطا اور فیض سے حاصل ہو۔ اور اسی کے راہ دکھانے سے ملے گا تو بر ایری کس طرح ہو گی؟

دنیا میری ہتھیلی پر روشن ہے

علاوہ بریں انبیاء، کرام کے علوم غیب نبی کو صرف اتنے بھی حاصل ہوتے ہیں جتنے انبیاء، کرام انہیں سکھاتے ہیں۔ انبیاء، کرام کے علوم نے جو سند رکھتی نہیں رہے ہیں۔ ان کے سامنے دوسروں کے علوم کی کیا حیثیت ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام تو روز از ل تے آخر تک کے تمام علوم ما کا ان دماغ کیوں کہ جانتے ہیں بلکہ کیجھتے ہیں۔ ان کے مشاہدے سائنس ساری کائنات کھلی پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَكَذَاكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلْكُوت السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (الاعم: ۷۵)

ترجمہ: اور اسی طرح، ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔

طبرانی نے بحث کبیر اور نعیم بن حماد نے کتاب المختصر اور ابو قیم نے حلیۃ الاولیاء میں

عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الْذِيْنَى فَانْظُرْ إِلَيْهَا وَالَّيْ مَا هُوَ كَانَ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَانَتْ مَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ

الی کفی هذه جلیانا من الله تعالى جلاه لنبیه كما جلاه للنبيین من قبله

ترجمہ: یقیناً بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ذیانا بچا دی ہے۔ میں اسے اور اس میں قیامت تک ہونے والے واقعات کو یوں دیکھتا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف۔ ہتھیلی پر ایک روشنی دیکھ لیتا ہوں۔ یہ روشنی اللہ کی طرف سے ہے جسے اس نے اپنے نبی کے لیے ضیاء بار فرمایا ہے ایسی روشنی سابق انہیاء کے لیے بھی تھی۔

جس بوز ہے کا ہم ذکر کر رہے تھے اس نے کل اور بعض کی دو شعیں قائم کیں۔ پہلی شع (کل) تو موجود ہیں۔ ہاں اس نے دوسری شع (بعض) میں سب کوشامل کر لیا اور تیجیہ یہ نکلا کہ آپ کے علم کی کیا تخصیص ہے حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کا علم و علم سارے جہاں پر چھایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ علوم سے سرفراز فرمایا ہے اور اپنے بڑے فضل سے نوازا ہے۔ آپ کے ہاں اگلے چھلوں کے تمام علوم دست بستہ کھڑے ہیں۔ جو کچھ کچھ گزر رہے اور جو کچھ تا قیام قیامت آنے والا ہے حضور ﷺ کے مشاہدہ میں ہے جو کچھ زمین اور آسمانوں میں ہے آپ کو از بر ہے۔ مشرق سے مغرب تک جو کچھ ہونے والا ہے آپ اس سے خبردار ہیں۔ ہر چیز آپ پر روشن ہے۔ آپ ہر چیز کو پہچانتے ہیں۔ ان پر قرآن اتراتو ذرہ ذرہ روشن ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ہر چیز کی حقیقت کو مفصل بیان فرمایا ہے۔ مگر اس کو مغز نے آپ کا علم، زید، عمر، وہچہ اور پاگل بلکہ جانور اور چوپا یہ کے علم کے برابر کر دیا۔

(استغفار اللہ) اسے اتنا بھی معلوم نہیں کہ جس لفظ بعض کو نقص علم مصطفیٰ کے لیے استعمال کر رہا ہے اس میں اتنی وسعت ہے جو ایک چھوٹی بوندی مقدار سے لے کر لاکھوں کروڑوں چھلکتے سندروں تک کوشامل ہے۔ اس بعض کی نہ کوئی گہرا ای جان سکا ہے نہ وسعت، ان سندروں کا نہ کوئی کنارہ ہے نہ انتہا۔ یہ سب کا سب آپ کے علموں کا بعض ہی تو ہے۔ اس بعض کا کون احاطہ کر سکتا ہے؟ علم مصطفیٰ ﷺ تو جتنا اللہ چاہے اتنا ہے۔ لفظ بعض سے برابری اور ممائیت اور فی ونقش کے پیمانے تیار کرنا ایسے کچھ بیانوں کا ہی خاصا ہے۔ اب ایسے لوگ معاذ اللہ یوں بھی کہتے نہ شرما میں گے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت زید، عمر، ایک بچے اور پاگل بلکہ جانور اور چوپا یہ کی قدر کے برابر ہے (العیاذ باللہ)۔

۱۔ ہم اہل سنت کا نظری ہے کہ زیادتی ہے بھی حداثات روشن ہوتے ہیں وہ قدرت کے شاہکار ہیں مگر قدرت بذات خود کوئی چیز بہاء نہیں کر سکتی۔ پیدا کرنا یا تخلیق کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ ہم جنم بن صفوان کی طرح قدرت کے اختیارات کی فہمی بھی نہیں کرتے۔ موافق اور اس کی شرعاً میں اس نظری کی خاص تعریف کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ترجیح ہے کہ انہوں نے مجھ سو بیے کو مدد دینے کی فہمانی۔ حالانکہ انہیں کوئی فتح اخانے یا فتح دینے کی قدرت تھی۔ علام ابوالمعود نے اپنی تفسیر ارشاد العقل السليم میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بعض حوصلات میں ساکین پرخی کرے اور انہیں زیاد کی کچھ سکھتوں سے محروم کر دے حالانکہ وہ ساکین کو فتح پہنچانے پر بھی قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اہل کتاب یہ نہ جانیں کہ ہمارے نبی اور ان کے صحابہ کو کسی چیز کی قدرت نہیں ہے۔ ہم نے انہیں اللہ کے فعل سے بہت اعمال پر قادر رہتا یا ہے۔

تفسیر نبی میں اس بحث پر بحث کی گئی ہے۔ لازم نہیں ہے بلکہ اللہ درون کی ضمیر رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کی طرف ہے اور تقدیر یہی ہے کہ اہل کتاب یہ نہ جانیں کہ نبی اور صحابہ کسی چیز پر اختیارات نہیں رکھتے۔ یہ اندھے فعل سے قدرت رکھتے ہیں۔ جب اہل کتاب کو ان کا قادر ہونا یا نہ ہونا نہ چاہا تو ان کا قادر ہونا چاہا۔ اور جان لو یہی بہتر ہے۔ ہم فتح انہیں کہہ سکتے ہیں کہ قدرت البریازی ابدی و ابھہ اور مہر ہے۔ اور عبد کی قدرت ایسی نہیں۔ تو میں کہوں گا یا سو رکھنے یا جزویت کے ماواہیں گھری ہندی بوز حاضر نبی کریم ﷺ کے علم کو حمام انساںوں، بیجوں، بچوں کو خون ہانا کر پوچش کرتا ہے۔ اس کے کام کی دھرمی حق اس کے نہ لٹھ رکھیا مظہر ہے اب اس کا ملک غربِ اصل کر سائے آیا ہے۔ وہ افراد کرتے ہے کہ اس کے علم کے لیے وہ اطمینان ہیں گدھے۔ بدل، کتے اور مدار کے علم ہے۔ اور بدلی حق میں اس نے خصوصیت کی فہمی اور ممائیت کے علم کی ہاتھ پھیپھیدہ میں شرکت کی گی۔ اس یقین کے باوجود نبی کریم ﷺ کے طبقے ان اے علم ہے کہ کن مٹاںوں سے نمائیت قائم کرتا ہے۔

کیونکہ تمام حیوانات کسی نہ کسی فعل و حرکت پر قدرت تو رکھتے ہیں اگرچہ ان کی قدرت پیدا کرنے والی نہیں ہے مگر بعض تو صادق آمیگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے اور اپنی ذات کریمی میں قدرت رکھتا ہے ورنہ تخت قدرت ہو گا۔

تو کیا بھی ممکن نہ ہو گا کہ خدا ہے یا نہیں۔ جو چیز قدرت سے موجود ہوئی وہ پیدا کرنے میں موجود ہوتی ہے۔ جو پیدا کرنے سے موجود ہوتا ہے وہ پہلے ناپید ہوتا ہے پھر یہاں بھی بعض کے لفظ کا اطلاق کریں گے۔ تمام اشیاء کا احاطہ تو یہاں بھی نہیں۔ تو برابری اور ساری برائیاں لازم آگئیں؟

بادشاہ کا ایک ناشکر گزار گدار

ہم اس نظریہ کے حال کی حیثیت پر ایک واقعہ کی مثال پیش کرتا چاہتے ہیں۔ ایک بادشاہ تھا جو بڑا بھار اور طاقت و رتحا۔ وہ دنیا کے خزانوں اور قوتوں کا مالک تھا۔ ملک کے تمام خزانے اُسی کے زیر تصرف تھے۔ اُس کے کچھ وزیر تھے، کچھ نواب، کچھ سردار تھے۔ اُس نے ایک سردار کو ایک ضلع کا عختار بنا کر تمام خزانے اس کے حوالے کر دیئے تاکہ اُس کی رعایا کھنقا جوں میں تقسیم کرتا رہے۔ اس نے اپنے ساتھ دوسرے سردار بھی مقرر کر لیے تاکہ وہ بھی تقسیم کار ہو جائیں اور لوگوں تک خزانے کی تقسیم میں آسانی ہو۔ بادشاہ نے ان امراء اور سرداروں پر ایک وزیر گران مقرر کر دیا ہے نائب اعظم کا منصب دیا گیا۔ اس گران پر بادشاہ کے علاوہ کسی کا منصب نہیں تھا۔ بادشاہ نے اپنے تمام خزانے پر درکر کے انہیں پورے پورے اختیارات دے دیئے اور اپنی ذات کے سواتمام معاملات ان کے پر درکر دیئے۔ نائب اعظم تمام نوابوں، سرداروں کو اپنے خزانے دے دیتا اور وہ درجہ بدرجہ اپنے ماتحتوں کو باشندہ جاتے

- اس طرح خزانوں کی یہ تقسیم ملک کے فقیروں اور بحاجوں تک جا پہنچی۔ تمام کو اپنا اپنا حصہ ملنے لگا۔ ان بحاجوں میں ایک بد بخت تسدخوار گندی ذہنیت والا شخص بھی تھا۔ وہ بادشاہ اور اس کے نوابوں سے محکرتا۔ وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتا۔ نہ کسی کا احترام نہ کسی کی تنظیم کرتا۔ وہ باوجود یہ کہ نان شبینہ کاحتاج تھا مگر کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ وہ اپنی ہست دھرمی سے ایک روپیہ بھی حاصل نہ کر سکا۔ بس یہی کہتا کہ میں اور نائب اعظم دونوں مال و ملک میں برابر ہیں۔ اور کہتا اگر تمام مال و دولت کی ملک کا مسئلہ ہے تو وہ خلیفہ کو بھی میر نہیں۔ اگر بعض ملک مراد ہے تو اس میں نائب اعظم کی یہ تخصیص ہے۔ میں بھی برابر کا مالک ہوں۔ اس ناٹکرے بد بخت فلاش نے اقتیار نہ تو خلیفہ اور نائب اعظم کا تسلیم کیا اور نہ منصب غلافت کو خاطر میں لایا۔ اس کے خیال میں معمور خزانے اور کھونٹے کے اور وہ خزانے جو ابھی تک زمیں میں مfon تھے ایک جیسے تھے۔ وہ بادشاہ وقت کی طاقت اور قدرت کو بھی خاطر میں نہ لاتا اور اس کی علمت اور جلالت کو بھی مساوی تقسیم کا مستحق خیال کرتا۔ آخر وہ بادشاہ کے جلال کی نظر ہوا۔ ذنیاوی خزانے سے حصہ پانے کی بجائے وہ جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا۔

اس مثال میں ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کریم کو بادشاہ خیال کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ اعظم ہیں۔ نواب، امراء، سردار، انہیاء اور اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ہم فقیر اور بحاج ہیں۔ اس سے لینے والے اس کی عطا پر زندہ رہنے والے اور اس کی رحمتوں کے طلب گار، وہ ناٹکر اور ہست دھرم سرکش وہی راندہ درگاہ ہے۔ جو اپنے آپ کو اللہ کے خزانوں میں برابر کا شریک قرار دتا ہے۔

نَسَأَلُ اللَّهَ الْغَفُورَ وَالْعَافِيَةَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۖ

مسالاً لِلَّهِ تَسْهِيرِيْ حِمَایَت فَرَمَّاَتْ - تم اس بِرخود مسلطِ نَهَاَه کے پاس جاؤ جو بعض کے لفظ میں

چھوٹے بڑے کے فرق سے محروم ہو چکا ہے۔ وہ علم نبی کی فضیلت سے انکار کر چکا ہے۔ اسی حقیقت ملاحظہ کرو اور اسے کہو! اے علم و حکمت میں مذرا اور کتے کے برابر انسان! تم دیکھو گے کہ وہ اس جملہ پر بچھر جائے گا اور غصہ میں بھڑک آٹھے گا بھراں سے دریافت کریں کیا تمہارا علم خدا کے علم کی طرح ہر چیز پر صحیح ہے؟ اگر کہے ہاں تو کافر ہو گیا۔ اگر کہے نہیں! تو اسے کہیں بھراں علم میں تمہاری خصوصیت کیا ہے؟ بعض علم تو ہر کتے اور سو رکوبی یسرے تسبیح عالم دین کس طرح کہا جاسکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُولئکَ هُمْ شُرُّ الْبَرِيَّةِ ط (البیت ۲۰)

ترجمہ: ایسے لوگ سارے جہاں سے بدترین ہیں۔

اس وقت کم و بیش کے ایمان پر فرق لائے گا۔ چہ جائیکہ اصلی اور طفیلی اور بخششے اور بھیک مانگنے کا فرق۔ اس لئے کہتے نے اس سے علم حاصل نہ کیا ہے اور نہ سوراں کا طفیلی بنا۔ بخلاف تمام دنیا کے علم والوں کے جنہیں علم سر کار دو عالم حیدر زمیر کے صدقے سے ملا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ لوگوں سے فرمادیجھے جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے وہ

کائنات کے لیے ہے۔ امام بوصیری نے قصیدہ بردہ شریف میں لکھا ہے:

۱۔ امام عبدالوباب شعرانی کی "الیوقیت والجواہر فی عقائد الاقارب" کی بحث ۲۳ میں ہے۔ اگر تم نے ایسا کہا کہ دنیا میں کوئی ایسا بشر ہے جس نے حضور ﷺ کے واسطے کے بغیر علم پایا۔ تو شخص نے جواب میں فرمایا "نہیں" کوئی ایسا نہیں جسے حضور ﷺ کے واسطے سے علم نہ ملا ہو۔ وہ حضور ﷺ کی روحا نیت سے برادر است نہ ہو۔ مگر وہ انہیاں میا ملأہ جو آپ کی بعثت سے قبل یا بعد ہوئے آپ کے فیضان کی تقسیم میں معروف ہیں میں کہوں گا۔ البشرا در فی الدنیا کا مفہوم حضور ﷺ کے علم کے خزانوں کی تقسیم کے خلاف نہیں یونکہ حضور ﷺ نے ادب خدا اور علی الاطلاق ہر چیز کے باشے پر مامور ہیں۔ ساری کائنات میں کوئی دنیا و آخرت کی نعمت حضور ﷺ کی وساطت کے بغیر نہیں ملتی۔ ساری نعمتیں حضور ﷺ کے دست مبارک سے تقسیم ہوتی ہیں۔ مزیر تفصیل و تقریب کے لیے ہماری کتاب "سلطنت مصطفیٰ فی ملکوت کل الوری" میں ملاحظہ فرمائیں۔

وَكَلِمَهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَمِسٌ

ترجمہ: یا رسول اللہ! تجھ سے مانگتا ہے ہر بڑا چھوٹا

قالے نے سونے طیبہ کمر آرائی کی مشکل آسان لئی مری تباہی کی
 لاج رکھ لی طمع غنو کے سودائی کی اے میں قربان مرے آقابری آقائی کی
 فرش تا عرش سب آئینہ خناز حاضر بس قسم کھائیے آئی تری دنائی کی
 شش جہت ست مقابل شب و روز ایک ہی حال دھوم و انجم میں ہے، آپکی پیہاںی کی
 پانسو سال کی راہ ایسی ہے جیسے دو گام آس ہم کو بھی گلی ہے تری شنوائی کی
 چاند اشارے کا بلا حکم کا باندھا سورج واہ کیا بات شہا تیری تو انائی کی
 بندگی نغمہ ہے رضا جسکے لیے وسعت عرش
 بس جگہ دل میں ہے اُس جلوہ ہر جائی کی

نظر چہارم

وہابیہ کی غلط بیانوں کا تعاقب

وہابیہ جب عاجز اور مایوس ہو جاتے ہیں تو اپنے بچاؤ کی تداہیر تلاش کرتے ہیں۔ حالانکہ بچاؤ کا وقت گزر چکا ہے۔ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض علوم مجزا نہ انداز میں عطا کیے ہیں۔ آپ صرف اتنا ہی جانتے تھے جتنا اس مجزہ میں عطا ہوا تھا اور بس۔ لہذا تم اسی پر عقیدہ رکھو۔ تاکہ اختلافات ختم ہو جائیں اور باہمی اتفاق حاصل ہو۔

وہ اپنی ایسی باتوں سے عام جانلوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اور حقیقت سے نا آشنا غافلوں کو شکار بنایتے ہیں۔ مگر جن لوگوں نے ان کی باتیں سنیں اور ان کے توہین آمیز کلمات سئے وہ جانتے ہیں کہ تمام بہوؤں میں توبہ بہوہ ہوتی ہے جو جماں کے اور دبک جائے حالانکہ دہلی کے وہابی نے بر ملا کہا تھا:

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں اپنے خاتمے کا بھی علم نہ تھا۔“ (العیاذ بالله)

پھر دہلی کے وہابیہ کے پیشوائے اپنی کتاب 'تقویۃ الایمان' میں تو یہاں تک لکھ دیا تھا:

”جو کسی نبی کے لیے غیب کی بات جاننے کا دعا ہی کرے اگرچہ ایک درخت کے پتوں کی گنتی کے بارے میں ہی ہو۔ اس نے اللہ سے شرک کیا۔“

پھر کہا ”یوں مانے کہ وہ براہ راست جانتے ہیں یا خدا کے بتائے ہوئے علم سے

جانتے تھے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔“

ان کے بڑے گنگوہی نے اپنی براہمین قاطعہ میں لکھا تھا:

”نبی ﷺ دیوار کے پیچے کا حال بھی نہ جانتے تھے۔“ اور پھر اس نے اس قول کو حضور ﷺ کی حدیث ہنا کر پیش کر کے نہایت بے حیائی کا مظاہرہ کیا۔ اور اس قول کی نسبت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کروی۔ حالانکہ حضرت شیخ محدث نے تو اسے اشکال کے طور پر بیان فرماتے ہوئے لکھا تھا۔ ”نہ یہ حدیث ہے نہ یہ روایت صحیح ہے۔“ اور اپنی کتاب ”دارج المبوت“ میں اس کی تصریح فرمادی۔ وہابیہ کا یہ امام اگر قرآن پاک کی آیات، احادیث نبویہ، آئندین کے اقوال اور حقہ میں کی کتابوں کے سامنے پر کما جائے تو اسکی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ ساری دنیا اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگلے پیچھے علوم سے واقف تھے۔ ماضی اور مستقبل کے واقعات سے باخبر تھے اور اللہ کی ہائل ہرجیز ان پر روشن تھی۔ اور ہر ذرہ ذرہ ان کے سامنے تھا۔

اب وہابیہ کا یہ کہنا کہ حضور محض اتنا ہی جانتے تھے جتنا وہی کے ذریعہ بتا دیا گیا۔ یہ بات درست ہے مگر ان کا انداز بیان درست نہیں۔ جب وہ کہتے ہیں کہ بعض مغایرات بعض اوقات حضور پر واضح کر دیئے گئے۔ ہم بھی یہ مانتے ہیں جمیع معلومات النبیہ کا احاطہ نہ لین ملکوں کے لئے ناممکن ہے۔ مگر ہم اس بات پر اصرار کرتے ہیں لہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ فرمایا کہ عنقریب ہم آپ کو وہ کچھ سکھا دیں گے جو آپ کے علم میں نہیں تھا۔ یہ سکھانا واقعی ذریعہ قرآن پاک تھا۔ اور قرآن پاک۔ یہ وقت نازل نہیں ہوا بلکہ تھیں سالوں میں نازل ہوتا رہا۔ اس سے اوقات اور معلومات میں بعض ہونا درست ہے مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ وہابیہ اس انداز پر تعلیم خداوندی کو انداز کر لیں اور تغیر کرہے رہے

حضور ﷺ کی توہین کے مرکب ہوتے ہیں۔ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے جیسے کہیں نہیں پر قیاس کرتے ہیں۔ یہ عادت قدیم مشرکین میں بھی پائی جاتی تھی وہ اپنے رسولوں سے کہا کرتے تھے ما انتِم الا بَشَرٌ مِثْلُنَا (یس: ۱۵) ترجمہ: ”تم ہمارے جیسے ہی بشر ہو۔“

اس صورت حال کو نگاہ میں رکھا جائے تو دہابیہ مشرکین قدیم سے بھی بدتر نظریات رکھتے ہیں۔ مشرکین تو نبوت سے انکار ہی کر دیتے تھے۔ اور انبیاء کرام کو عام آدمی جانتے ہوئے کہا کرتے تھے ”تم ہمارے جیسے ہی بشر ہو۔“ اپنی علمی معلومات کی بڑائی کیوں کرتے ہو۔ مگر دہابیہ نبوت پر ایمان لانے کے بعد حضور ﷺ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل تسلیم کر لینے کے باوجود رسولوں کو اپنے جیسا بشر کہہ کر پکارتے ہیں۔

ہم اس اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو مُقْبَلُ الْقُلُوبُ ہے۔ جو آنکھوں کو بصارت عطا فرماتا ہے۔ یہ نظریاتی یہاں اپنیں یوں لگی کہ حضور ﷺ کے لئے ”عالم ما کان و ما یکون“ مانا ان کے لئے بہت بڑا مقام محسوس ہوتا ہے اور ان کی بودی عقولوں کے سامنے حضور ﷺ کا اس مقام پر فائز ہونا تاقابل فہم ہے۔ چہ جائیکہ وہ دوسرے انبیاء اور اولیاء کو عظمت کا مقام دیں ان کے ہاں تو اللہ تعالیٰ کی الٰہیت اور بلندی کی پہچان بھی مشکل ہے۔ اس کے احکام اور قدرت کی وسعت سے بے خبر ہیں۔ پھر رسولوں کو اپنی عقل کے ترازو میں رکھا۔ جس مقام کا علم انکی عقل و فکر میں نہ آیا اس سے انکار کر دیا اور اسے جھٹکا دیا۔ جہاں تک ان کی عقل نے اجازت دی تسلیم کر لیا۔

ہم اہلسنت گروہ حق ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روزِ ازل سے جو کچھ گزرنا اور روز آخرنک جو کچھ آئے گا وہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ علوم نہیں بلکہ آپ کے علوم میں سے ایک ذرہ ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی نص ہے:

عَلِمَكَ مَالِمَ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ط (سورة النساء: ۱۳)

ترجمہ: جو کچھ آپ کو نہ آتا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا اور یہ آپ پر اللہ کا عظیم فضل ہے۔

اب میری گذارش سنئے

اس آیتے کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے صبیب پاک ﷺ پر احسان فرماتے ہوئے اعلان کیا کہ جو کچھ آپ نہ جانتے تھے میں نے آپ کو بتایا۔ اس احسان کے اظہار کے بعد فرمایا یہ اللہ کا بڑا عظیم فضل تھا۔ عالم ساکنان و مایکون کا انعام بھی عام بات نہیں تھی۔ ساکنان و مایکون کا ایک ایک لفظ لوح حفظ میں موجود تھا۔ حضور ﷺ کو لوح حفظ کا علم عطا فرمایا۔ پھر ساری دنیا کے علاوہ آخرت کا علم بھی دیا۔ قیامت برپا ہونے کے واقعات کا علم بھی عطا فرمایا۔ کائنات کی تمام چیزیں قرآن کی زبان میں "مناع قلیل" (السَّاء، ۱۹) ہیں جسے اللہ تعالیٰ قلیل فرماتا ہے۔ انکا علم عطا فرمائے کے بعد اللہ تعالیٰ کا اپنے صبیب ﷺ پر احسان جتنا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ بادشاہ قلیل انعامات پر احسان نہیں جتایا کرتے۔ ہاں کوئی غیر معمولی اور کثیر انعام ہو تو احسان کی بات ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کو قیامت اور آخرت کے علوم کثیر عطا فرمائے۔ حشر، نشر، حساب و کتاب اور ثواب و عتاب کے تمام درجات اور مراحل کا علم دیا گیا۔ لوگ جنت دوزخ میں اپنے اپنے مقامات پر پہنچیں گے۔ ان مقامات کے بعد کے علوم بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے صبیب مکرم ﷺ کو عطا فرمادیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اللہ کو اس کی ذات و صفات سے پہچانا جس کا علم سوائے خدا کے اور کسی کے ذہن و فکر میں نہیں آ سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یہ انعامات عطا فرمائے پھر اپنے احسان اور فضل عظیم کا اظہار فرمایا۔

لوح قلیل کا علم

اس سے یہ ثابت ہوا کہ لوح محفوظ کا سارا علم ہمارے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پناہ علوم کے سندروں کا ایک قطرہ ہے۔ اس مقام پر علامہ امام ابی بوصری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

فَإِنْ مَنْ جُودَكَ الدُّنْيَا وَضَرَّهَا وَمِنْ عِلْمِكَ عِلْمُ الْوَحْىِ وَالْقَلْمَدِ

ترجمہ: آپ کی بخشش کا دنیا اور اس کے لوازمات تو ایک حصہ ہیں۔ اور آپ کے علوم کے سامنے لوح و قلم ایک ذرہ ہیں۔

حضرت امام بوصری رحمۃ اللہ علیہ نے من کا لفظ استعمال کیا ہے جو بعض پر دلالت کرتا ہے۔ اب یہ حضور ﷺ کے علوم کو محدود اور محدود پیمانوں میں نانپے والے علامہ بوصری کے ایمان پر غیض و غصب کا اظہار کریں گے۔ غم و غصہ میں جل مریں گے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری رُبِّدۃ شرح قصیدہ بُرْدۃ میں اس شعر کی تعریج میں فرماتے ہیں کہ علم لوح سے مطلب قدسی نقوش اور غیبی صورتیں ہیں جو اس پر ثابت ہیں اور علم قلم سے مراد یہ ہے اللہ تعالیٰ کی وہ امانتیں جو اس نے اپنی مرضی سے محفوظ رکھیں ہیں۔ لوح و قلم کے علوم حضور ﷺ کے بے پناہ علوم کا ایک حصہ یا ذرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے علموں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ کلیات، جزئیات، حقائق و دقائق اور عوایف و معارف جنہیں ذاتِ الہیہ سے تعلق ہے۔ لوح و قلم کا علم حضور ﷺ کے علوم مکتبہ پر حاوی نہیں۔ ہاں حضور ﷺ کے علوم کی ایک سطہ ہے۔ حضور ﷺ کے علموں کے سندروں کی ایک نہر ہے۔ پھر یہ لوح و قلم کے علوم حضور کی برکات کا نتیجہ ہیں۔

ناظرین کرام! علامہ بوصری اور حضرت ملا علی قاری کی تعریج و تفصیل سے حضور ﷺ کے علوم کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مگر حق کی روشنی سے روگردان اور حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کے منکران پر یہ بات تسلیم کرنا کتنا گراں ہے اور کس قدر دشوار ہے!!

نظر و جم

ناظرین کرام میری گزارشات سے مسئلہ کی حقیقت کو پا گئے ہوں گے اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہوں گے کہ حضور ﷺ کے علوم کے انہمار میں نتوال اللہ تعالیٰ کے علوم سے برادری کا فہرہ ہوتا ہے نہ شرک کا شک۔ ہم حضور ﷺ کے علوم کو اللہ تعالیٰ کی عطاہ کے بغیر تسلیم نہیں کرتے۔ یہ خود بخود حاصل نہیں ہوئے۔ اللہ نے عطا کیے اور فضل عظیم فرمایا۔ ہم حضور ﷺ کے سارے علوم، اللہ کے علوم کا بعض ہی مانتے ہیں۔ مگر ہمارے بعض اور معاندین کے بعض میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہابیہ کا بعض عداوت و تحریر کا بعض ہے اور ہمارا بعض عظمت و حکمین کا بعض ہے۔ اس بعض کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اسی نے اس بعض کو اپنے مسیب ﷺ پر انعام فرمایا ہے۔

قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ میں حضور ﷺ کے علوم

ہم نے ناظرین کی خدمت میں سابقہ گزارشات کے علاوہ قرآن و حدیث اور اقوال آئندہ سلف و خلف کے اقوال کو پیش کیا ہے اور مستند دلیلیں قائم کی ہیں۔ بزرگان امت کے اقوال کی روشنیوں نے ہمارے دل و دماغ کو متور کر دیا ہے اور حضور ﷺ کی ذات بلند صفات کا مشتق بنادیا ہے۔ میں نے وہ تمام باتیں بیان کر دی ہیں جسے عقل و دانش تبول کرے۔ اگر اس موضوع پر آپ علوم النبی کے خاطمیں مارتے سمندروں اور حکمے ہوئے چاند و لیو کو دیکھنے کے خواب ہوں تو میری کتاب "مالی العیب بعلوم النبی" ۱۸۱۳ء اور اللذو المکنون فی علم الشیر ماکان و ما یکون ۱۸۱۳ء کا مطابع نگار کریں۔ پھر میری ایک اور کتاب انباء المصطفی بحال سر و اخفی ۱۸۱۴ء کو زیر نگاہ رکھیں۔ مجھے یقین ہے آپ

کی دلی تمنا پوری ہو جائے گی اور ایمان تازہ ہو جائے گا۔

صحیح بخاری کی حدیث سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

فَالْقَامُ فِيَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاخْبَرَنَا عَنْ بَنْدِ الْخَلْقِ حَتَّىٰ دَخْلُ أهْلِ
الجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ

ترجمہ: ایک بار حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے ائمھے تو آپ نے ہمیں ابتداء سے آخر تک ازل سے قیامت تک سب احوال کی خبر دی۔ یہاں تک کہ جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں جائیں گے۔ ہمیں خبر دے دی۔“

صحیح مسلم کی حدیث میں عمرو بن الخطاب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح سے غرود آفتا ب تک خطاب فرمایا۔ اس میں یہ لفظ خاص طور پر ہیں: ”جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اس سب کی ہمیں خبر دے دی ہے، ہم میں سے زیادہ مسلم اسے ملا جائے زیادہ یاد رہا۔“

بخاری شریف و صحیح مسلم شریف کی حدیث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کے لئے اٹھے تو آپ نے وقت قیام سے قیام قیامت تک کے تمام حالات جو کچھ ہونے والا ہے ہمیں بتا دیا حتیٰ کہ کچھ بھی باقی نہ چھوڑا۔

ترمذی شریف کی حدیث میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَرَانِيْتُهُ عَزَّوَ جَلَّ وَضَعَ كَفَهُ بَيْنَ كَهْفَيْ فَوَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلَهُ بَيْنَ ثَدَبِيْ فَتَجَلَّى لِي ۖ كُلُّ شَيْءٍ
وَعَرَفْتُ.

ترجمہ میں نے رب جلیل کو دیکھا۔ اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا جسکی خندک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ مجھ پر تمام چیزیں روشن ہو گئیں اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔

زمین و آسمان کا علم

بخاری، ترمذی اور ابن خویہ پھر ان کے بعد آئمہ نے اس حدیث کی تصدیق کی ہے۔ پھر صحیح فرماتے ہوئے تشریع بھی کی ہے۔ ترمذی کی حدیث میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

فعلمت ما في السموات والأرض وفي أخرى فعلمت ما بين المشرق والمغارب
میں نے آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے سب کو جان لیا۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔ میں نے
مشرق و مغرب تک جو کچھ ہے معلوم کر لیا۔

مند امام احمد، طبقات ابن سعد، مجمع کبیر طبرانی کی حدیث صحیح سند سے ابوذر رغفاری
رضی اللہ عنہ کی زبان سے بیان کی گئی ہے۔ پھر ابو ععلان اور ابن منیع اور طبرانی میں ابو درداء، رشی
الله عنہ کی رائی سے بیان کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ
ہماری مارنے والا کوئی پرندہ نہ تھا جکا ذکر حضور ﷺ نے فرمایا ہو۔

سونج گرہن کی حدیث صحیحین میں موجود ہے:

ما من شئ ولم أكن أرته الا رأيته في مقامه هذا

یعنی جو چیز اب تک میرے دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ میں نے اب اسے اپنے مقام میں دیکھا۔
حدیث پاک کے یہ الفاظ ہم اس سے پہلے بھی بیان کر آتے ہیں کہ یہ مکہ اللہ تعالیٰ
نے میرے سامنے ذمہ کو پیش کیا تو میں نے اسکی ہر چیز (جو کوئی قیامت تک آنے والی ہے) کو

ایسے دیکھا جیسے اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

اس حدیث پاک کے علاوہ بے شمار ایسی احادیث موجود ہیں اور وہ تو اتر سے محدثین آئندہ، علماء اور فقہاء بیان کرتے چلے آئے تھے۔ قصیدہ بردہ کا یہ شعر اہل ایمان کے لئے روشنی کا شرچشمہ ہے:

مِنْ غُلُومَكَ عِلْمُ الْلَّوْحِ وَالْقَلْمَنْ تَرْجِمَه: آپ کے علم کے سامنے لوح قلم کا علم ایک ذرہ ہے زمین و آسمانوں کے کفی علوم

حضرت علامہ ملا علی قاری قده بزرہ الباری کی وضاحت اور شرح کے بعد ہم حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ان ارشادات کو ہدیہ ناظرین کرنا چاہتے ہیں جنہیں حضرت محدث نے اپنی شرح مخلوٰۃ میں بیان کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ حضور مسیح بزرگ کا یہ ارشاد کہ میں نے زمین اور آسمانوں کے درمیان جو گنج ہے اسے معلوم کر لیا ہے۔ امام قسطلانی نے ارشاد اساري شرح صحیح بخاری کے کتاب العلم میں لکھا ہے اس شے میں سے جس کی روایت عقلانی صحیح ہے جیسے روایت باری تعالیٰ اور اس کا تعلق عقلی ہے۔ یاد ہیں کہ کسی امر سے ہے۔ باشناۓ عورات حضور مسیح بزرگ کے علم و مشاہدہ میں آئی تھیں۔

اس مقام پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اس روایت کا ذکر کرنا بھی مناسب سمجھتے ہیں۔ جس میں آپ کو زمین و آسمان دکھائے گئے تو آپ کی نگاہ ایک ایک یہی شخص پر پڑی جو زماں کر رہا تھا۔ پھر ایک اور پر اور پھر تیرے پر۔ اس روایت کو عبد بن الحمید و ابو شیخ و تیکتی نے شب عطانے اور سعید بن منصور نے ابن ابی شیبہ نے اور ابن اعین نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی کہ حضرت ابراہیم ظلیل اللہ نے سات آدمیوں کو ایک فاختہ عورت سے زتا کرتے دیکھا۔ علامہ قسطلانی نے اس روایت کو عبد بن حمید بن ابی حاتم شہر بن حوشب سے باب کسوف نماز کسوف کے متعلق باب صلوة النساء والرجال میں بیان فرمایا ہے، کوئی چیز اشیاء میں سے اسی نہیں (جسے میں نے نہ دیکھا ہو) جسے میں نے ان آنکھوں سے نہ دیکھا ہو۔ یہ لفظ عمومی اشیاء پر ہے اور کدوڑت سے صاف ہے۔

اس حقیقت کا ترجیحان ہے کہ آپ تمام علوم کی اور جزئی سے واقف تھے۔ اور آپ نے ان تمام علوم کا احاطہ فرمایا تھا۔ جوارض و مسوات کے متعلق ہیں۔

علامہ خاجم شخا شریف کی شرح نسیم الریاض میں اور علامہ زرقانی نے شرح المواہب اللہ نبی میں حضرت ابوذر اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما کی روایت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔ زمین و آسمان کے درمیان کوئی ایسا پرندہ نہیں جسکے احوال و تفصیلات کی حضور نے خبر نہ دی ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ نے زمین و آسمان کے ذرے ذرے کے بارے میں وضاحت فرمادی تھی اور کوئی بجمل اور مفصل بات باقی نہیں تھی جسے آپ نے بیان نہ فرمایا ہو۔

امام احمد قسطلانی فرماتے ہیں اس بات میں ذرہ بھر شہنشہ نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محظوظ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی زیادہ علم دیا ہے اور حضور ﷺ پر تمام امحک چھپلے لوگوں کے حالات اور علوم افشاء فرمادی ہے۔ حضرت امام بصیری رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

وَبَعْدَ الْعُلَمَاءِ عَلَمًا وَحْمَّةً ترجمہ: محیط جملہ عالم علم مصطفائی ہے۔

امام ابن حجر کی شرح **أفضل القرآن** میں لکھتے ہیں۔ لیکہ اللہ تعالیٰ نے جب حضور کو سارے جہاں کا علم عطا فرمایا تو حضور ﷺ نے سابقہ اور آئندہ لوگوں کے تمام حالات معلوم کرنے کی تصنیف کے دران میں پاس کوئی کتاب نہیں یعنی یہ جتنے والے جس باتی موربیت یعنی میں والے تھے ہیں۔ مجھے الا کے بعد کے لفظ میں تردید اور آباد ماحظ ہے بالآخر ہے۔ میں سے یہ تو ہے اور ساتھی لکھدیا کہ اقبال رسول اللہ۔ وطن و اپس آؤ۔ تو کتابوں کا مطالعہ کیا۔ مجھے علم ہے۔ پہلے لفظ سے پہلے لفظ کا انساف پا ہے۔ یعنی ملا قدر رائے اسی طرف نسبتی بخاری میں بھی متذکر الفاظ میں، یعنی۔

(امیر رضا خان)

کر لیے۔ نیم الزیاض میں مزید وضاحت کی گئی ہے کہ تمام خلوقات آدم علیہ السلام سے قیام قیامت تک حضور کی نگاہ میں لا لی گئی۔ تو آپ نے ایک ایک کو پہچان لیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے اسماء سکھائے گئے تو آپ تمام اسماء کے عالم ہو گئے تھے۔ امام قاضی کے بعد علامہ قاری پھر علامہ مناوی نے شییر شرح جامع صغير میں لکھا ہے کہ جب پاک جانیں بدن سے جدا ہوتی ہیں تو عالم بالا میں پہنچ جاتی ہیں، ان کے سامنے کوئی پرده نہیں رہتا، تمام حجابات ختم ہو جاتے ہیں، وہ تمام کائنات کے معاملات اور نظاروں کو ایسے جانتی اور دیکھتی ہیں جیسے سب کچھ ان کے سامنے ہو رہا ہو۔

احوال امت پرنگاہ

امام ابن حاج کی رحمۃ اللہ علیہ نے مدخل میں اور امام قسطلانی نے مواهب میں فرمایا کہ ہمارے علماء کرام کا عقیدہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں کوئی فرق نہیں۔ حضور اپنی امت کو اپنی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ان کے تمام حالات سے باخبر ہوتے ہیں، ان کی نیتوں پر واقفیت ہوتے ہے، ان کے ارادوں و لہوں کی تمناؤں کو جانتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں حضور پر ﷺ ایک ایک کر کے روز روشن کی طرح عیاں (ظاہر) ہیں۔ آپ کے مشاہدے سے ایک چیز بھی پوشیدہ نہیں رکھی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا تَرْجِمَةً اَغْيَبَ كَيْ خَبَرِيْسْ بَاتَنَے دَالِيْ (نَبِيُّ) هُمْ نَے آپ کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا ہے۔
(الاحزاب: ۳۵)

قاضی عیاض شفاسُریف میں لکھتے ہیں کہ جب تم خالی گھر (مکان) میں داخل ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کیا کرو۔ علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اس کی شرح میں

لکھتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی روح پاک تمام مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہوتی ہے۔
اول و آخر ظاہر و باطن کا علم

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "مدارج المحدث" میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام سے لے کر صور اسرافیل تک جو کچھ دنیا میں ہوا یا ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر واضح کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ اول سے آخر تک تمام احوال ظاہر کر دیئے گئے۔ حضور ﷺ کے علم میں یہاں تک دسعت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے کام، احکام، صفات، اسماء، افعال و آثار کے علاوہ تمام علوم ظاہر و باطن اول و آخر آپ کے سامنے رکھے گئے۔
حضور نبی کریم ﷺ اس آیت کریمہ کے مصدق تھے:

وَلَقُوقَ كُلِّ ذِيِّ عِلْمٍ عَلِيمٌ ط (بیوف: ۶۷) ترجمہ اور بترجمہ دالے گئے اور ایک علم و الاء ہے۔

مندرجہ بالا آیہ کریمہ عام ہے۔ اس میں کسی خاص شخصیت کی تخصیص نہیں کی گئی۔ اگر یہ بات تمام ارباب علم کے لیے مانی جائے تو ہمارے نبی کریم ﷺ توب سے اعلیٰ و اولی ہیں۔ اگر دنیاۓ ارضی پر نکاہ کی جائے تو اعلیٰ علم میں سے ہر ایک دوسرے سے ممتاز و اعلیٰ ہے۔ مگر ہمارے نبی کریم ﷺ سے بلند اور اعلم تو صرف اللہ کی ذات کریم ہے اور رذی علم کے لفظ کا اطلاق اللہ کی ذات پڑھیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ تکمیر ارضیع پر دلالت کرتی ہے۔ تو تخصیص کی کوئی حاجت نہیں رہتی۔

شاد ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب "نیوض المحریم" میں لکھتے ہیں۔ مجھے حضور ﷺ کی بارگاہ کی حاضری کے دوران یہ نیضان ہوا کہ انسان ایک مقام سے مقام قدس تک کس طرح ترقی پاتا ہے اور اس مقام قدس پر ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والقہ صراحت میں مقام قدس کی تمام بلندیاں اور وعیتیں بدیجہ اعلیٰ و اتم پائی جاتی ہیں۔

ہم مندرجہ بالاسطروں میں حضور ﷺ کے علم کے مختلف مقامات کو پیش کرائے ہیں۔ اللہ کے کلام کا فیصلہ، اس بلند و بالا عدالت کا فیصلہ، اور قرآن نازل کرنے والے کا فیصلہ، اس روشن بیان والے کا فیصلہ بحق ہے۔ قرآن ہناوٹی یا مصنوعی بات نہیں کہتا۔ وہ سابقہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ ہر ایک چیز کی تفصیل بیان کرتا ہے۔ اس میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ قرآن عظیم گواہ ہے اور اس کی گواہی سب سے بھاری ہے وہ ہر چیز کا تبیان ہے۔ تبیان وہ روشن اور واضح بیان ہوتا ہے جس میں کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے۔ زیادت لفظ زیادت معنی پر دلیل ہوتی ہے۔ بیان کے لئے ایک توبیان کرنے والا چاہیے۔ وہ خود اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا وہ جو جس کے بارے میں بیان کیا جائے۔ اور وہ ہیں جن پر قرآن پاک آئرا گیا ہمارے آقا مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الہم سنت کے نزدیک ہر موجود چیز کو شئے کہا جاتا ہے۔ اس میں جملہ موجودات شامل ہیں۔ فرش سے عرش تک، شرق سے غرب تک، ذاتیں، حالتیں، حرکات و مکنات، پلک کی جنمیں، نگاہوں کی رسائی اور نارسائی، دلوں کے احوال و خطرات، ارادے غرضیکہ ہر چیز جو کچھ ہو چکا اور ہونے والا ہے لوح محفوظ میں تحریر شدہ تمام خزانے تمام کی تمام چیزیں قرآن پاک کے صفات میں موجود ہیں۔ قرآن ان چیزوں کو روشن اور مفضل ذکر کرتا ہے۔ لوح کی تمام تحریریں قرآن نازل کرنے والا جانتا ہے۔

کُلُّ صَفِيرٍ وَ كُلُّ بَرِيرٍ مُسْتَطَرٌ (الفقر ۵۳/۵۲) اور وکل شیءِ احصیۃ فی امام میں (یس ۱۲) اور ولاحہ فی ظُلْمَتِ الْأَرْضِ وَ لَا زُطْبٌ وَ لَا يَأْبِسُ الْأَبْغَیِ بِكِتَابِ مُبِينٍ (الاعماد ۵۹) ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ ہر چیز ہم نے کہن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔ زمین کے گہرے اندر میں ہر دانہ اور ہر تر دنگل چیز ایک روشن کتاب میں بیان کر

دیے گئے ہیں۔

یہ ساری چیزیں قرآن کی صورت میں حضور سرور کائنات پر نازل ہوئی ہیں۔

مقاماتِ علم مصطفیٰ ﷺ

آیات بالا کے علاوہ، احادیث، کے خزانے حضور ﷺ کے علوم سے بھرے پڑے ہیں۔ روزاصل سے آخر تک جو تکمیل ہو گا۔ سب لوح حفظ میں درج ہے۔ ابتدک کے تمام حال اس میں موجود ہیں۔ بیضا وی شریف میں ہے کہ ازل وابد کا معاملہ متناہی ہے کیونکہ غیر متناہی چیزیں اور اُنکی تفصیل ازل وابد کے پیانے میں نہیں سامنے آتیں۔

اہل نظر و ایمان پر یہ چیز پوشیدہ نہیں کہ ماخان و ما یگون اسی کو کہتے ہیں۔ علم اصول میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ کفرہ مقام نبی میں عام ہوتا ہے تو جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں کوئی چیز چھوڑ دی ہو۔ کل کا لفظ تو عموم پر ہر نص سے زیادہ نص ہے۔ تو روانہ نہیں لاس موضع کی تفصیل نظر اول میں زیادہ واضح سے ٹور ٹھکی ہے۔ مرش و فرش دو حدیں ہیں۔ پہلے دن سے آخری دن دو حدیں ہیں۔ یہ تمام زنان و مکان میں گھری ہوئی ہیں۔ یہ تمام متناہی چیزیں ہیں۔ اگرچہ بعض حرارت کو تقبہ ہوتا ہے کہ لوح دلجم، مرش و فرش، ازل وابد کیسے میعاد ہو سکتے ہیں۔ گھر جن لوگوں پر اللہ کے غیر متناہی علوم کا تصور واضح ہو چکا ہے انہیں کوئی تردید نہیں۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کے بے حد و حساب سندروں کے علوم سے ایک کتاب ہے۔ ایک قدرہ ہے اس کے غیر متناہی خزانوں سے باشمار الفاظ متناہی خزانہ ہے۔ بعض لوگ اس مقام پر آنکروزک جاتے ہیں۔ اُنکی مغلیس جواب دے جاتی ہیں۔ اس میں فیوب فر کا بیان ہے۔ اس میں لوح حفظ کی تحریر کا بیان ہے۔ اس میں ماکان و ما یگون کا بیان ہے۔ یہ ساری متناہی چیزیں ہیں اور حضور ﷺ کے علوم کا ایک حصہ ہیں۔ قرآن نزول کے انتبار سے متناہی ہے۔ آیات ایک متناہی امر کی دلائی کرتی ہیں۔ اس نکتہ کو اس وقت نکل دیں نہیں سمجھ پاتا جب تک لا متناہی علوم کے متعلق واقفیت مالی نہ ہو اور حقیقت یہ ہے کہ یہ محتان بیان نہیں ہے مگر بعض لوگ اپنی کہنی سے حضور کے علوم متناہی ہیں کو فہرست کر رہے اف حقیقت سے رک جاتے ہیں۔

(امیر رضا خاں)

کہ بیان روشن اور تفصیل سے کوئی چیز رہ گئی ہو۔

قطعیت کلامی اور قطعیت اصولی

اصول فقہ میں قطعیت کلامی اور قطعیت اصولی میں فرق بتایا گیا ہے، قطعیت عام اجتہادی ہے۔ تو قطعیت کلامی کے سامنے وہ کچھ حیثیت نہیں رکھتی کسی حنفی کا استدلال عوم قرآنی سے اور اس کے مذهب میں اس محکم کا قطعی ہونا ان مراد الہی پر جز نما کوئی حکم نکالتا ہے۔ نہ دائرۃ تاویل سے خروج کرتا ہے۔ یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام منا کان و ما میکون کو جانتے ہیں اور جب یہ بات طے شدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا علم قرآن کریم سے مستقاد ہے اور ہر ایک بیان روشن اور مفصل ہے۔ یہ کتاب خداوند کی مفت ہے کہ اس میں ہر ایک چیز موجود ہے۔ ہر سورت، ہر آیت اور ہر پارہ بیک وقت نہیں اتراتا۔ بلکہ قرآن پاک کا نزول پورے تجیس سال میں ہوا تھا۔ جوں جوں کوئی آیہ کریمہ اترتی حضور ﷺ کے علوم میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جب قرآن پاک مکمل ہو گیا حضور ﷺ کے علوم کی تکمیل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر اپنی نعمت تمام کر دی۔ قرآن پاک کے نزول سے پہلے سابقہ انبیاء کا ذکر بجمل رہا اور مفصل بیان نہ کیا گیا۔ پھر ان اولوں الحزم انبیاء کے واقعات سامنے آنے لگے۔ اگرچہ منافقین حضور کے علم کے بارے میں خفیہ بد زبانی کرتے تھے۔ اگر حضور ﷺ کی معاملہ میں توقف فرماتے یا تردید فرماتے تو منافقین بظیں جھائختے کر حضور ﷺ (معاذ اللہ) بے خبر ہیں۔ حتیٰ کہ وحی آتی۔ حضور ﷺ کے علم میں اضافہ ہوتا۔ یہ بات نہ تو حضور ﷺ کے علم میں نقص کی دلیل ہے نہ قرآن پاک کی آیات کے خلاف۔

- ہے -

حضور ﷺ کے ناقص علیہ میں آج کے وہ بھین جتنی دلیلیں پیش کرتے ہیں اور کسی واقعہ یا قصہ میں حضور ﷺ کا خاموشی اختیار کرنا یا تأمل کرنا حضور ﷺ کی بے علمی پر قیاس کرتے جاتے ہیں۔ یہ ان کی احتمانہ اور جاہلانہ عادت ہے حالانکہ ایسے تمام واقعات کو حضور ﷺ کی عدم واقفیت پر قیاس کرنا جہالت کی علامت ہے۔

هم اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ وہی حضور ﷺ کے علم کے ناقص بیان کرتے وقت جو دلیلیں لاتے ہیں وہ بے وزن اور بیکار ہیں۔ بفرض حال اگر کوئی ایسا واقعہ درپیش ہوا جہاں نزول وحی کے بعد بھی حضور ﷺ نے کسی واقعہ پر خاموشی اختیار کی ہو تو پھر بھی حضور ﷺ کے ناقص علم پر قطعی دلیل نہیں۔ اگر میں یہاں کہ اصول سے آئندہ کرام کے دلائل کو پیش کروں تو اس کا شمار ہی نہیں رہتا۔ آج ہندوستان میں وہابیہ کے پیشووار شید احمد گنڈوی اپنی کتاب ”براہین قاطعہ“ جسے وہ اپنے شاگرد خلیل احمد آنینھوی سے منسوب کرتا ہے۔ اس نے خود تسلیم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیریہ سے نوازے ہے۔ مگر اس تسلیم شدہ حقیقت کو بھی دبے دبے لفظوں میں اعتراف کے طور پر لکھا ہے۔

”وہابیک جہالت کی دلیلوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ جو حمد بیث شفاقت سے پیش کرتے ہیں۔“ تو میں انہاں انجاماتیں گا اور اپنے رب کی حمد و شایان کروں گا۔ وہ مجھے تعلیم فرمائے گا۔ ”اس میں بے علمی کی کوئی دلیل ہے یہاں تو ہمارے قادر مولا کی ملمی فضیلت میں ہر یہ اضافہ ہذا کھاکی دیتا ہے کہ قیامت کے دن بھی حضور ﷺ پر صفات الہی کا ظہور ہو گا اور آپ پر وہ اسرار مکشف ہوں گے جو آپ کی ظاہری زندگی میں نہیں ہوتے تھے۔ یہاں کوئی وجہ نہ اڑاٹ ہے۔ ہم اپنے یہاں کرچکے ہیں کہ حضور ﷺ کا علم ذات و صفات الہی کا میں نہیں۔ تھا ہی کہ اتنا ہی تو کچھ نہ یہاں حال ہے۔ حضور ﷺ کے علمون ہدیہ وہ ابد الالہاء تک ذات و صفات الہی یے متعلق ہے جسے ہیں تے اور۔ اسی تک بھی نہ کچھ نہیں ہے اور کچھ نہ ہوں گے جو علم حاصل ہو جائیں وہ تھا ہی ہے۔ اس نہ ہے۔ ہمیں تھے خلاف کوئی جیز ہے اور نہ حضور ﷺ کے علم میں ناقص لی کوئی علامت۔ (امیر رضا خاں)

”عقائد کے مسائل قیاس نہیں ہوتے جو قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہوتے ہیں اور قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں۔ یہاں نصوص ہیں۔ لہذا اسکا اثبات اس وقت قابل التفات ہوگا۔ جب مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے گا اور اعتقادیات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے۔ نظریات صحاح کا۔ احادیث صحاح بھی معتبر نہیں چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے۔“

اس عبارت پر دہلیہ کا حال کھل کر سامنے آگیا ہے اور حق واضح ہو گیا ہے ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ گنگوہ کے وہابی دیوبندی دہلی اور دیوبند کے دہلیہ اور دوسرے بے ادب تا مہذب گنوار سب کے سب مل کر ایک نص ایسی لے آئیں جس کی دلالت قطعی ہو اور افادہ یعنی ہو۔ اور ثبوت جزی میں ہے قرآن پاک کی آیت یا متواتر حدیث جو یعنی قطعی حکم کرتی ہے کہ تمدنی نزول کے بعد بھی کوئی واقعہ حضور ﷺ کی ذات با برکات پر مخفی رہا ہو۔ یا حضور ﷺ کو معلوم ہی نہ ہوا ہو یہ علیحدہ بات ہے حضور ﷺ کو معلوم تو تھا مگر آپ نے بیان نہ فرمایا ہو۔ کیونکہ حضور ﷺ کے پاس ایسے ہزاروں لاکھوں علم ہیں جو حضور ﷺ کو معلوم تھے مگر ان کے اظہار کا حکم نہ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ بعض علوم ذہن سے اتر گئے ہوں۔ مگر آپ کی توجہ مبارکہ کی اہم اور اعظم امر پر مبذہل ہو۔ ذہن سے اترنا علم کی نفع نہیں ہے بلکہ اہم علوم کی طرف متوجہ ہونے کی دلیل ہے۔

ہم دہلیہ ہند سے کہتے ہیں کہ ایسی کوئی برہان کوئی دلیل لاو جو حضور ﷺ کے علم کی نفع کرتی ہو۔ اگر تم پچھے ہو تو آگے آؤ۔ اگر اب تک ایسی برہان نہیں لاسکتے تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ تم کبھی نہیں لاسکو گے۔ تو جان لو اللہ دعا بازوں کو کبھی اجازت نہیں دیتا کہ وہ مکر کرتے جائیں اور لوگوں کو مگراہ کرتے پھریں۔

یہ بڑے تجھ کی بات ہے کہ گنگوہی مذکور حضور ﷺ کے علم کی فضیلت کو عقائد سے
قرار دیتا ہے تاکہ بخاری اور مسلم کی احادیث کو رد کر سکے جب علم نبی کی نفی پر آیا تو اسے فضائل
میں تصور کر لیا گیا۔ جس میں ضعیف حدیثیں بھی منظور و قبول ہوتی ہیں۔ پھر ساقطروایات سے
سندهیش کرتا گیا۔ جس کی نسبت آئندہ نے صراحت فرمائی تھی کہ یہ بے اصل ہے۔ یعنی مجھے تو
دیوار کے پیچے کا بھی علم نہیں۔“

ہم مسلمانوں کی غیرت ایمانی سے فریاد کرتے ہیں اور بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ان
لوگوں کے دلوں میں حضور ﷺ کے بارے میں سخت شبهات ہیں۔ وہ حضور کے علوم کو تسلیم
کرتے ہیں مگر فضائل کی احادیث سے قطعیات اور نص سے نہیں۔ وہ صحیحین کی مستند اور قطعی
احادیث نہیں مانتے اور ان کے رد میں ہر ساقط باطل اور جھوٹ کو بھی آگے لاتے ہیں۔ کیا یہ
لوگ اسلام کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!

بماہین قاطعہ اور تقدیم الوکیل

آپ کو یاد ہو گا کہ ”بماہین قاطعہ“ جو لیل احمد ایضاً ہوی کی طرف منسوب ہے۔ جو
اس سال حج کرنے آیا ہے اور ابھی تک کہ کرم میں موجود ہے۔ اس کتاب پر اس کے استاد
رشید احمد گنگوہی نے تصدیقی اور تائیدی تقریظ لکھی ہے اور اس کے حرف حرف کو صحیح قرار دیا
ہے۔ ہمارے علماً حجاز (کم و مدینہ) نے اس کتاب کو مسترد کر دیا ہے اور اس کے رد لکھے
ہیں۔ حضرت مولانا جمل محمد صالح ابن مرحوم صدقی کمال خنی نے (جو اس وقت احتجاف کے
جید مخفی ہیں) مولا ناغلام دیگر قصوری کی کتاب ”تقدیم الوکیل عن توصین الرشید والخلیل“ پر
زیر دست تقریظ لکھ کر ان دلوں کو گراہ اور گراہ گر ہابت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”بماہین

قاطعہ“ کا مصنف اور اس کے تمام موئید اور مصہد ق بالحقین زندیق اور گمراہ ہیں۔ ہمارے سردار شیخ العلماء مفتی شافعیہ مولانا جمل محمد سعید بالصلی نے فرمایا: براہین قاطعہ کا مصنف اور اس کے جتنے موئید ہیں وہ شیطانوں کے مشاہب ہیں۔ وہ بے دین ہیں اور گمراہ ہیں۔ اس وقت کے مفتی مالکیہ جناب فاضل محمد عبدالابن مرحوم شیخ حسین نے براہین قاطعہ کے رد کرنے والوں کی تعریف کی۔ اور اس کے مؤلف کو وقت کا فتنہ قرار دیا ہے۔ مفتی حنابلہ مولانا خلف بن ابراہیم نے فرمایا کہ مؤلف براہین قاطعہ اور اس کے موئیدین کا رد کرنے والے تسلی پر ہیں۔ مدینہ منورہ کے مفتی حنفیہ مولانا اجمل عثمان بن عبدالسلام واعظتی نے فرمایا کہ براہین قاطعہ والے کا زبردست رد میں نے پڑھا ہے۔ براہین کی عبارت شکوہ کا ایک چیل میدان ہے۔ وہ پانی کا سراب دکھانے والی کتاب ہے اور اپنی بھوٹدی باتوں کو جوڑ کر بے عقولوں کو دھوکا دیتی ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم! براہین قاطعہ کا مصنف ایک دھوکہ باز مصنف ہے اور گمراہیوں کے کائنتوں میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسولی کا مستحق ہے۔ سید جلیل محمد علی ابن سید و طاہر و تری حنفی مدنی نے فرمایا: براہین قاطعہ کا رد کرنے والے مؤلف کی گمراہیوں اور بد دیانتوں کو داشگاف الفاظ میں آشکار کیا ہے۔ یہ کتاب اگر چہ خلیل احمد سے منسوب ہے گریہ رشید احمد گنگوہی کی تصنیف ہے ان دونوں نے اس میں اللہ تعالیٰ کے کذب کی کیفیت قائم کی ہے اور حضور ﷺ کا علم ابلیس لعین کے علم سے کم بیان کیا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ کی مجلس میلاد کو ذکر ولادت کے قیام کو کنهیا کے جنم دن کی رسومات سے تشیید دیتا ہے۔ کنهیا ہندوستان کے مشک ہندوؤں کا دیوتا ہے۔ اس کی پیدائش کا دن آتا ہے تو ایک عورت کو پورے دنوں کی حاملہ بناؤ کر لایا جاتا ہے۔ وہ اس حالت کی نقل کرتی ہے۔ جیسے کوئی عورت بچے جن رہی ہو۔ وہ خوب کر رہتی ہے۔ کروٹیں بدلتی ہے۔ پھر اس کے بچے سے بچے کی ایک سورت نکالی جاتی

ہے ہندو ناپتے کو دتے تالیاں پینتے باجے بجائے جاتے ہیں۔ اور اس کے سوا اور بھی کئی
گندے کھلی کھلتے ہیں۔ اس گستاخ مولوی نے حضور ﷺ کے یوم ولادت کی تمام تقریبات
کو ”کنہیا کے جنم“ سے تشبیہ دی ہے۔ بلکہ مجلس میلاد کوان مشرکوں سے بھی بڑھ کر بیان کیا ہے
۔ وہ کہتا ہے: ”ہندو ایک تاریخ مقرر کر لیتے ہیں مگر یہ سلمان میلاد کا دن منانے کے لیے کسی
تاریخ کے پابند نہیں ہیں۔ جب چاہتے ہیں یہ خرافات کرتے چلے جاتے ہیں۔“

حقیقت یہ ہے کہ علماء حرمین شریفین کے سامنے علماء الحدیث نے اعلان کیا کہ وہ
مجلس میلاد النبی منعقد کرتے ہیں اور حضور ﷺ کے ذکر خیر کو مجلس میں بیان کرتے ہیں مگر
اس رشید احمد گنگوہی نے پھر بھی ان کی بحکم اور تنقیص لکھنا شروع کر دی۔ وہ اپنے دیوبند
کے رہنے والے مولویوں کو تمام علماء الحدیث سے بلندہ بالا تصویر کرتا ہے۔

علمائے دیوبند

وہ علمائے دیوبند کا حال لکھتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ علمائے دیوبند شریع کے مطابق
لباس پہنتے ہیں۔ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ امر بالمعروف پر عمل ہیرا ہوتے ہیں۔ فتنی
نوکی میں غریب امیر کی تمیز نہیں کرتے اور ہمیشہ حق کو سامنے رکھ کر جواب دیتے ہیں اگر کوئی
ان کی غلطی پر آگاہ کرے تو وہ اسے مذدت کے ساتھ درست کر لیتے ہیں۔ جو شخص چاہے
علمائے دیوبند کا امتحان لے سکتا ہے۔

علمائے کمک مردمہ دیوبندیوں کی نظر میں

مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے کہ ملکہ طربہ کے حادثہ یہ حال ہے کہ وہ عقل و علم سے
عاری ہیں۔ یہاں کے آٹھ علماء خلاف شرع الباس پہنتے ہیں۔ اسیال، آسمیں زیر دامن ہاچھے

اور قمیض سب خلاف شرع ہیں۔ ان کی داڑھیاں بغضہ سے کم ہیں۔ نماز میں بے احتیاطی کرتے ہیں۔ امر بالمعروف اور نبی عن الممنکر کا خیال نہیں کرتے۔ غیر مشروع انگوٹھیاں اور چھٹے پہنچتے ہیں۔ فتویٰ نویسی میں جو چاہو لکھوا لو۔ بشرطیکہ انہیں کچھ دے دو۔

ان کی غلطیوں اور نفرتوں پر آگاہ کیا جائے تو وہ کھانے کو پڑتے ہیں۔ بلکہ مارنے کو دوڑتے ہیں۔ شیخ العلماء (مولانا سید احمد زینی دلان) نے ہمارے شیخ الہند مولانا رحمت اللہ کیہ انوی سے جو معاملہ کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اور انہوں نے ایک بغدادی راضی سے کچھ روپیہ لے کر ابوطالب کو موسن لکھ دیا تھا جو صحابہ احادیث کی روایات کے خلاف ہے۔ الغرض علمائے دیوبندی علمائے مکہ پر اس قسم کی بے سرو پا باتیں منسوب کرتے ہیں۔

پھر ایسے واقعات بنائیتے ہیں جنہیں لکھتے بھی نہامت محسوس ہوتی ہے۔

ایک جگہ دیوبندی علماء نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰ پر یہاں تک لکھ دیا کہ مکہ کے ان علماء کے مناسد بیان کروں تو لوگ حیران رہ جائیں۔ کہ ایک نابینا جو مکہ کی ایک مسجد میں عصر کی نماز کے بعد وعظ کیا کرتا تھا مجھے ملامیں نے اس سے مجلس میا اد کا دریافت کیا تو کہنے کا ”بدعت ہے حرام ہے“۔ میں نے اس اندھے واعظ کو بڑا پسند کیا۔ کیونکہ اس نے مجلس میا اد کو حرام قرار دیا۔“

یہ ہیں ان دیوبندی علماء کے خیالات جو علمائے مکہ کے بارے میں اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ان بدجھتوں کو میدایت بھی انہوں سے ملتی ہے۔

نظر ششم

پانچ چیزوں کا علم

بعض ایسے علماء بھی پیدا ہو گئے ہیں جنہیں نصوص کے عمومی اور خصوصی حصوں میں بھی تمیز نہیں ہے۔ وہ یوں کہنے لگے ہیں کہ تم لوگ اپنے نبی ﷺ کو روزِ اول سے آخر تک کے تمام مَا کَانَ وَمَا يَكُونُ کا علم مانتے ہو۔ تو ان میں تو وہ پانچ چیزوں بھی ہیں جنہیں اللہ کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ پھر اللہ سے خصوص علم کو نبی کے لیے مانا کہاں تک درست ہے؟

ایسے لوگ کہنے جلدی بجول جاتے ہیں۔ ہم سابق صفات میں لکھ آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ خصوصیت ہے کہ اسے علم ذاتی ہے اور وہ علم جمیع معلومات الہیہ پر محیط ہے۔ البتہ مطلق علم عطاٰ اللہ تعالیٰ کی عطا اور ارشاد سے اس کے بندوں کو میر ہے۔ مَا کَانَ وَمَا يَكُونُ کا علم ہم یونہی نبی کریم ﷺ سے نسبت نہیں دیتے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہے پھر حضورؐ کی احادیث سے ثابت ہے۔ آئندہ کرام نے ثابت کیا قرآن پاک کی آیات، احادیث کی مستند روایات، صحابہ کرام کے اقوال، علماء کی تحریریں تمام کی تمام حضور ﷺ کے علم مَا کَانَ وَمَا يَكُونُ پر شاہدِ عدل ہیں۔ دیوبندی علماء ان تمام دلائل کے مقابلہ میں کیا پیش کریں گے؟ انہیں کیا ہو گیا ہے؟ کن خیالات اور عقائد پر ڈالنے ہوئے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ کی آیات ایک دوسری آیت کا رد کر دیتی ہے؟ تم لوگ قرآن پڑھتے ہو۔ عقل سے کام ہو، ہوش کے کان لو، ہم پہلے بھی گزارش کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی نبی کی جوئی نہیں سختی۔ اس طرح ثابت فرمادیا جس کے لامار کی منجائش نہیں ہے۔

دولوں آیات میں واضح تعلق ہے۔ ان تعلق کی وجہ تم خود جانتے ہو۔ گویا تمہارے

کان ہیں مگر سننے سے محروم ہیں۔ آنکھیں ہیں مگر دیکھنیں نہیں۔

اگر یہ مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف پانچ چیزوں کے علم کو اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے مگر غیر اللہ کو ایسا علم دینے سے منع فرمادیا حالانکہ اللہ تعالیٰ تو مختلف علوم غیریا اپنے بندوں کو عطا کرتا رہتا ہے۔ اور اس عطاوں میں کوئی غلط بات نہیں۔

اس بات کو جانے کے لیے جلدی کی ضرورت نہیں۔ ذرا تامل اور تفکر سے کام کو لے کر اس مسئلہ کو ذہن نشین کرنا چاہیے۔ جلدی میں لغزش کا احتمال ہوتا ہے اور مناظرانہ بات سے معاملہ بگڑ جاتا ہے۔ آپ لوگوں نے یہ بات کس طرح فرض کر لی ہے کہ ان پانچ علموں کے بیان کرنے میں کوئی خصوصیت ہے آئیہ کریمہ تو ان الفاظ میں ہے:

اللَّهُ عَنْهُ عِلْمٌ السَّاعَةُ وَيَنْزَلُ تَرْجِمَةً بِشَكْلِ اللَّهِ كَمَا قِيمَتُ كَعِلْمٍ هُوَ بِأَنِّي
الْغَيْثُ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا بِرْسَاتِهِ وَأَوْرَادِهِ كَمَا كَبَدَتِ
تَدْرِي نَفْسُ مَا ذَا تَكْسِبُ غَدَوْمًا
هُوَ كَمِّيْسٌ كَمِّيْسٌ كَمِّيْسٌ كَمِّيْسٌ
تَدْرِي نَفْسُ بَأْيٍ أَرْضَ تَعْوُتَهُ
اللَّهُ عَلِيمٌ خَيْرٌ (سورة
لقمان: ۳۲)

ان پانچ چیزوں کے بیان سے یہ کس طرح ثابت ہوا کہ یہ پانچ چیزوں کے ساتھ خاص ہیں اور ان میں کون ہی خصوصیت پانی جاتی ہے اگر غور کیا جائے تو ان پانچوں میں بعض تو ایسی ہیں جن میں کوئی خصوصیت نہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ یہ میںہ بر ساتا ہے پانی اتارتا ہے یا پیٹ کے اندر کی چیز کو جانتا ہے۔ ہم نہیں مانتے کہ صرف مقامِ حمد میں ذکر کرنا مطلقاً اختصار کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سمیع اور بصیرے اپنی ذات کی صفت بیان کی ہے اور اسی صفت

سے اپنے بندوں کو بھی وافر حسد دیا ہے۔ اور فرمایا:
جَعْلَنَا لَهُمْ سَمِعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئَدَةً ترجمہ: اور ہم نے ان کیلئے کان، آنکھیں اور دل بنایا۔
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ میرارب بہت نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء
 کرام بھی نہیں بہتے۔ قال بِإِنْ قَوْمٍ لَيْسَ بِهِنْ ضَلَالٌ وَلَكُنْ رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 (الاعراف: ۲۱)۔ ترجمہ: آپ نے فرمایا میری قوم! مجھ میں مگر ابھی نہیں لیکن (یہ حقیقت ہے کہ) میں
 تمام جہانوں کے رب کی طرف سے رسول مبouth ہوا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (النساء: ۳۰)۔ اللہ تعالیٰ ذرہ بھر بھی ظلم
 نہیں کرتا۔ انبیاء کرام بھی ظلم سے مبرأ ہیں۔ قال لَا يَنَأُ عَهْدَى الظَّالِمِينَ (آل عمرہ: ۱۲۲)۔ اللہ
 نے فرمایا میر اعہد ظالموں تک نہیں پہنچتا۔

ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی چیزیں اسی کی ذات سے مختص ہیں مگر ان پانچ
 چیزوں میں اللہ تعالیٰ نے کیا اختصاص بیان فرمایا ہے؟

پانچ چیزوں سے اختصاص کی حکمت

ہم سابقہ صفات میں پانچ مغیبات پر گفتگو کر چکے ہیں مگر اب ہم ان مغیبات کے
 پس مختل اور اس حکمت کی روشنی میں اظہار خیال کریں گے جو ان علوم کے مختص ہونے کا باعث
 ہے۔ قرآن پاک میں پانچ کی گنتی یا تعداد بیان نہیں کی گئی اور پانچ کا لفظ بیان نہیں فرمایا گیا۔
 ہاں مفہوم ادب کے پیش نظر ان چیزوں کا ذکر ہے جنکی کم از کم تعداد پانچ ہے۔ احادیث میں
 البتہ پانچ کا لفظ آیا ہے۔ اعتقاد کے بارے میں حدیث احادیث کا ایک مقام ہے۔ بنی کریم صلوات اللہ علیہ و آله و سلم
 کا یہ ارشاد ذہن لشیں رہے۔ آپ نے فرمایا۔ **أَغْطِثْ خَمْسَانَمْ بِنَعْصَمِ أَحْذَا قَبْلِي!** اللہ
 تعالیٰ نے مجھے اسکی پانچ چیزیں عطا فرمائیں ہیں جو میلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں۔ حالانکہ حضور

نی کریم مددیلہ بے پناہ عطاوں سے نوازے گئے تھے۔ ان عطاوں کی نگتنی تھی نہ شمار۔ اسی حدیث کو دوسرے لفظوں میں یوں بیان کیا گیا۔ فضیلتِ غلی الائیاء بستہ۔ مجھے سابقہ انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلتِ دی گئی ہے۔ کیا یہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کے خلاف واقعہ ہوئی ہیں؟ ہرگز نہیں! فضائل کے شمار کرنے میں دونوں حدیثیں مختلف اعداد بیان کرتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی صحیح حدیثیں جنہیں آئمہ نے مستند مانا ہے تعداد میں ایک دوسرے کی نفی کرتی ہیں۔ میں نے ایسی کئی ضعیف احادیث اپنی کتاب البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص میں جمع کی ہیں۔ ان میں اعداد میں کمی بیشی پائی جاتی ہے اور ایک حدیث دوسرے کی گنتی سے مطابقت نہیں کھاتی۔ مگر ان احادیث میں جو خصائص بیان ہوئے ہیں۔ وہ تمیں سے بھی زیادہ ہیں۔ پانچ اور چھ کا توزیع کیا۔ اسی طرح جامع صغیر اور اس کے ذیل جامع اور جامع میں تین تین چار چار اور پانچ پانچ کے اعداد لکھے گئے ہیں یہ اعداد کا حکم نہیں کر سکتے۔ مگر آپ یہ کہیں گے ان احادیث کو چھوڑ کر زیر بحث ان پانچ چیزوں کو بیان کرنے کا قرآنی مقصد یا حکمت ضرور ہوگی۔ میں اسی حکمت اور نکتہ پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

میرے نزدیک ان کے چھپے حکمت بھی ہے اور نکتہ بھی ہے۔ یہ نکتہ بلند و بالا ہے۔ اور یہ حکمت اعلیٰ والا ہے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ وہابیہ جو اپنی پست ہمیں سے صرف انہی مغیبات کو دری بحث لاتے ہیں جن کا اہن آیات میں ذکر آیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کے علاوہ کثرت سے مغیبات کا ذکر ملتا ہے۔ یہ پانچ مغیبات تو ان ہزاروں اور لاکھوں مغیبات کا ہزاروں حصہ بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات عالم الغیب اور دنائے غیب الغیوب ہے اس کی ہر صفت غیب ہے۔ نام اعمال غیب ہے برزخ غیب ہے۔ بہشت غیب ہے۔ دوزخ غیب۔ حساب غیب ہے۔ قیامت کا میدان غیب ہے۔ لوگوں کا وہاں جمع

کیا جانا غیب ہے۔ قبروں سے اخھایا جانا غیب ہیں جو آج تک ہمارے شمار و اعداد میں نہیں آ سکتے۔ اور حقیقت یہ نہیں ان غیوب کی حیثیت ان پانچ مغیبات سے زیادہ اہم ہے مگر اللہ تعالیٰ نے ان غیوب کا ذکر کرنے کی بجائے زیر بحث آئیہ کریمہ میں صرف ان پانچ مغیبات کا ذکر کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا زمانہ بعثت ان کا ہنوں سے پہلا جلوگوں کو حیرت انگیز اور معنکہ خیز طریقوں سے درگلاتے تھے۔ خصوصاً وہ لوگوں کو بتاتے تھے کہ ہم علم غیب جانتے ہیں۔ ہمارے پاس رمل کا علم ہے۔ نجوم کا علم ہے۔ قیافہ کا تجربہ ہے۔ عیاذ کی واقفیت ہے۔ آج سے طہرے اور ہانسوں سے حساب لگاتے ہیں۔ وہ اپنی خواہشات اور ہوا و ہوس کو پورا کرنے کے لیے لوگوں کو طرح طرح کے حسابوں میں چکر دیتے رہتے تھے۔ ان کے ہاں ذات خداوندی، صفات الہی آخرت فرشتے زیر بحث نہیں آتے تھے۔ نہی لوگ ایسے سائل دریافت کرنے آتے تھے۔ وہ سبی بات بتاتے تھے کہ بارش کب ہوگی؟ تجارت میں گھانا پڑے گیا نفع ہوگا؟ کیسے نفع ہوگا کیسے نقصان ہوگا؟ مسافر اپنے گھر سلامتی سے واپس لوئے گا یا نہیں؟

اللہ تعالیٰ نے ان کا ہنوں اور کا ہنوں کے چنگل میں پھنسنے ہوئے لوگوں پر واضح یا کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ غلط دعویٰ کرتے ہیں اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ ایسی چیزوں کا علم ہے تو اس رب جلیل کو ہے جو ان چیزوں کا خالق و مالک ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دنیاوی واقعات و حادث کے ساتھ علم قیامت کو بھی بیان فرمادیا کہ اللہ ان طور پر ملادہ ان حالات سے بھی باخبر کرنے والا ہے جو قیام قیامت پر رونما ہوں گے۔ تم ایک دو ادمیوں کی موت پر بحث کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کے یوم حساب اور یوم حفا کو جانے والا ہے۔

الل نجوم محض زعم پرست لوگ ہیں۔ وہ عام حادثات کی نسبت محض قنی نتائج پیش کرتے رہتے ہیں۔ کسی ایک گھر کی خرابی، کسی ایک شخص کی موت کے لیے ان کے پاس کوئی یقینی قاعدہ نہیں ہے۔ انہیں اپنے زعم پر بھی یقینی نہیں ہے۔ ستاروں کی نظریں، جوگ، باہمی نسبتیں اور دلاتیں غیر یقینی پیش کرتے ہیں۔ کبھی درستی آگئی مگر اکثر غلط تابت ہوتی ہیں۔ پچھے کی پیدائش کا زانچہ تیار کرتے ہیں۔ عمر کا زانچہ مگر سال کے کئی الحالات اور حادثات پر دھوکا کھا جاتے ہیں اور زانچہ کے نتائج غلط بتاتے جاتے ہیں۔ ایک ستارہ ایک گھر کچھ اڑڑاتا ہے تو تو صفت کی باہمی کلکش ستارہ شناسوں کے ذہن میں نہیں آتی۔ وہ بھلاکی اور نقصان پر حکم نہیں لگا سکتے۔ اس طرح انکل دوزاتے رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک جدھر کا پلڑا جھکتا نظر آتا ہے فیصلہ کر دیتے ہیں مگر دنیا میں انقلاب لانے والی قوتیں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ صرف قرآن پاک ہی اپنے قطعی فیصلوں کے اعتبار سے دنیا کی عقولوں کو مطمئن کرتا ہے۔ حل و مشتری کا تینوں برجوں آتشی حمل اسدقوس سے کسی کے اوں میں جمع ہونا جیسا کہ طوفان نوح کے وقت ہوا تھا۔ اور اسے سمجھتا ان کا ہنوں اور ستارہ شناسوں کے بس کاروگ نہیں ہے۔

حساب سے آنے والے قرآن وحی طور پر سمجھے جاسکتے ہیں جس طرح سابقہ زمانوں میں تھے مگر یہ کہ وہ کتنے برسوں کے بعد ایسا قرآن اور اجتماع ہو گا؟ کس موقع کے کس درجہ پر ہو گا؟ کس دقیقتہ اور کس طرف ہو گا؟ کتنے دنوں تک رہے گا؟ ایک ستارہ دوسرے کو کس وقت تک الحکمت الحسابات بعض یقینی حسابات کی رو سے لوگ عمرہ نتائج پر پہنچے ہیں۔ اگر دنیا باقی رہی تو علویتمن کا قرآن اعظم ضرور واقع ہو گا۔ یعنی ۲۲ دسمبر ۱۸۵۷ء سے ۲۳ ذی القعدہ ۱۴۰۷ھ کو آدمی رات کو قریب حمل کے تیر سے درجے میں قرآن ہو گا اور یہ اوسط میں ہو گا۔ اگر دنیا باقی رہی تو یہ بات قرین قیاس ہے کہ قیامت برپا ہو گی۔ اسی حرم میں جو اس ذی القعدہ کے نزدیک ہو گا یا اس حرم میں جو ذی قعده کے پہلے آئے گا کیونکہ قرآن کی ابتداء انہیں دو ماہ میں ہوتی ہے جبکہ فاضل باقی رہے۔ انتبا قرآن کی خدا معلوم کہ ہو گی۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ (احمد رضا خان، مدینہ منورہ)

چھپائے رکھے گا؟ اور کس وقت تک کھلا رہے گا؟ یہ ستارہ شناسوں کی باتیں ہیں مگر اس حساب کو تو وہ زبردست جانے والا احکم الحاکمین ہی ہے۔ اُسی کا اندازہ مقرر ہے۔ اس نے قیامت کے ذکر سے ایسے تمام مفروضوں کی بخشش کرنی کر دی ہے اور اعلان کر دیا کہ اگر تم لوگ اپنے قیافے میں بچے ہوتے تو ایک شخص کی موت کی بجائے قیامت کا اندازہ لگا لیتے جو زیادہ آسان تھا۔

ان پانچ مغایبات کی حکمت اور نکتہ یہ تھا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ حقیقی مغایبات

لے میرے ذہن میں حضرت امام مهدی کے قائم ہونے کا زمانہ آتا ہے۔ اور یہ زمانہ اسی صدی کے آخر میں واقع ہوتا ہے۔ میں نے سان العقائد سیدالکاظمین امام ابی محمد بن الحسنؑ کی کتاب الدر المکون والجوہر المصنون میں ان کا ارشاد دیکھا تھا کہ جب زمانہ کاز در بسم اللہ کے حروف پر ہو گا۔ تو امام مهدی قائم ہوں گے۔ اور ایک دن بعد حلیم پر جلوہ فرماؤں گے۔ میری طرف سے آپ کی خدمت میں ملامہ عرض کرنا۔

اذا دار الزمان على حروفه باسم الله المهدى فاما

ويخرج بالخطيم عقب فهوم الا لفقاء لمن عندى سلاما

حدیث پاک میں دنیا کی ہمراست ہزار سال بیان کی گئی ہے اور میں آخر ہزار میں ہوں۔ اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور امام تہذیب نے دلائل المبہوہ میں صحاح ابن زیل ہمیں رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور کا ارشاد ہے کہ بلاشبہ اس کی امید رکھتا ہوں۔ میری امت اپنے رب کے سامنے نہ امید نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں آدمیتیں کیتا خیر طلاق فرمادے گا۔

امام احمد اور ابو داؤد اور عیم بن حاد اور حاتم اور تہذیب نے ہاب بجٹ میں بیان کیا ہے اس طرح ضماء نے سیدنا سعد ابن ابی وقار میں رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ سعد سے کہا گیا کہ آدم عادن کتنا ہے۔ تباہی پانچ سو برس کا۔ تہذیب نے ابو ابلیسؑ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی۔ کہ در گزرنہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے آدمی دن کو۔ میں کہتا ہوں کچھ در یعنیں حضور مصلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۰ دھنون کی مہلت اگلی ہواد رہ تعالیٰ نے آپ کو ہرے دن کی مہلت دے دی ہو۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہاں جسمیں ہرگز شکامت نہ کرے گا کہ تمہاری مد کرے تمہارا رب تین ہزار اتارے طاگہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اگر تم صبر اور پرہیز کاری کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری پانچ ہزار طاگہ سے مدد کرے گا۔

کیا ہے؟ کاہنوں کی قیافہ آرائی کی کوئی حقیقت نہیں پسکھ اُنہوں کے فضل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے عیاذہ میں آ سکتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزوں کی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ تابعین کر آسمان و زمین میں کوئی غیب نہیں جانتا۔ سوائے اللہ کے! اگر نبی کریم ﷺ نے صرف پانچ چیزوں کا ذکر فرمایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عام ذکر فرمایا ہے۔ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کیونکہ اس عام اور خاص اعداد میں کوئی غنی نہیں ہے۔ اللہ کے سوا پانچ چیزوں کو درست کوئی نہیں جانتا۔ حقیقی غیب کو جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عربی مقولوں میں سے اس قول کو ہتھیار دیا ہے: **الَا تَكُونُ لِلَّهِ مَا بِالْأَرْضِ وَمَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَنْهَارِ**. اللہ کے بغیر ہمارے پاس جو چیز بھی آتی ہے بے حقیقت ہے۔

عام لوگوں کے نزدیک **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَيْفَ يَعْلَمُ** یہ معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں مگر خواص کے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی مقصود نہیں ہے۔ خاص الخاص کے نزدیک یہ معنی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی نظری نہیں آتا۔ مگر جو نہایت کو پہنچے ان کے نزدیک یہ معنی نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں۔ یہ تمام محاذی درست ہیں اور حق ہیں۔ امہان کا دار پہلے پر ہے۔ ملاح کا مادر دوسرے پر ہے۔ سلوک کا تیسرے پر۔ وصول الی اللہ کا چوتھے پر۔ اللہ تعالیٰ ان تمام معنی میں سے ہمیں حصہ عطا فرمائے۔

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یہ اشعار قیش کیے:

وَأَنْكَثَ مَأْمُوذًا عَلَى كُلِّ غَابِ
فَأَنْهَدَ إِلَّا لَا شَيْءٌ، غَيْرَهُ

وَأَنْكَ أَدْنَى الْمُرْسَلِينَ شَفَاعَةً
إِلَى اللَّهِ بِمَا أَنْبَأَنَّ الْأَكْرَمِينَ الْأَطَابِ
نَفْعَنَ لِي شَفِيعًا يَوْمَ لَا نُؤْشَفَاعَةُ
سَوَادَ بِمُغْنِ سِوَادِ بْنِ قَارِبٍ

ترجمہ:- میں گواہ دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں اور بے شک آپ تمام مغیبات کے امین ہیں بے شک آپ اطیب اور طاہر آباء و امہات کے فرزند ہیں۔ تمام رسولوں سے زیادہ شفاعت کرنے والے ہیں اور اللہ کے قریب ہیں۔ آپ میرے سفارشی بن جائیے۔ اس دن آپ کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا اور سواد بن قارب کو کوئی نفع نہیں پہنچ سکے گا۔ اس روایت کو مند امام احمد میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

میری گزارش

حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے اول اللہ کے سوا ہر چیز کے وجود کی نظری کروی۔ دوم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غبوں کے علم کا یقینی ہوتا تھا۔ سوم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ وہ شفاعت کرتے ہیں۔

حضور نبی کریم نے فرمایا۔ أَخْبَطْتُ الشَّفَاعَةَ (مجھے شفاعت کی نعمت عطا کی گئی ہے) اس حدیث کو صحیح مسلم میں لکھا گیا ہے۔ دہبیہ کی عجیب منطق ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور کو صرف قیامت کے دن اذن شفاعت دیا جائے گا۔ اب نہیں ہے اس لیے وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں حضور سے شفاعت کے لیے فریاد نہ کی جائے۔ وہ زندگی میں شفاعت نہیں کر سکتے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے محبوب آپ اسْتَهْبِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُزْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (سورۃ عمرہ ۱۹) ترجمہ: آپ اپنے خاص تعلق رکھنے والوں مسلمان مرد اور عورتوں کے لیے بخشش مانگو۔ پھر ایک اور جگہ فرمایا: وَلَوْ أَتَهُمْ إِذْ ظَلَمُوكُمْ أَنْفَسُهُمْ جَاءُوكُمْ فَانْظُفُوهُمْ وَاللَّهُ (السَّاهِ ۴۲) ترجمہ: جب لوگ آپ کے سامنے پیش ہو کر اپنی جانوں پر ظلم کرنے کے بعد معافی مانگیں تو

آپ ان کے لیے شفاعت کریں اللہ تو بقول کرنے والا ہے اور میریاں ہے۔
دہابیہ نے ان آیات کو پس پشت ڈال دیا ہے اور ترجمہ کرتے وقت نہایت بجل سے
کام لیتے ہیں

چہارم حضرت سواد رضی اللہ عنہ اس پربھی ایمان لائے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت سب
سے قریب ہے مگر دہابیہ کے پیشوام لوی اسلیل دہلوی تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
جب کسی پیشیان توبہ کرنے والے کی جھٹش کے لیے جیلے کرنا چاہے گا تو جسے چاہے گا اُسے شفعت
بنادے گا۔ کسی کی خصوصیت نہیں۔ پیشیانوں اور توبہ کرنے والوں کی قید اس لیے رکھ دی گئی کہ
دہلوی مذکور کے نزد یک شفاعت صرف پیشیان کی ہو گی لیکن اس آنہ گار کی شفاعت نہ ہو گی جو
توبہ نہ کر سکا ہو۔

پنجم حضور ﷺ کی شفاعت کرنے میں اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہیں۔ تمام شفاعت
کرنے والے حضور ﷺ کی وساطت سے شفاعت کریں گے اسی لیے حضرت سواد بن
قارب رضی اللہ عنہ نے حضور کی بارگاہ میں فریاد کی ہے۔

ششم حضور ﷺ کی شفاعت قریب تر ہونے کی بناء پر شفاعت کا خاص صرف سرور
کائنات کی ذات ہے۔ بات ہی حق ہے۔ دوسرے شفاعت کرنے والے نبی علیہ السلام کی
بارگاہ میں شفاعت کریں گے اللہ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کے بغیر کوئی شفاعت کرنے والا
نہیں ہو گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمام انبیاء کرام کی شفاعت کا میں مالک ہوں۔ یعنی کی بات
نہیں کر رہا۔ خدا کی عنایت اور عطاہ کی بات ہے۔

ہفتم ان کے کلام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ جو حضور ﷺ شافع یوم المشور کا دامن
پکڑ لے حضور اس کے کام آتے ہیں۔ امام دہابیہ اسلیل دہلوی کا نظریہ اس نامور صحابی کے کتاب

خلاف ہے؟ جو یہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی بیٹی کے بھی کام نہ آسکیں گے پھر اور وہ کیا کہتی؟

مندرجہ بالا خیالات ایک ایسے صحابی کے ہیں۔ جو حضور ﷺ کا عاشق بھی ہے اور حضور ﷺ کی نگاہ میں محترم بھی۔ اس حدیث میں کہی ہوئی ساری باتیں حضور کی سیرت طیبہ میں حلکتی ہیں۔ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے خبر انسان حضور ﷺ کی لا علی (معاذ اللہ) کے بارے میں قرآن کی یہ آیت سناتے ہیں:

يَوْمَ يَخْمُّ اللَّهُ الرَّسُولُ فَيَقُولُ تَرْجِمَة: حِسْنَ دُنَ الْمُتَعَالِي اپنے رسولوں کو جمع کریگا تو فرمائے مَاذَا أَجْبَثْمُ أَلَّوَالِعِلْمَ كَمْ جَهِيزْ کیا جواب ملا۔ عرض کریں گے ہم کو کچھ علم نہیں۔
لَنَا۔ (العاشرہ: ۱۰۹)

اس آیتے کریمہ میں انبیاء کرام کے بے علم ہونے کی کوئی دلیل ہے؟ انہوں نے بالکل درست اور حق بات کی اور اللہ کے سامنے اپنے ذاتی علم کی نفی فرمائی۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ سایہ اصل کے سامنے آتا ہے تو اس کی اپنی حیثیت کچھ نہیں رہتی۔ ملائکہ اللہ کی جناب میں پیش ہوئے تو عرض کی: قَالُوا نَسْبَهُنَاكَ لَا عِلْمَ لَنَا تَرْجِمَة: اے پاک اللہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ إِلَّا مَا غَلَّمْتَنا (البقرۃ: ۳۲۰) ترجمہ: ہاں اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے عطا فرمایا۔ یہ علم عطا ان پر اٹھا رہا خیال ہے۔ انبیاء کرام ہم تو بارگاہ خداوندی میں ملائکہ سے بھی زیادہ مودب ہیں۔ تو انہوں نے اللہ کے حضور اپنے علم کی نفی کر دی۔

اس بات کا خلاصہ یہ ہوا کہ سب اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے سے ہے اور اس کی عطاہ کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ ہم اس فیصلے پر پہنچ گئے جو آئندہ کرام کا عقیدہ ہے کہ **وَمَنْ خَصَّ بِغَيْرِ عَطَاءِ الْحَمْدِ** بذات خود علم کا دھوئی کرتا ہے اس کی نفی کی جا رہی ہے۔

ہمارے بعض علماء کرام نے روضۃ التغیر شرح الجامع الصغير میں احادیث المشیر و النذر سے نقل کیا ہے۔ حضور ﷺ کا یہ فرمان کہ ان پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے بغیر دوسرا کوئی نہیں جانتا اسکا مطلب یہ ہے کہ ذات خود کوئی نہیں جانتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے تادے سکھا دے تو یہ اس کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے علم والے حضرات اسی دنیا میں موجود ہیں۔ انبیاء تو انبیاء کرام ہیں ہم نے یہ علوم حضور ﷺ کے امیوں میں سے اکٹھ کے ہاں پائے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی عطاہ ہے۔ حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔

موت و حیات کا علم

میں نے ایسی جماعت کو دیکھا جنہیں یہ علم تھا کہ وہ کب مریں گے اور اپیے بھی دیکھے جنہیں محل کے دوران ہی پچے کی جنس (لڑکا یا لڑکی) کا علم تھا۔ امام جلال الدین سیوطی کی کتاب شرح الصدور، امام اجل نور الدین ابی الحسن علی الحنفی قطعوںی رحمۃ اللہ علیہ کی بہجۃ الاسرار اور امام اسعد عبد اللہ یافعی کی روضۃ الریاحین اور فتحۃ المناظر کے علاوہ دوسرے سینکڑوں اولیاء کرام کی تصانیف میں ایسے واقعات ملتے ہیں جن کا آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔

امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ہمزیہ میں پانچ اشیاء کے علم غیر کی تشرع فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ انبیاء اولیاء کا علم اللہ کی عطا کا ثمر ہے۔ ان اشیاء کا علم وہ علم الہی نہیں جو اللہ کی ذات سے بعید اور منافی ہو کہ وہ اپنے علوم غیریہ سے بعض علوم کو اپنے انبیاء و اولیاء کو عطا فرمادے حتیٰ کہ وہ ان پانچ میں سے بھی جس سے چاہے سرفراز فرماتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مکحوذہ میں اس حدیث کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر اپنی عقل و فکر سے کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ یہ پانچ وہ مخفیات ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عطاہ

کے بغیر کسی کو حاصل نہیں ہوئے۔ لمی طرح امام اجل بدر الدین محمود عینی عمدة القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ امام قرطبی نے فرمایا کہ پانچ مفہیمات والی حدیث خدا تعالیٰ کے خزانہ غیب کی کنجی ہے۔ جو شخص ان مفہیمات کا دعویٰ کرتا ہے اور اس علم کو حضور ﷺ کی تعلیم کے علاوہ تصور کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جھوٹا ہے جو عالم ماکان و ما یکون صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کے بغیر ان علوم کو حاصل کرنے کا دعویٰ دار ہے۔ انہوں نے نہایت بلند دعویٰ سے اعلان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ ان پانچ غیب کو بے عطا نبی جانتے تھے اور اولیاء میں سے جسے چاہیں بتاتے تھے۔

علامہ ابراہیم بنجوری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بردہ شریف میں لکھا ہے کہ سید الانبیاء اس وقت تک دنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک اللہ تعالیٰ نے انہیں پانچ مفہیمات سے بھی آگاہ نہیں فرمایا۔

آخری گزارش

یہ پانچ مفہیمات جن پر ہم نے بحث کی ہے ان کھلے ہوئے علوم غیرہ میں سے ہیں جس کا شارودینے والا جانتا ہے یادہ جانتا ہے جسے یہ غیوب سکھائے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ان غیوب کو تقسیم کرنے میں کبھی بخل نہیں فرماتے تھے۔ جمیع النہایہ میں یہ لاملاعات شریف میں ہے الحعنی إِنَّمَا لَا يَقْلُمُ أَحَدٌ غَيْرَ مَنْ ذُوَنَ تَعْلِيمَ اللَّهِ سُورَةُ الْأَنْعَامَ کی تفسیر کرتے ہوئے: فرمایا وہ پرانی بر ساتا ہے تو اس کے وقت کوئی نہیں جانتا۔ تو اس شہر کا ہم نہیں جانتا جہاں تیر انقلاب ہوا۔ مگر جب اس کا حکم ناذر ہو گیا تو پھر اس کے فرشتوں کو کبھی علم ہو گیا کرتے کہاں مرنا ہے۔ اس کے بندوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ بارش کب ہوتی ہے۔ اس کے بغیر جوں میں بروش پانے والے کے بارے میں کوئی نہیں جانتا مگر نبھا اللہ تعالیٰ علم مطافر مادے۔ فرشتوں کو کسی علم ہو گیا اور بندوں کوئی۔ یہم "الا من ارْتَعَضَ مِنْ رَسُولٍ" کی روشنی میں انہیاں اور اولاد لیا کو مطابق ہوتا ہے۔

روایت واضح ہے کہ لم یخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی اطلعہ علی کل شیعہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اس وقت تک دنیا سے نہیں لے گیا جب تک حضور ﷺ کو ہر چیز کی اطلاع نہیں دے دی گئی۔ ان احادیث کی روشنی میں مجھے کہنے کی اجازت دیں کہ ہم وہ آیات کریمہ پیش کر چکے ہیں جو اس مطلب کی تصریح کر چکی ہیں وہ صحیح احادیث میان کر چکے ہیں جو اس مسئلہ کی وضاحت کرتی ہیں۔ ان تمام حوالوں میں پانچ مغیبات کا بذات خود جانتا کہیں ہی نہیں آیا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی عطا سے یہ پانچ چیزوں کھل کر بتائی گئیں۔ یہ علوم مخصوص بالله نہیں بلکہ مخصوص بخلائق بے عطاۓ خداوندی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علوم کے حاصل کرنے میں کوئی واسطہ ہونا ضروری ہے۔ حضرت عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ابریز میں بتایا ہے کہ ان پانچ مغیبات میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

حضور ﷺ کے امتوں پر غیوب کے انعامات

حضور ﷺ عالم ما کان و ما کون کے مالک ہیں۔ آپ کے امتوں میں سے سات حضرات اقطاب عالم بھی ان پانچ غیبوں کو جانتے ہیں حالانکہ یہ اقطاب ساتوں غنوٹوں کے ماتحت ہیں۔ کجا غوث اور پھر کجا وہ حضرات جنہیں ان پانچ علوم کی اطلاع دی گئی۔ پھر کجا سید الانبیاء ﷺ جو سابقہ اور آئندہ علوم پر مطلع ہیں۔

میں یہ کہتا ہوں کہ ساتوں قطب سے وہ ابدال مراد ہیں جو ستر ابدال کے اوپر ہیں اور دونوں اماموں کے نیچے ہیں جو غوث کے دونوں وزیر ہیں۔ ابریز میں مزید لکھا ہے۔ پانچ غیبوں کا معاملہ حضور ﷺ سے کسی طرح چھپا رہتا۔ جبکہ یہ حضور ﷺ کی امت کا کوئی صاحب تصرف اس وقت تک نہیں کر سکتا جب تک اسے ان پانچ غیوب کا علم عطا نہ ہو۔

ہم ان مسکریں کو متبرہ کرتے ہیں کہ وہ ان حضرات کی کتابیں پڑھیں ان کی باتیں سنیں اور اولیاء اللہ کی تکذیب سے باز آ جائیں۔ اگر تکذیب دین کی بربادی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے مسکریں سے انتقام لے گا۔ اخاذنا اللہ بعمادو العارفین۔

میں اس شخص کی علمی پستی پر فسوس کرتا ہوں۔ جو پانچ مغایت کو اللہ تعالیٰ کے خصوص علوم میں شمار کرتا ہے۔ میں اس کے دعویٰ کی تصدیق نہیں کر سکتا کہ وہ ان پانچ چیزوں کے علم کو اللہ تعالیٰ کے خصوصی علوم میں شمار کر رہا ہے۔ اگر اس کی بات مان لی جائے تو پھر ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے باقی تمام علوم غیریہ تو اپنے انبیاء کرام کو خصوصاً اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھا دیئے تھے صرف ان پانچ چیزوں کو اپنی ذات کے لیے خصوص فرمाकر کسی کو اس کی خبر نہ ہونے دی اور نہ اپنے رسول کو بتائے نہ کسی دوسرے نبی کو۔ یہ بات غلط ہے۔ ورنہ یہ مانتا پڑے گا کہ رسول اللہ ﷺ ان پانچ چیزوں کے علاوہ ان تمام علوم غیریہ جن کا علم رب الارباب کی ذات اور اس کی جملہ صفات جن کو صرف وہی جانتا ہے۔ حضور ﷺ کے علم میں تھیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی علوم بھی حضور ﷺ کی معلومات کا حصہ تھے۔ مگر ہم اور پہلوان کر آئے ہیں کہ علماء المسند اللہ تعالیٰ کے غیر متناہی اور صفات غیر متناہیہ پر کسی حقوق کے اختیار کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ وہابیہ کی جگالت ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی شان کو کم کرنے کا تہبیہ کر رکھا ہے اور کمل کر بات کرنے کی بجائے علوم غیریہ کی تعداد اور حدود میں تقسیم کرتے ہیں اور پھر نبی علیہ السلام کے علوم کو بعض علوم کی اصطلاح میں لا کر دجل و فریب کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں کیا ہے

خطیب اور ابو قیم نے دلائل المبوتہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے بتایا تھا کہ میں ایک بار حضور ﷺ کے سامنے سے گزری تو آپ نے فرمایا تم تو حاملہ ہو۔ تمہارے پیٹ میں لڑکا ہے۔ جب وہ پیدا ہوتا سے میرے پاس لا۔ حضرت ام الفضل نے بتایا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے حل کہا؟ کوئی علامت محسوس نہیں ہوتی حالانکہ قریش نے تمام مردوں کو تسمیں دلائی ہیں کہ کوئی ٹھنڈی عورتوں کے پاس نہ جائے حضور ﷺ نے فرمایا حسم والی بات اپنی بجکہ ہے مگر میری بات بچتا ہے!

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ میں اسے اپنا کر حضور ﷺ کی خدمت میں لے گئی۔ حضور نے پچ کے دانے کا ان میں اذان دی۔ باسیں کان میں اقاومت فرمائی۔ اپنالعاب وہن پچ کے منہ میں ڈالا۔ اس کا نام عبداللہ رکھا اور فرمایا کہ خلفاء کے اس باپ کو لے جاؤ۔ میں نے یہ بات اپنے خادم حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہی۔ وہ بھی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی مجھے ام الفضل نے یوں کہا ہے۔ آپ نے فرمایا بات بچتا ہے جو میں نے کہی ہے۔ یہ پچ خلیفوں کا باپ ہے۔ ان میں ایک سفاح تھی خلیفہ ہو گا اور ایک مہدی تھی ہو گا۔

حضرت مسیح موعود نے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں جو کوئی بھی تھا۔ جان لیا تھا بلکہ اس کی زندگی، اس کی اولاد سے آنے والے خلفاء کے نام بتا دیئے جو کئی نسلوں کے بعد آنے والے تھے انہیں جان لیا پشت در پشت آنے والے بچوں کو جان لیا اور اعلان کر دیا۔ خلیفوں کے باپ کو۔ جاؤ۔ مگر فرمایا سفاح بھی ہو گا۔ مہدی بھی ہو گا۔

حضرت صدیق نے بیدائش سے پہلے بیٹی کی بشارت دی

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے والد مکرم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے غاہبہ والے مال سے مجھے میں وہنچوہارے ہبہ فرمائے اور حکم دیا کہ انہیں درخوت سے اتر والو۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے ام المؤمنین سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلا کر کہا: بیٹی! مجھے تم سے دنیا بھر میں کوئی چیز عزیز نہیں۔ مجھے اپنے بعد تمہاری غربت کا بہت خیال آتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری زندگی میں بدحالی آئے۔ میں نے جو چھوہارے دیئے تھے انہیں ابھی اتر والو۔ اگر میرے جیتنے جی تمہارے بعذ میں آگئے تو تمہارے ہیں۔ ورنہ ورشہ میں جتنا حصہ آئے گا وہی ملے گا۔ تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں بھی دارث ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے والد مکرم! اگر میرے لیے اس سے دگنا مال بھی ہوتا تو اپنے بھائی بہنوں میں تقسیم کر دیتی۔ مگر مجھے یہ تو بتا میں کہ میرے تو صرف دو بھائی اور ایک بہن ہے۔ مگر آپ دو بہنیں فرمارہے ہیں۔ حالانکہ میری تو صرف ایک بھی بہن (اسماہ) ہیں۔ آپ نے فرمایا، بہت خارجہ کے پیٹ میں حل ہے اور اس سے پتی پیدا ہوگی۔ اور یہ بات میرے علم میں ہے۔

اس روایت کو ابن سحد نے اپنے "طبقات" میں یوں بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت خارجہ کے پیٹ میں جو کچھ ہے۔ اس کے متعلق مجھے الہام ہوا ہے کہ وہ نبھی ہوگی میں جھمیں وصیت کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ حضرت صدیق کے ہاں بیٹی ام کلثوم پیدا ہوئی۔

احادیث میں لکھا ہے کہ عورت کے رحم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشت مقرر ہوتا ہے وہ بچے کی صورت بناتا ہے۔ زاویہ مادہ کی صورت تیار کرتا ہے۔ خوبصورت اور بد صورت کا نقش بناتا ہے۔ اس کی عمر اور رزق مستین کرتا ہے۔ پھر یہ بھی لکھتا ہے کہ یہ بدبخت ہو گایا نیک نیت۔

خبر کا جھنڈا

صحیح میں حضرت ہبیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے خبر کی حدیث لکھی گئی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَاللَّهُ كُلُّ اسْمٍ كُوْلُمْ دِيَا جَاءَهُ گا۔ جس کے ہاتھ پر خبر فتح ہو گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہو گا۔ اللہ اور رسول اسے دوست رکھتے ہوں گے۔ دوسرے دن یہ علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیا گیا حضور ﷺ نے یہ بات قسم افرمائی تھی۔ حضور ﷺ نے دوسرے دن کا یقینی علم تھا لہ کل کیا ہو گا۔

مقام وصال کی خبر

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ آپ کا وصال مدینہ میں ہو گا۔ آپ نے انصار کو تجمع کیا اور فرمایا: میری زندگی وہاں ہے جہاں تمہاری ہے۔ میرا وصال وہاں ہے جہاں تمہارا۔ اس حدیث کو مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا گیا ہے۔

معاذ بن جبل کو حضور ﷺ نے اپنی رحلت کی اطلاع دی

جب حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا گورنر بنا کر روانہ فرمایا تو آپ اسی طرح حضور ﷺ نے بہت سے غیبی و اتفاقات جو صدیوں بعد آنے والے تھے کی خبریں دی ہیں جنکوں کی مفتوحی کی۔ اور سیدنا سعیح علیہ السلام کے اترنے کی خبریں دیں، امام مهدی کے ظاہر ہونے، دجال کے ظہور، یا جون و ماجون کی یلخار، دلبۃ الارض وغیرہ وغیرہ جیسے واقعات کی خبردی۔

نے پوچھا: معاذ تم اس سال کے بعد مجھے دنیا میں نہ سکو گے بے منعاد انک غسی ان لا
م تلقانی بقد خامی هذا و لعلک ان تَعْزُّ بِمَسْجِدِنِي هذا و قبری ترجس: تم اس سال کے بعد
مجھے نہ سکو گے مگر یاد رکو تم میری مسجد میں آؤ گے اور میری قبر پر حاضری بھی دو گے۔

اس حدیث مبارکہ کو امام احمد نے اپنی مند میں لکھا ہے اور صحیح مسلم میں حضرت انس
رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک اور حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو
میدان بدر میں اعلان فرمایا۔ اس جگہ فلاں مشرک قتل ہو گا اور ہر ایک کے قتل ہونی کی جگہ آپ
نے ہاتھ زمین پر رکھ کر تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب شام کو جنگ کا
فیصلہ ہوا تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے جہاں جہاں نشان دیا تھا اور جس جس
کافر کے متعلق کہا تھا اس کا لاشہ وہاں پڑا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان لاشوں کو
دیکھ کر حضور ﷺ کے قول کی تصدیق کی تھی۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اپنی شہادت کی رات کو بار بار مکان کے باہر تشریف لے
جاتے اور آسمان کی طرف دیکھتے اور فرماتے خدا کی حکم! نہ مجھے غلط تباہ کیا ہے اور نہ میں غلط
کہتا ہوں۔ یہ وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔

حضور ﷺ کے ایک اور صحابی حضرت اقرع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اور یہ
روایت حسن ہے۔ آپ حضرت ابوالیوب النصاری رضی اللہ عنہ کے ایک آزاد کردہ نام تھے۔
لٹک نام تھا کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مصری باغیوں سے پاس جانے کی بجائے
مل کر کے پاس آئے اور کہا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاتل نہ۔ ۱۰۰ چانس ان سے جد
س دنیا سے جانے والے ہیں۔ انہوں نے اکابر لے رہا۔ چند دنوں بعد ۱۰۰ آئے اور انہیں بہا
نہیں قتل نہ کریں یہ پندرہ روز کے بعد واصل بحق ہو جائیں۔

ہم نے اس سے پہلے لکھا ہے کہ صحابہ کرام اور اولیاء عظام کے کلام کا بے نہاہ سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں اور ان کا پانی سچنے سے کم نہیں ہوتا۔ لیکن ہم احادیث کے علاوہ بھی چند واقعات بیان کرنا ضروری خیال کرتے ہیں تاکہ حدیث کو نہ مانے والے کا سینہ پھٹ جائے اور وہ اپنے خیالات سے باز آئے۔

بھجۃ الاسرار اور اس کے مصنف علام

امام اجل عارف افضل ولی اکمل شیخ القراء عمدة العلماء زبدۃ العرفاء سیدنا امام ابو الحسن علی بن یوسف بن جریر الغنی مصری قدس سرہ جن کی شاگردی کا شرف امام اجل ابو الحسن علی بن محمد بن محمد بن محمد جریری مؤلف "حسن حسین" کو حاصل ہے۔ انکی مجلس میں امام فیض رجال شیخ العلماء ذہبی صاحب "میزان الاعتدال" نے حاضری دی تھی۔ لہوار اپنی کتاب "طبقات قراء" میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور انکی شخصیت کو ہدیہ حسین پیش کیا ہے۔ امام اجل عارف بالله حضرت عبد اللہ بن اسدہ یافی شافعی رضی اللہ عنہ نے اپنی مشہور کتاب "مرات البیان" میں آپ کو بڑے بڑے خطابات اور القابات سے یاد کیا تھا۔ امام جلیل القدر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "حسن الحاضرہ" میں آپ کو "امام کیما" لکھا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب دل و دماغ کو روشن کرنے والی المعروف بـ "بھجۃ الاسرار و معدن الانوار" میں لکھا ہے۔ اس کتاب کے متعلق شیخ عمر بن الوہاب فرضی حلی نے فرمایا تھا۔ میں نے اس کتاب کو پڑھا تو مجھے ایک بھی بات ایسی نہیں ملی جس پر عمل کرنے کو دل نہ چاہا ہوا اور اس پر عمل اے علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "زبدۃ الاتاڑ" میں لکھا ہے کہ بھجۃ الاسرار ایک بہت جزوی کتاب ہے۔ علامہ ذہبی نے جو علمائے حدیث میں برا بلند مقام رکھتے ہیں۔ مصنف "بھجۃ الاسرار" کو ہدیہ حسین پیش کیا ہے۔ وہ علامہ غلطونی کی مجلس میں خود حاضر ہوئے۔ ان کا طریقہ تدریس اور سکوت کا روایہ بہت اچھا تھا۔

کرنے پر آمادہ ہوا ہو۔ اس کتاب میں اُنسنی، الْأَخِير، نَسْرُ الْمُحَاسِن اور وضیع الْوِيَاحِين اور کتاب الْإِشْرَاف جیسی مشہور زمانہ کتابوں میں سے اقتباسات ملتے ہیں۔ ”کشف الظُّلُون“ میں سیدی عارف باللہ جل جلالہ اللہ مکارم انہر خاصی قدس سرہ (جو سید علی بن یعنی کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے) کے اوصاف محتاج تعارف نہیں ہیں۔ آپ نے اپنی مشہور کتاب بہبہ میں ایک اور جگہ پر لکھا ہے کہ میں خود جناب غوث الاعظم والحقیر رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ میری آنکھ نے حضرت محبی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسا یہ نہیں دیکھا۔

حضرت غوث الاعظم اور غیب کی باتیں

ہمیں شیخ ابن شیخ الْمُجَد مبارک ابن احمد بغدادی حریمی حنبلی نے بتایا کہ انہیں ان کے والد اور انہیں ان کے دادا ابوالجید رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ میں ایک دن شیخ مکارم رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ کا مگر نہر خالص پر تھامیرے والد کے دل میں خیال گزرا کاش میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کوئی کرامت دیکھ سکتا۔ حضور نے مسکراتے ہوئے میری طرف التفات فرمایا اور کہا: ہمارے پاس غفریب پانچ شخص آنے والے ہیں ان میں سے ایک گورا سرخ رنگ ہو گا۔ اس کے دائیں رخسار پر ٹل ہو گا آج کے بعد اس کی عمر صرف ۹ ماہ رہ گئی ہے۔ اسے بطور کنجی میں شیر چیر پھاڑ جائے گا اور اسے وہیں سے اللہ تعالیٰ اٹھائے گا۔ دوسرا عراتی ہو گا جس کا رنگ سرخ دسفید ہو گا مگر وہ کانا اور لٹکڑا ہو گا۔ ہمارے پاس ایک ماہ زیر علاج رہے گا مگر جانہ نہ ہو سکے گا۔ تیسرا ایک مصری گندی رنگ کا ہو گا۔ اس کے باہمیں ہاتھ کی چہ الکلیاں ہوں گی۔ ہائیں ران پر نیزے کا زخم ہو گا جو اسے تمیں برس پہنچانے کا

تھا۔ وہ ہندوستان میں تجارت کے لیے نکل جائے گا۔ اسی تیس سال بعد فوت ہو گا۔ چوتھا شای ہو گا جس کا رنگ گندی ہو گا۔ اس کی انگلیوں پر گٹا ہو گا۔ وہ حریم میں تمہارے گمرا کے سامنے مرے گا۔ سات برس تین ماہ اور سات دن کے بعد اس کی موت واقع ہو گی۔ ایک گورے رنگ کا یمنی صراحتی ہو گا۔ اس کے کپڑوں کے نیچے زنار بندھا ہو گا۔ وہ اپنے ملک سے تین برس سے نکلا ہوا ہے اور وہ اپنا نہ ہب کسی کو نہیں بتاتا۔ وہ مسلمانوں کے حالات معلوم کرنے کی جا سوئی کر رہا ہے۔

کچھ ہی وقت گز راتھا کہ یہ لوگ حضرت خوشنع عظیم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ عجمی نے بھنا ہوا گوشت طلب کیا۔ عراقی نے چاول اور لخ کا گوشت مانگا۔ شای نے شامی سیب کا مطالابہ کیا۔ یمنی نے نیم برش اثٹا مانگا۔ مگر کسی نے اپنی خواہشات دوسرے کو نہ بتا نہیں۔ ہمارے دیکھتے ہی ان کے خواہش کے مطابق کھانے آگئے۔ وہ کھانے لگے۔

ابوال الجد نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں غور سے دیکھتا رہا۔ ان کے تباۓ ہوئے حلیہ میں ذرہ بھر فرق نہ تھا۔ میں نے مصری سے اس کے پرانے زخم کا دریافت کیا۔ وہ حیران رہ گیا۔ اور کہنے لگا۔ یہ زخم مجھے تیس سال پہلے لگا تھا۔ وہ اپنی اپنی خواہش کے مطابق کھانا کھانے کے بعد انہیں غشی آگئی۔ ہوش میں آئے تو یمنی نے کہا۔ حضرت اس شخص کی کیا تعریف ہے جو صوفیوں کے دل کے بھید جانتا ہے آپ نے فرمایا۔ مجھے معلوم ہے۔ تم عیسائی ہو۔ تمہارے لباس کے نیچے صلیب کا نشان ہے۔ یہ سنتے ہی وہ شخص جنگ مار کر اٹھ کھڑا ہوا اور اسلام قبول کیا۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹا مجھے مختلف مشائخ نے دیکھا تھا۔ انہیں یہ معلوم ہو گیا تھا کہ تم صراحتی ہو اور صلیب باندھے ہوئے ہو۔ مگر انہیں یہ معلوم تھا کہ تم نے میرے پاس آ کر اسلام لانا ہے۔ اس لئے چپ رہے۔ اُنکی وفات ولیٰ ہی ہوئی جیسے شیخ نے تایا تھا۔ اس میں ذرہ بھر

بھی تقدیم و تاخیر نہ ہوئی۔ عراقی ایک ماہ بیمار رہا۔ اور وہاں ہی شیخ کی ایک خانقاہ کے ایک کونے میں مر گیا۔ میں نے خود اس کا جنازہ پڑھا تھا۔ شای میرے پاس حرم میں مرا۔۔۔ وہ میرے دروازے پر گر پڑا اس نے مجھے آواز دی۔ میں باہر آیا۔ میں نے دیکھا کہ وہی شای تھا۔ اسکی موت جس طرح شیخ نے کہی تھی۔ سات برس تین ماہ سات دن کے بعد ہوئی۔

یہ ایک واقعہ ہے۔ جسے کوئی عکنداں جھلنا نہیں سکتا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حضور کے غلامان غلام ہیں۔ خادمِ خادمان خدام حضور ہیں۔ انہوں نے ایک شخص کے متعلق ۲۷ بہتر غبوب کا انعام کیا۔ جن میں رازدار ان سینہ، مرنے کی جگہ، موت کا وقت، موت کے اسباب، کل کیا کرے گا، اور اس کے علاوہ کئی غیبی چیزوں سے پرده اٹھایا۔ یہ بات بلا شک و شبہ ہے۔

ابوالجہد کے دلی خطرہ سے مطلع ہونا، پھر ان لوگوں کی خبر دینا جو آنے والے تھے۔ پانچ آدمی، ایک بھی، دوسرا عراقی، تیسرا مصری، چوتھا شامی، پانچوں سینی۔ یہ آئندہ فیب تھے جس سے مطلع کیا۔ بھی کے متعلق گیارہ فیب ظاہر کیے۔ وہ گورا ہو گا، اسکے چہرہ میں سرفی ہو گی، اس کے گل ہو گا، اس کے رخسار پر ہو گا، یہ رخسار دایاں ہو گا، گوشت کی خواہش کرے گا، گوشت بختا ہوا کھائے گا، تو ماہ بعد مر جائے گا، اس کی موت شیر کے پھاڑنے سے ہو گی اور مقام بٹائی میں ہو گی۔ اور وہیں فن ہو گا وہاں سے خلیل نہ ہو گا اور سینی سے اس کا حشر ہو گا۔ اسی طرح عراقی کے بارے میں گیارہ فیب ظاہر کر دیئے۔ گورا ہو گا، سرفی جملتی ہو گی، آنکھ میں داغ ہو گا، پاؤں میں نک ہو گا، بنن چاہے گا، چاولوں کے ساتھ کھائے گا، بیمار ہو گا، ایک ماہ بیماری میں رہے گا، اسی بیماری میں مر جائے گا، یہاں مرے گا، ایک ماہ بعد مرے گا۔

مصری کے متعلق پندرہ انھیوں سے پرداہ اٹھایا۔ گندی رنگ ہو گا، جھینپھی ہو گا، جھٹپٹی انگلی اٹھے ہاتھ میں ہو گی، زخم پورانہ ہو گا، تمیں برس کا پرانا زخم خورده ہو گا، شہد کی خواہش کرے گا، صرف شہد ہی نہیں کھی سے ملا ہوا شہد مانگے گا، وہ تجارت کرے گا، اس کا کاروبار ہندوستان میں ہو گا، میں سال تک تجارت کرتا رہے گا، ہندوستان میں مرے گا، اس کی موت میں سال بعد ہو گی۔

شامی کے متعلق بھی نوغیب افشاء کیے۔ گندی رنگ ہو گا، سیب کی خواہش کرے گا، الکلیوں میں موٹے موٹے گئے پڑے ہوں گے، شامی سیب مانگے گا۔ زمین حرم میں مرے گا، اس کی موت ابوالمسجد کے گھر کے دروازے پر واقع ہو گی، وہ سات برس تین ماہ اور سات دن جنے گا۔

یمنی کے بارے میں آٹھ غیب بتائے۔ گورا ہو گا، گندم گوں ہو گا، نصرانی ہو گا، اس کے کپڑوں کے نیچے صلیب ہو گی، اپنے ملک سے مسلمانوں کے امتحان کے لیے نکلا تھا، اسے اس کام میں تمیں سال گزر پکھے تھے، اس نے اپنی نیت چھپا کر کی تھی، نہ گھروالوں کو خبر نہ شہر والوں کو، اس کی خواہش اٹھا ہو گی، وہ اٹھا بھی نہیں برباد مانگے گا۔

یہ باسٹھ غیب ہیں۔ جنہیں جناب غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے آنے سے پہلے مطلع کر دیا تھا۔ ان غیبوں کے علاوہ پانچ مزید غیب بتائے۔ ان میں سے کوئی ایک اپنی خواہش اور مقاصد کے متعلق دوسرے کو مطلع نہ کر سکا۔ پانچ مزید غیب تھے کہ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ ہمیں یہ یہ چیز ملے۔ یہ بہتر ۲۷ غیب جناب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے ظاہر ہوئے۔ فَسَعَانَ الَّذِي أَعْظَمُ، مَا شاءَ مِنْ شَاءَ وَلَهُ الْحَمْدُ.

کس زمین پر انتقال ہوگا؟

یہ حدیث ابن سکن، ابن مندہ اور ابن عساکر رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میں بیمار پڑ گیا۔ حضور رحمۃ اللعائیں ﷺ میری بیمار پری کے لیے تشریف لائے۔ میں نے حضور ﷺ کو دیکھ کر عرض کی: ”یا رسول اللہ ﷺ مجھے ذر ہے میں اس بیماری سے مر جاؤں گا۔“

آپ نے فرمایا: ”نہیں ایسا نہیں تم زندہ رہو گے۔ شام کی طرف بھرت کرو گے اور فلسطین میں ایک نیلے پرموت آئے گی۔“

حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کا انتقال ہوا تھا اور رمل میں دفن ہوئے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے مصریوں کو فیب سے مطلع کر دیا

اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام نے مصریوں سے فرمادیا تھا کہ جب تم سات برس تک حسب دستور بھتی باڑی کرتے رہو گے۔ سات سال کے بعد ایک وقت آئے گا کہ لوگ بارش سے مالا مال ہو کر فصلیں اگائیں گے۔ پھر سات سال تک بارش بند رہے گی اور فقط پڑے گا۔ پندرہ سال بعد اتنی بارش ہو گی کہ انگور کی بیتلیں زمین سے پھوٹ پھوٹ جائیں گی۔ انگوروں کے شیرے سے لوگ سیراب ہوں گے۔

میں ان واقعات کی جزئیات سناتا جا رہا ہوں، حالانکہ ایسے واقعات کا تو قطار دشمار ہی نہیں ہے۔ ایسے واقعات قیامت تک رونما ہوتے رہیں گے۔ خصوصاً پانچ چیزوں کا علم اللہ نے اپنے بندوں کو ایسا عطا فرمایا ہے کہ ثبوت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اہل عقل و دانش کسی تک کا انہما نہیں کرتے۔ یہ سارے غیوب تلوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور لوح محفوظ

سے ملائکہ اور اولیاء بھی واقف ہوتے ہیں۔ انبیاء کرام اور خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام کا تو مقام ہی ارفع و اعلیٰ ہے۔ آپ کے ان کمالات کا انکار وہی کرتا ہے جو عقل و ایمان سے محروم و محبوب ہو۔

لوح بنین ہے

اللہ تعالیٰ نے لوح کی تعریف بنین کے لفظ سے فرمائی ہے وَكُل شَيْءٌ فِي إِيمَانِ
بَنِينَ (بیت: ۲)۔ بنین وہ چیز ہوتی ہے جو واضح ہو، ظاہر ہو، کوئیابہام نہ پایا جائے۔ اگر لوح محفوظ مخلوق خداوندی سے غائب ہو تو کیا بات لوح بنین ہے۔ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ لوح محفوظ ایسی چیز ہے جس میں آسمان و زمین کے تمام غیوب محفوظ ہیں۔ تو کوئی ایسا غیب نہیں جو کتاب بنین میں نہیں ہے۔ امام بغوی نے ”معالم التنزیل“ میں لکھا ہے کہ لوح محفوظ میں ہر غیب موجود ہے۔ امام نعیی نے ”مدارک التنزیل“ میں لوح بنین لکھا ہے اور ملائکہ لوح محفوظ کو دیکھتے ہیں جو روشن ہے، ظاہر ہے، واضح ہے۔

حضرت مطاعلی قاری رحمۃ اللہ مرقات شریف میں لکھتے ہیں ”ما کان و ما یکون“ کے تمام علوم لوح محفوظ میں ثابت ہیں۔ دوسرے لفظوں میں تمام اشیائے عالم لوح محفوظ میں تحریر ہیں۔ قرآن پاک کی آیات کے نزول کے وقت یہ تمام نقوش لوح محفوظ پر جیب کرم ﷺ پر وارد ہوئے لوح ایک متناہی علوم پر مشتمل ہے۔ اور ایک متناہی غیر متناہی کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ لوح میں وہی چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔ جو روز اول سے قائم قیامت تک ہونے والی ہیں۔ لہذا میرے نزدیک ایسی کوئی دلیل نہیں کہ مغیبات ما کان و ما یکون اس میں داخل نہ ہوں۔ اگر واقعی تھیں وقت کا علم لوح محفوظ میں ہے تو یقیناً ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے واقف ہیں
لـ لوح محفوظ امت پیش اولیاء۔ روی

اور اگر یہ بات مان لی جائے کہ ان علوم کو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے علیحدہ رکھا ہے۔ تو پھر قرآن کی آیات سے استدلال نہیں بنتا اور دونوں طرح کا احتمال رہے گا۔ یہ بات یقینی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم صرف لوح محفوظ تک ہی محدود نہیں۔ لوح محفوظ تو حضور ﷺ کے علم کے سندروں کی ایک موج ہے۔ آپ کے بھرے کنار کی ایک نہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرا ایمان ہے کہ سوی الساغۃ علی خلاف فیہا۔ جس طرح میں علم کا یقین نہیں کرتا۔ علم کی نفی پر یقین نہیں رکھتا میں تو وہی کہتا ہوں جو علامہ امام افتازانی نے اپنی شرح عقائد میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض برگزیدہ انبیاء کرام کو علوم غیبیہ پر آگاہی فرمادی ہے اور یہ عقیدہ یقینی ہے، لیکن علوم عطاء اور علوم غیبیہ کا عقیدہ یقینی ہے۔

امام قسطلانی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور اولیاء کو اپنے غیوب سے مطلع فرمایا تھا۔ غیوب خسے سے اپنے حبیب کرم ﷺ کو واقف فرمادیا تھا۔ ہم عنقریب اس موضوع پر علامہ شبوری، علامہ شتوانی اور حضرت عبد العزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کی روشن آراء پیش کریں گے۔ پھر اس موضوع پر علامہ مدحثی اور علامہ فاضل عارف عشماوی جیسے حلیل القدر حضرات کے خیالات کی تصریح پیش کر دیں گا اور ان کے دلائل قاطع کی روشنی میں ٹابت کر دیں گا کہ مولا تعالیٰ نے اپنے حبیب کرم ﷺ کو علوم غیبیہ عطا فرمادیے تھے۔ پھر یہ بھی بتاؤں گا کہ ملاجک کو لئے صور کا علم و قوع قیامت سے پہلے ہی عطا فرمادیا گیا تھا اور اس مقدمہ پر امام فخر الدین رازی کے دلائل پیش کر دیں گا۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ تمام مخلوقِ الہی کو حضور ﷺ کے دیلے سے علوم عطا ہوئے ہیں اور ہر حسم کے علم کا سرچشمہ حضور ﷺ کی ذات کریمہ ہے۔ یہ بات بھی ملے شدہ ہے کہ جو علم دناتا ہے اسے خود عالم اور انہم ہوتا ضروری ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم کو قبل قیامت

کا علم ہوتا اور ازال وابد تک کے علوم کا مامہر ہوتا آیات اللہ کے منافی نہیں ہے۔ پھر ان علوم سے جو حضور ﷺ نے تقسیم فرمائے ہیں۔ بڑھ کر حضور ﷺ کا عالم ہوتا بھی آیات کے منافی نہیں ہے تو ہم اس تجھ پر پہنچ کر حضور ﷺ کے تمام علوم اعلام الہی سے ہیں تو اب یہ بات خود بخود ذہن میں چکٹ اٹھتی ہے کہ حضور کو ان پانچ چیزوں کا علم تو دیا گیا مگر انہیں چھپانے کا حکم دیا گیا تھا۔

بلاشبہ یہ دونوں اقوال اور نظریات علماء کرام کے ہاں پائے جاتے ہیں اور جلیل القدر آئندہ نے ان اقوال اور نظریات کو روشنیں کیا بلکہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے علوم مصطفیٰ پر ایک پورا باب اپنی شہرہ آفاق کتاب 'خاصائص کبریٰ' میں پر دقلم کیا ہے اور اس میں علمائے کرام کے ان نظریات پر تبصرہ فرمایا ہے کہ آیا حضور ﷺ کو علم خوبی عطا فرمایا گیا علم ساعتہ علم روح بھی دیا گیا تھا۔ حضور ﷺ کو اس کے چھپانے کا حکم دیا گیا۔

حضرت علامہ محمد ابن سید علامہ عبدالرسول برزنی مدفن رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الاشاعة لاشراط الساعۃ میں دونوں نظریات کا ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا کہ چونکہ امر ساعۃ سخت تھا اور اس کے علم کو اپنے لیے خاص کر لیا اور مخلوق میں سے کسی کو نہ بتایا۔ صرف نبی اکرم ﷺ کو تعلیم فرمایا اور ساتھ ہی دوسروں کو خبر دینے سے منع فرمایا تاکہ قیامت کا ذر اور بزرگی قائم رہ سکے۔ فرمایا: زَعْلَفَهَا النَّبِيُّ۔ اور اسے حضور کو تعلیم دی گئی، لیکن اگر اس کو اور پڑھا جائے تو علامہ فرماتے ہیں کہ اسے یقیناً حضور کو سکھا دیا گیا تھا۔ انہوں نے اسی قول کو پسند فرمایا۔

اس سلسلہ میں وہابیہ نے ایک رسالہ لکھ کر حضرت موصوف کے نام شائع کر دیا اور اس میں حضور ﷺ کے علوم پر بحث کر کے لوگوں کو دھوکا دیا۔ مگر جب نظریات سامنے آئے تو وہابیہ لا جواب رہ گئے۔ وہابیہ کی عادت ہے کہ جب انہیں دلائل دیئے بغیر انہیں پڑتے تو

جھلی کتابیں شائع کرنے کے عام کر دیا کرتے ہیں اور مجاهدین فی الکذب بن کر سامنے آتے ہیں۔ ایک وقت کے لیے یہ لوگ عادیں صادقین اور مصدقین کے قول کے برابر لے آتے ہیں مگر ایک وقت آتا ہے ان کے جھوٹ کی قلعی کھل جاتی ہے۔ یہ لوگ اپنے خیالات فاسدہ کی نسبت کبھی تو مطاعلی قاری کی طرف کر دیتے ہیں۔ کبھی ابن کثیر کی طرف کبھی علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اور کبھی علامہ سیوطی کے رسالہ الكشف عن مجاوزۃ هذه الامة الاسم کے صفحہ ۲۲ کو نقل کر کے بڑھاتے ہیں۔ حالانکہ یہ افتراء ہے امام احمد بن حنبل پر اور جھوٹ ہے امام جلال الدین سیوطی پر۔ اس طرح یہ علامہ مطاعلی قاری پر افتراء باندھتے ہیں۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ کے اقوال کا خلاصہ کر دیا گیا ہے۔ پانچ سو کے اور ہزار کے پھر علامہ قاری کے خلاف بھی کھلکھل جھوٹ بولتے ہیں۔

لوح محفوظ کی باتوں کی تعلیم قبل از وقت اور واقعیت میں حکمت یہ ہے کہ ایمان اور تصدیق میں اضافہ ہو گیا اور طالنکے جان لیں کہ مدد کا مستحق کون ہے اور نہ مدت کا ذمہ دار کون ہے اور ہر ایک کا مقام پہلے ہی معلوم ہو جائے۔

شah عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں ذکر کیا ہے کہ لوح محفوظ کے علوم پر واقف ہونے سے یہ مراد ہے کہ جو باتیں واقعہ میں ظاہر ہونے والی ہیں۔ ان کا علم پہلے عن عطا فرمادیا جائے خواہ لوح کی تحریر دیکھ کر ہو یا فضل خداوندی سے مطلع کر دیا جائے۔ اس کے نتویں کا مطالعہ کریں اور اکثر اولیاء اللہ کے احوال سے ثابت ہے کہ وہ نقش لوح کا مطالعہ کرتے تھے۔

عینی فی اللوح المحفوظ

امام فاطمی اور درسرے آئندہ کرام نے رسول اکرم ﷺ کے بیٹے غوث الحنفی
غیاث الکونین سیدنا غوث عظیم ابی محمد عبد القادر الحنفی و الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ سے یہ سند
صحیح روایت ہے کہ حضور غوث پاک فرمایا کرتے تھے کہ "عینی فی اللوح المحفوظ" میری
آنکھ بہیشہ لوح محفوظ پر لگی رہتی ہے۔

اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر کو اپنے حکم سے حکمت والے کام تقدیم کر دیتا ہے۔ اس سے ثابت
ہوا۔ قیامت کے علم کے علاوہ چار علوم قیامت سے پہلے ہی فرشتوں میں باہت دیئے گئے ہیں
کیونکہ فرشتوں نے مدابیر کرنا ہوتی ہیں۔ اسی طرز اسرافل عیہ السلام قیامت سے قبل ہی
اپنے فرانپل لغت صور سے آگاہ کر دیئے جاتے ہیں تاکہ حکم ملت ہی صور پھونک سکیں۔ اسرافل
نے ایک پڑا اس وقت سرگمیوں کر دیا تا جب حضور نبی کریم ﷺ دنیا پر تشریف لائے۔ دوسرا پر
اس وقت گرامیں گے جب صور پھونکنے کا حکم ہوا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں مجھے جنکی کیے
آئکا ہے جب صور پھونکنے والے نے صور اپنے منہ میں لے لیا ہے۔ اب وہ ارشاد خداوندی
پر کان لگائے بیٹھا ہے اور حکم کے نازل ہونے پر ماتھا جھکائے بیٹھا ہے۔ یہ حدیث ترمذی
شریف میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت سے لکھی گئی ہے۔ وہ فرشتہ اپنے دلوں
زانوں پر کھڑا ہے۔ اسرافل اس کے پڑا پڑا جائے کھڑے ہیں جو ابھی پھیلا ہوا ہے۔
جب وہ اس لئے کو گرامیں گئے تو یہ صور پھونک دے گا۔ صور پھونکنے کی اجازت اور قیام قیامت
میں ان کے پڑ گرانے کا فاصلہ ہے۔ یہ ایک جنبش ہے تو جنمش تو زمانے میں ہوتی ہے تو بات
ضروری ہے کہ قیامت کے واقع ہونے سے پہلے انہیں علم ہو۔ خواہ یہ علم ایک لوہ پہلے ہو یا
بزاروں سال۔ جب یہ بات ایک مقرب فرشتہ کے لیے واجب ہے تو اپنے بیارے جیب
ٹیکلہ کے لیے کون سی حال چیز ہے۔ ان کے لیے یہ ناممکن بات نہیں کہ قیامت کے قیام سے

دو ہزار سال پہلے آپ کو علم دیا جائے اور حضور کو حکم ہو کہ دوسروں کو نہ بتایا جائے۔

معزلہ انہیں آیات کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے اولیاء اللہ کی کرامات سے انکار کرتے ہیں۔ علامہ نے "شرح مقاصد میں" معزلہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ یہاں غیب عام نہیں ہے بلکہ مطلق ہے۔ یا ایک محسن ہے یعنی قیامت کا وقت اور اس پر آیت مبارکہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ۔ میں قریبہ موجود ہے۔ اس میں قیامت کا ذکر ہے اور یہ ہامکن نہیں کہ بعض ملائکہ، بعض انسانوں خصوصاً بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو اس کا علم دیا گیا

۔ ۶۸

یہ بات ملے شدہ ہے کہ رسولوں کو علم غیب دیا گیا ہے۔ مگر اولیاء اللہ کے بارے میں تلقف آراء ہو سکتی ہیں۔ امام قسطلانی نے "رشاد الباری شرح صحیح بغدادی" میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی۔ ہاں اس کے پسندیدہ رسول جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو غیب کے دروازے کھول دے گا۔ ولی اللہ رسول کا تابع ہوتا ہے اس سے علم حاصل ہوتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی کے والد محترم شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے تفہیمات الہیہ میں اپنا حال تحریر کیا ہے کہ انہیں خاص واردات میں وہ وقت دکھایا گیا تھا جب قیامت قائم ہو گی ۱۔ یہ دلیل کتاب لکھتے وقت ہر دو ذہن میں آئی مگر کچھ لوں بعد تفسیر کیر کا مطالعہ کر رہا تھا۔ تو آئے کریم عالم النبی فلا یظہر علی غیبہ احدا (العن: ۲۹) کی تفسیر ہے یہ ہے ہوئے دیکھا کہ وقت قیامت کسی پر صرف ۰ ذکر کیا جائے کا مگر الامن ارنصی من رسول (العن: ۳۷) "مگر اس پر ظاہر کرے گا جس رسول پر وہ راضی ہو گا"۔ قرب قیامت کے واقعات قرآن پاک میں ہمان کئے گئے ہیں۔ جس دن آسمان پشت جائے گا۔ پہاڑ از نے تکیں گے۔ ملا گستاخیں گے۔ ملا مگر اسوقت جان لیں کہ قیامت آجی ہے۔ مجھے انسان ماذیاد وقتو ہو گیا۔ فنسا مبل نظہرہ۔ کافی ہے۔ (احمد رضا خان۔ مدینہ منورہ)

آسمان پھٹ جائیں گے، مگر جب عالم بیداری میں آئے تو آپ کو یہ واقعہ یوں محسوس ہونے لگا جیسے خواب تھا۔ جب ایسے اولیاء اللہ ایسے حالات سے واقف کر دیئے جاتے ہیں تو سماں اللہ نبی کریم کجا اور آپ کا علم کجا۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح فتوحات البیہقی میں لکھتے ہیں اور پھر اپنی دوسری شرح فتح المکن کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ قیامت کا علم حضور سرور کائنات سیدینا مسیح کو ہے۔ پھر بات یہ ہے علماء کرام کے ایک طبق نے فرمایا ہمارے نبی کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت اپنے پاس بلا یا جب پوشیدہ چیزیں آپ پر ظاہر کر دیں۔ ہاں حضور مسیح علیہ السلام کو بتانے یا نہ بتانے پر حکم بھی تھا اور اختیار بھی تھا۔

عثادی نے صلاۃ میں حضرت سیدی احمد کبیر بدرا نے اپنی شرح میں اس قول کو صحیح قرار دیا ہے۔ یہ تمام انوار ہیں اس ارشادِ الہی کے کہ ہم نے آپ پر قرآن اتنا را، ہر چیز روشن کر کے بیان کی۔ حق قرآن کے نور سے چک انہا جس طرح سورج کے چہرے سے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ اب ہمیں ضرورت نہیں کہ پانچویں غیوب کی جزئیات پر مکمل تریں جو اولیائے کرام سے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ یہ وسمندر ہے جس کان کنارہ معلوم ہے نہ مگر الی۔ اگر ہم آنے لگیں تو کسی کنارے پر نہ پہنچ سکیں گے جسے قرآن کی آیات شفاذہ بخش اسکی بیماریاں کہاں ختم ہو سکتی ہیں۔

نَسَأَ اللَّهُ الْعَفْوَ الرَّاغِبَةِ وَعَلَى الْعَيْبِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

دوسرا حصہ

اس حصہ میں مولانا سلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "اعلام الاذکیاء" میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے القابات الاول والآخر والظاهر والباطن پر اعتراضات کرنے والوں کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

هُوَ الْأَوَّلُ وَالآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالبَاطِنُ ط

الحمد لله! (سابقة صفحات سے) حق ظاہر ہو گیا۔ صحیح صورت حال واضح ہو گئی۔ آفتاب ہدایت، بے جواب ہو کر درخشاں ہو گیا۔ یہ تمام ہم پر اللہ کا فضل ہے۔ دوسرا ے لوگوں پر بھی اللہ کا احسان ہے مگر اکثر لوگ اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔

جو شخص اس احرار العباد کی تحریروں کو بغور مطالعہ نظر کرے گا وہ ضرور فائدہ حاصل کرے گا۔ قلب و نگاہ سے ان تحریروں پر غور کرنے والا ان ہشت دھرموں کے تمام اعتراضات کا جواب سامنے پائے گا۔ تکریار کھواں موضوعات پر تصریح و بیان زیادہ نفع بخش ہوتا ہے۔ لہذا ہم ان اعتراضات کا علیحدہ علیحدہ جواب لکھنے کی کوشش کریں گے۔

ایک سوال۔ ایک جواب: معتبرین ایک عبارت پیش کرتے ہیں جو حضرت فاضل ابوالذکار مولا ناسلامت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "اعلام الاذ کباء" "مطبوعہ ہندستان" کے آخر حصے میں موجود ہے۔ آپ نے لکھا ہے:

وَصَلَى اللَّهُ عَلَى مَنْ هُوَ الْأَوَّلُ وَالآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ط
(سورہ فی اسرائیل)

ترجمہ: اللہ درود بیجے اس پر جواہل بھی ہیں آخر بھی ہیں ظاہر بھی ہیں اور باطن بھی اور وہ ہر چیز کے جانے والے ہیں۔

میں ان معتبرین کے جواب میں وضاحت کروں گا کہ مصنف علام نے یہ رسالہ میرے پاس بھیجا تھا اور استدعا کی تھی کہ میں اس پر تقریظ لکھوں۔ میں نے اس پر **الغاظ**

: میں تقریظ لکھی تھی:

"زید کا قول حق اور صحیح ہے۔ بکر کا زعم مردود و قطع ہے۔ بے شک اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام "اولین و آخرین" کا علم عطا فرمایا تھا۔ مشرق سے مغرب تک عرش سے فرش تک سب کا سب جہان آپ کو دکھادیا گیا۔ ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا۔ روزِ اول سے آخر تک کا تمام "ما کان و ما یکون" کا عالم بنادیا۔ اس موضوع پر فاضل مجیب (سلہ المولی القریب الجیب) نے ضروری تفصیل سے بیان فرمایا تھا۔ اگر کسی کو یقین نہ ہو تو قرآن عظیم شاہد و عدل اور حکم فصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَنَزَّلَنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ هَمٍ

ترجمہ: اور ہم نے آپ پر وہ کتاب نازل فرمائی ہے جو ہر چیز کا روشن بیان کرتی ہے۔

اس دلیل کے آخر تک میں نے مفصل تقریظ تحریر کی۔ اس تحریر سے عام سے عام شخص ہو یا کوئی عالم فاضل وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ میں نے اپنی تقریظ میں صرف اتنی ہی بات کا ذمہ لیا تھا کہ جو دلائل فاضل مصنف نے پیش کیے ہیں وہ بقدر ضرورت کافی ہیں اور اس میں رسالہ کے لفظ لفظ پر نظر نہیں ڈالی گئی تھی۔ جس طرح اس میں دعا ہی کو اپنی عبارت میں علیحدہ ذکر کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص عقل و تمیز کے ساتھ علماء کی مجالس میں رسائی رکھتا ہے اسے معلوم ہے کہ تقریظ اور صحیح کرنے والے میں کیا فرق ہوتا ہے؟ تقریظ لکھنے والا اگر یوں لکھے کہ میں نے رسالہ یا ٹاؤی اول سے آخر تک غور و تامل کے ساتھ دیکھا ہے۔ جیسے گنگوہی نے "براصن قاطع" کی تقریظ میں لکھا تھا تو وہ اس رسالہ یا ٹاؤی کی محنت و نقش کا ذمہ دار ہوتا ہے اور اس طرح کتاب میں لکھے جانے والے تمام موضوعات و تصریحات کا تقریظ کرنے والا بھی ذمہ دار ہوتا ہے۔ اس کتاب کے تمام معانی و عبارات تقریظ کرنے والے کے مؤیدہ مصہد تھے۔

ہوتے ہیں لیکن اگر یوں لکھا جائے کہ ہم نے اس کتاب کو مختلف مقامات سے دیکھا اور ہم اسے مفید سمجھتے ہیں اور پھر اس کی تعریف و تحسین کردی مگر اس کے طرز نگارش، اسلوب نگارش، دلائل روشنی الفاظ و معانی کے بارے میں سکوت اختیار کی ہے اور کسی حکم کا اقرار یا انکار نہیں کیا اور فتویٰ پر صرف یہ لکھ دیا کہ "حکم صحیح ہے۔" اگرچہ بعض مقامات پر ناپسندیدہ الفاظ بھی ہوتے ہیں صرف حکم کو عیّن صحیح تباہا تھا اگر لفظ نقش زیادہ کر دیا تو یہ رائے کتاب کے نقائص کی ذمہ دار ہو گی۔ ہاں اگر مُصلح حسین نے اپنے الفاظ میں دلائل کی صحیح کردی تو اس کے دلائل کی بھی اس کی ذمہ داری ہو گی۔ اگر ایسے تقریبی لکھنے والے اور سمجھنے والے بعض مقامات پر الفاظ و معنی کی صحت کردی۔ الفاظ میں کسی بیشی بھی کی اور ان الفاظ کی درستگی کا تذکرہ بھی کیا تو اس کو کتاب کے تمام مطالب اور معانی کی ذمہ داری قبول کرنا ہو گی۔

اگر کسی سمجھنے والے کا خارج اور زائد الفاظ پر کیا گمان ہے جنہیں کسی دلیل سے کوئی تعلق نہیں، نہ دعویٰ سے کوئی واسطہ ہے تو عامانہ طریقہ سے تو ہم تقاضا کریں گے کہ تقریبی لکھنے والے نے زائد باتوں کی طرف خاص توجہ نہیں دی۔

یہی بات میرے ساتھ ہوئی۔ مجھے یاد نہیں کہ اس کتاب کے اصل مسودہ کا لفظ لفظ کیا تھا۔ مگر مؤلف کا عربی ترجمہ جو اس کے معروف خط میں لکھا ہوا تھا جس خط میں ان کے دوسرے رسالے یافتہ ہی آتے ہیں۔ اس میں یوں لکھا ہے:

"درود بیسیجے جو اول و آخر، ظاہر و باطن اور ہر چیز کا دانا ہے ان پر جو اس آئیے کریمہ کے مظہر ہیں وہی اول و آخر وہی ظاہر و باطن اور وہی ہر چیز کا دانا ہے۔" اس بات پر کسی شخص کو وہم تک نہیں ہو سکتا۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ مطبع میں جا کر کتاب یا سمجھنے مظہر کا لفظ من سے بدل دیا ہو۔ اسی طرح کاتب نے میری تقریبی میں جہاں "محمو" کا لفظ تھا وہاں "مجموعون" لکھ دیا رہا۔

ہو۔ اگر کوئی اسی غلطی میں ہے تو بہتر۔ ورنہ ہم فرض کر لیں گے کہ اصل عبارت ایکی ہی ہے جیسی چیز ہے۔

میں مجیب کو جانتا ہوں۔ پہچانتا ہوں۔ وہ عالم ہیں نئی العقیدہ ہیں۔ صحیح المسکن ہیں۔ بد نہ ہوں، معاندوں کو زخم لگانے میں مشاق ہیں۔ وہ اپنے بھائیوں کا کلام حقی المقدور بہتر سے بہتر انداز میں بیان کرتے ہیں۔ مجھے اہل ایمان سنی بھائیوں سے امید ہے کہ وہ اس معاملہ کو بہتر تاویل دو جیسے دینکیں گے مگر جن لوگوں کے دل میں کھوٹ ہے۔ وہ محروم رہیں گے اور طرح طرح کی باتیں بنائیں گے۔

دوسرا جواب: بعض لوگوں کو اس آیتے کریمہ میں لفظ من اور من (سکون نون اور پڑشید یون) میں اختلاط پیدا ہوا ہے۔ وہ من کو اسم موصول بنا کر پڑھتے ہیں۔ وہ آمن (پڑشید یون) آیتے کریمہ کی طرف مصاف کر کے نہیں پڑھتے۔ جس سے یہ معانی ظاہر ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان پر درود نسبیجے جو اس آیتے کریمہ کی نعمت ہیں۔ وہ حضور نبی کریم محمد رسول اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو فرمایا: اللذين بذلوا نفقة اللذان ہوں نے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدل دیا۔

حضور نبی کریم نعمت النبیہ ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس آیتے سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نعمت قرآن کی منت ہیں۔ اس آیتے کریمہ کے اپنے خاص مقام پر خصوصی معانی یہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ صاحب کوڑ و تنسیم آخر ہیں۔ مگر تمام جہان سے اول ہیں۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات کو اپنی آنکھوں سے تخلیق ہوتے دیکھا۔ آپ تمام پیغمبروں سے بعثت میں آخر ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر جتنے علوم نازل فرماتے تھے حضور ﷺ ان تمام علوم کے جامع تھے اور حضور ﷺ کے مigrations سے ظاہر ہوتے رہتے اور پھر حضور ﷺ سے غیب کی خبروں کا ظاہر ہونا بھی

کمالات نبوت سے ہے۔ حضور ﷺ اپنی ذات گرامی سے باطن ہے آپ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسکی صفات کے مظہر ہیں۔ حضور ﷺ روز اول سے آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو گا آپ اللہ تعالیٰ کے ہتھے سے ایک ایک چیز کو جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پر ان پانچ اسمائے حسنی کی جگلی فرمائی۔ اور حضور پر احسان فرمایا۔ جس طرح ہم پر حضور ﷺ کو مجموعت فرمائی کر احسان فرمایا اس لحاظ سے اس آئیہ کریمہ کے مفت ہیں۔

حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ: اس میں شیخ نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بعض اسمائے مبارکہ سے موسم ہیں۔ ہمارے والد مکرم قدس سرہ المعنی نے اپنی کتاب سقطاب ”سرور القلوب فی ذکر الحبوب“ میں حضور ﷺ کے سرشناس اسمائے مبارکہ لکھے ہیں۔ ہم نے اپنی تالیف ”کتاب الفردوس من الاسماء الحسنی“ میں بھی ایک معقول تعداد کا اضافہ کیا ہے۔ پھر جن محدثین نے حضور ﷺ کے ان اسماء مبارکہ کو روایت کیا ہے اور جہاں جہاں سے وہ نام اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کو عطا فرمائے ہیں اس کے حوالے دیے گئے ہیں۔ ”المواهب اللذینیة“ اور اس کی شرح از علماء زرقانی کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں یہ تمام اسمائے مبارکہ ملتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک نقش حدیث بیان فرمائی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے خدمت القدس میں حاضر ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں یہ چار اسماء گرامی پیش کیے۔ پھر ہر ایک نام کی تشریع اور تفصیل بیان کی اور ہر ایک کی وجہ بھی بیان کی۔ ”امامہ بیہقی“ سونی برکت ملی صاحب سالار دہلی ۲۳ جنوری ۱۹۹۰ء نے چار تینہ اور خوبصورت جلد دوں پر مشتمل ایک کتاب شائع کی ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہزار اسماء گرامی جمع کیے ہیں۔ (فاروقی)

علام ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے "شرح شفاء شریف" میں لکھا ہے کہ تمدنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور سلام کرنے کے بعد کہا: "تم پر سلام ہو، اسے اول! تم پر سلام ہواے آخر! تم پر سلام ہواے ظاہر! اور تم پر سلام ہواے باطن"۔ میں نے ان خطابات کو سننے کے بعد کہا: یہ خطابات تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: بیشک یہ اوصاف صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں مگر اس نے آپ کو اپنے یہ اوصاف عطا فرمائے اور فضل سے نوازا ہے اور تمام انبیاء و مرسیین کے علاوہ آپ کو ان اوصاف سے مشفع فرمایا ہے۔

آپ کے لیے اس نے اپنے ناموں سے نام تجویز فرمائے اور اپنی صفات سے آپ کی صفت بیان فرمائی ہے۔ آپ کا نام "اول" رکھا کیونکہ آپ پیدائش کے لحاظ سے اول الانبیاء ہیں، آپ کا نام "آخر" رکھا کیونکہ آپ زمانے کے لحاظ سے آخر الزماں رسول ہیں۔ آپ کی اپنی امت اور سابقہ انبیاء کی اتنیں آپ کے بیچھے ہوں گی۔ آپ کا نام "باطن" رکھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ سرخ نور سے عرش کی پیشانی پر لکھا۔ آپ کے والد جناب آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے ہی آپ کا ام گرامی عرش الہی پر گونج رہا تھا۔ مجھے ختم ہوا ہے کہ آپ پر درود وسلام پیش کروں۔ اور میں درود وسلام پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ہزار باریں بعد آپ کو معموث فرمایا۔ آپ بشیر بھی ہیں اور نذر بھی۔ آپ کو تمام ادیان عالم پر ظاہر اور غالب فرمایا۔ آپ کی شریعت تمام مذاہب عالم پر ظاہر کر دی گئی۔ آپ کو زمین و آسمان کی تلوقات پر فضیلت دی گئی۔ آپ کا

اطاعت گزارو، ہی ہو گا جو آپ پر درود بھیجے گا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمود و جل: آپ کارب محسود ہے آپ محمد ہیں۔ آپ کارب اول ہے آخر ہے ظاہر اور باطن ہے۔ آپ بھی اول ہیں آخر ہیں۔ ظاہر ہیں اور باطن ہیں۔ یہ بات سن کر حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کی جس نے آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی۔ حتیٰ کہ اپنے اسماء و صفات سے متصف فرمایا۔

سیدی عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب "درة الغواص" اور "جوہر الدرر" میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی شان بے مثال اور بے نہایت ہے اور راز میں جامع اور مظہر میں لامع ہیں۔ آپ ہی اول ہیں آپ ہی آخر ہیں آپ ہی ظاہر ہیں آپ ہی باطن ہیں۔

ہم نے اس بحث کو اس جملہ پر روکا تھا کہ اللہ تعالیٰ درود بھیجے ان پر جو اول ہیں، آخر ہیں، ظاہر ہیں اور باطن ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا داتا اور جانے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **وَلِكُنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ الْبَيِّنَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ط** (سورۃ الاحزاب) اگر آپ ان آیات الہی کے حقائق پر بحث کریں تو میں واضح کروں گا کہ ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا۔ روشن قرینہ یہ ہے کہ یہ ضمیر حضور ﷺ کیلئے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس موضوع پر مزید وضاحت فرماتا ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُغَرَّرُوهُ وَتُنَوَّقُرُوهُ وَتُسَبَّخُوهُ بُكْرَةً وَأَصْبَلَأَطْ (سورۃ الفتح)

ترجمہ: بیٹک ہم نے آپ کو ایسا رسول بنایا کہ بھیجا جو حاضر بھی ہے، خوش خبری دیتا ہے اور ذرنا تا نما، عشق وستی میں وہی اذل وہی آخر وہی قرآن وہی فرقاں وہی سنسی وہی ظاہر۔ (علامہ اقبال)

ہے۔ تاکہ اے لوگو! تم ایمان لاو اللہ پر اس کے رسول پر۔ رسول اللہ کی تعظیم کرو۔ تو قیر کرو اور اللہ کی تسبیح کرو صبح و شام۔

تَعْزِيزُهُ وَتُؤْفِرُهُ کی خبریں رسول اللہ ﷺ کی طرف ہیں اور **تَسْبِحُهُ** کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے تبھی وجہ ہے۔ قاری حضرات شوافروہ پر پہنچ کر رک جاتے ہیں۔ وقف کرتے ہیں اور اس سے ضمائر پر کسی قسم کے انتشار کا شਬہ نہیں ہوتا کیونکہ پا کی تو اللہ کی ذات کے لیے ہے اور تسبیح بھی اسی سے مختص ہے۔ اس صفت کو نبی کریم ﷺ سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اسے صرف اور صرف اللہ ہی کی طرف منسوب کیا جائے گا۔

جواب چہارم: ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مصنف نے بقول آپ کے تمام ضمیریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے منسوب کر دی ہیں مگر ہم کسی کی نیت اور دل کے ارادوں پر حکم نہیں لگا سکتے۔ صرف اتنی بات پر معنی پہنانا کہ کسی کو کفر کا حکم لگانا اور مصنف کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا الہاں کا انصاف ہے۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور ﷺ کے علمیں ہونے پر کسی مسلمان تو کیا کسی کافر کو بھی اختلاف و انکار نہیں۔ جیسے حضور ﷺ کے احوال سے معمولی واقفیت بھی ہو وہ حضور ﷺ کے علمیں ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ رہایہ مسئلہ کہ کل کا لفظ استعمال نہ کیا جائے تو میں اس ضمن میں عرض کروں گا کہ قرآن کریم نے متعدد مواقع پر کل کا لفظ استعمال کیا ہے۔

۱۔ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ترجمہ: اور اللہ کل شی، کام عالم ہے۔

یہ لفظ جملہ مفہومات پر حاوی ہے۔ و ادب مکمل و محال ہے۔ اسے تمام اصولیوں نے بھی متفق طور پر تسلیم کیا ہے کہ کوئی عام ایسا نہیں جس میں کوئی نکوئی تخصیص نہ پالی جاتی ہو۔

۲۔ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ترجمہ: بیشک اللہ کل شی پر قادر ہے۔

یہ قدرت ان ممکنات پر شامل ہے۔ خواہ وہ موجود ہوں خواہ معدوم ہوں۔ ہم نے اس موضوع پر اپنی کتاب سُبحانَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ عن عَيْبِ الْكَذَبِ مُفْبُوحٍ میں بڑی تفصیلی آفٹگوکی بے۔ کیونکہ اگر واجب پر قادر ہو تو خدا نہیں رہے گا۔ اگر حال پر قادر ہو تو من جملہ حال اس کا فنا ہونا بھی ضروری ہے۔ اس پر قادر ہو گا تو اس کی فنا ممکن ہے تو اس کا وجود واجب نہ ہو گا تو خدا نہ رہے گا۔

۳۔ اللّٰہُ بَكُلُّ شَيْءٍ بِنَصْرٍ۔ ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کل شیء کو دیکھ رہا ہے۔

یہ جملہ صرف موجودات کو شامل ہے۔ جن میں ذات، صفات الٰہی اور ممکنات داخل ہیں۔ ان میں حالات و معدومات نہیں ہیں کیونکہ معدوم تو نظر آنے کے قابل نہیں۔ ہمارے علماء کرام نے عقائد کی کتابوں میں اس نکتے کی تشریع کی ہے۔ خصوصاً سیدی عبدالغنی نابلسی نے اپنی تصنیف "مطلوبہ دفیہ" میں بڑی تفصیل سے بحث کی ہے۔

میں وضاحت کروں گا کہ بہت سی ایسی چیزیں نظر آتی ہیں جو واقع میں موجود نہیں ہوتیں۔ شعلہ بَدَالِ اللّٰہِ میں دائرہ، برستی ہوئی بارش کے قطروں میں لکھریں، سر کے چکرانے میں گھر کا چکرانا ایسے موقع پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی نظر نے خطا کی ہے۔ اس کی نظر کو دھوکا ہوا ہے۔ جو چیزیں دکھائی دے رہی ہیں۔ وہ اسکی نگاہ کی غلطی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہ کسی غلطی اور دھوکے سے پاک ہے۔

۴۔ اللّٰہُ خَالقُ كُلُّ شَيْءٍ۔ ترجمہ: اللہ کل شیء کا خالق ہے۔

یہ بات ان ممکنات میں شامل ہے۔ جس کا کسی زمانے میں وجود ہو۔ واجب اور محال کو نہیں۔ پھر اس ممکن کو بھی نہیں۔ جونہ کبھی ہوا تھا۔ نہ ابد الآباد تک کبھی ہو گا۔

۵۔ وَكُلْ فَيْ وَأَخْفِيْنَاهُ فِيْ إِمَامٍ تَرْجِمَهُ هُرْجِيزْ هُمْ نَعْثَارَكَرْدِيْ هُبَّهُ اِيْكَ رُوْشَنْ پِيشَوا
مُبَيْنَ اُورِ اِمامَ مِيلَ۔

یہ آیات صرف ان چیزوں پر مشتمل ہیں۔ جوازل سے آخر تک ہوئیں اور ہوں گی
ان میں غیر تناہی علوم نہیں ہیں کیونکہ تناہی تو محدود ہوتا ہے۔ وہ بعض حدود میں گھر جاتا ہے
اوہ وہ غیر تناہی کو گھیر نہیں سکتا۔ مندرجہ بالا دلائل میں ہم نے قرآن کی پانچ آیات پیش کی
ہیں۔ پانچوں جگہ ایک ہی لفظ کل کا استعمال ہوا ہے۔ لفظ ایک ہے ہر جگہ اس سے عموم ہی مراد
ہے گھر ہر بات نے اتنی کثیر چیزوں کا احاطہ کیا ہے۔ جو اس کے دائرہ میں ہیں وہ چیزیں جو
اس سے باہر ہیں۔ اور اس کی قابلیت نہیں رکھتا اس بات پر کوئی عقلمند اور دانشور شکن نہیں کر سکتا
چہ جائیکہ ایک فاضل اور قرآن کا عالم!

ہم سابقہ صفحات پر یہ ثابت کر آئے ہیں کہ قرآن عظیم کی آیات اور صحاح کی
احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم پر ناقص ہیں۔ روز اول سے آخر تک جمیع ما
کانَ وَمَا يُمْكُنُ يعني تمام مكتوبات لوح محفوظ کا علم ہمارے نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے اور
علماء کرام نے اس مسئلہ کی تصریح بھی فرمائی ہے۔

حضرت علامہ علاء الدین مفتی رحمۃ اللہ علیہ نے الد رالحق رکھی ہے اور واضح کیا ہے
کہ بعض اسماء جو خالق و مخلوق میں مشترک ہیں ان کا بولنا جائز ہے۔ صرف ایک بات سامنے
رکھی جائے گی کہ مخلوق کے لیے اس کے معانی اور لیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی؛ اس کے
لیے اور ہوں گے۔ یہ بات کہ کل شے کا عالم ہے۔ جب اللہ کی طرف منسوب ہوئی تو پہلے
معانی یعنی ذاتی اور کلی ہوں گے لیکن جب یہی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہوئی

تو اس سے مراد عطائی اور انعامی معانی ہوں گے۔ ایسے نظریہ میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ جواب چشم: ہمارے آقائ شیخ محقق عبد الحق محدث بخاری دہلوی قدس سرہ جواہت احادیث کے جمل علماء اور اکابر اولیاء میں شمار ہوتے ہیں ان کی شہرت علمی سے کافی اور مکان بھرے ہوئے ہیں۔ ان کی علمی خوشبوتوں کی مہک سے عالم اسلام کے شہر اور میدان مہک اٹھے ہیں۔ ہمارے علماء مکہ بھی ان کی جلالت شان اور رفتہ علمی سے آگاہ ہیں۔ حضرت شیخ محدث کی گزار قدرت تصنیف عالم اسلام میں داد چیز حاصل کر پچھی ہیں۔ لوگوں نے دینی معاملات میں ان کتابوں سے بے پناہ فائدہ اٹھایا ہے۔ ان میں "اللمعات التفیح شرح مشکوہ المصابیح" ، "أشعة اللمعات" چار جلدیں، جذب القلوب، شرح سفر المساعدة ودو جلدیں، فتح المنان فی تائید مذهب العمان، شرح فتوح الغیب، حضور نبی کریم ﷺ کے احوال پر "دارج المقوت" دو جلدیں، اخبار الاخیار، آداب الصالحین، اصول حدیث پر ایک مختصر رسالہ اہل علم کے مطالعہ میں آچکی ہیں۔ حضرت شیخ کی وفات کو تقریباً تین سو سو سو گزر چکے ہیں۔ آپ کا مزار دہلی میں مرجع ظلائق ہے اور لوگ رو طالی برکات حاصل کرتے ہیں۔ اس امام جلیل القدر والغیر قدس سرہ نے اپنی کتاب "دارج المقوت" کا آغاز اسی آیہ کریمہ سے کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس طرح یہ کلامات اللہ کی حمد و شان بیان کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں اپنی حمد بیان فرمائی۔ اسی طرح اپنے محبوب مکرم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو بھی بڑے محمود اور مطلوب ناموں سے یاد فرمایا ہے۔ قرآن حکیم اور احادیث قدسی میں ہزاروں امامے حسنی

۱) ان تصنیفے علادہ "محمد دہلوی" مونوگ جناب طیق احمد نقاشی ملاحظہ فرمائیں۔ جس میں آپ کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تصنیفی تفصیل دی گئی ہے۔ (فاروقی)

جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب فرمایا ہے۔ نور، حق، حلم، حکم، مومن، بھیجن، ولی، ہادی، روف و رحیم کے علاوہ ہزاروں مشترکہ نام بیان فرمائے گری چاروں نام خصوصیت سے حضور کو عطا فرمائے گئے۔ اول، آخر، ظاہر اور باطن ایسے ہی اسماء حسنی میں سے ہیں۔ ہر نام کی وجہ اور شرح بھی بیان فرمائی اور حضور ﷺ کو ہر شے کا عالم قرار دیا۔

حضور ﷺ علی رحمۃ الرحمٰن فرمدی: من کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کئی شانوں اور مراتب سے نوازا ہے۔ ان میں صفات حق کے احکام، اسماء، افعال اور آثار غرضیکہ جمیع اشیاء کا علم عطا فرمایا۔ حضور ﷺ نے جمیع علوم اول و آخر ظاہر و باطن کا احاطہ فرمایا۔ آپ اس آیت کریمہ کے مصداقی کامل ہیں: فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ غَلِيظٌ هُرُمٌ وَالْأَلَّابِيَّةُ۔ علیہ من الصلوات الفضلها ومن التحيات اکملها۔

اگر حضور ﷺ کے ان اوصاف کریمہ کا اظہار شریعت میں جرم ہے تو میں کہوں گا حضرت محمدؐ دہلوی کا گناہ تو ہمارے مجیب سے بڑھ کر ہوگا، حالانکہ فاضل مجیب کے وہی امام ہیں اور وہی پیشوائیں۔ کیا حضرت محدث پر بھی آپ حضرات حکم کا نے کی جسارت کریں گے؟ کیا معاذ اللہ وہ بھی تمہارے تھوڑی کی زدمیں آکر کافر کہلائیں گے؟ حاشا اللہ کیا وہ بھی مگر اہ کر کہلائیں گے؟ کیا وہ عالم اجل، دین کے ستون اور حضور ﷺ کے علم کے وارث نہیں ہیں؟ اس کا جواب اگر نہ ملا۔ تو ہم ان نقاب پوشوں کے منہ پر سے پڑتے اٹھا دیں گے۔

حریت تقریغ: یاد رہے کہ ہر زمانہ میں اللہ کے خلفاء مقرر ہوتے رہے ہیں۔ یہ سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم ظاہری سے دنیا میں ظہور لانے تک جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آخرین خلیفہ حضور مکرم نور بجسم ﷺ تھے۔ آپ اس کائنات پر درخشاں آفتاب کی طرح ظاہر ہوئے۔

ہر نور آپ کے نور کے سامنے ماند پڑی گیا۔ ہر روشنی آپ کی ضیاؤں میں گم ہو گئی۔ ہر حکم آپ کے حکم کے سامنے بے اثر ہو گیا۔ تمام شریعتیں اور ادیان عالم آپ کے دین کے سامنے منسوخ ہو گئے۔ آپ کی امامت اور عظمت ظاہر ہو گئی۔ آپ ہی اول، آپ ہی آخر، آپ ہی ظاہر، آپ ہی باطن نہ ہے۔ وہی ہر چیز کا علم لے کر آئے۔ یہ آیتہ کریمہ ”سورۃ الحجۃ“ میں آپ کے علوم کی شہادت لے کر جلوہ گر ہوتی ہے۔ حدید (لوبہ) میں بھی بھی ہے اور لوگوں کے لیے نفع بھی۔ حضور ﷺ کی بعوث ہوئے تو ایک تواریخ تھے۔ دنیا پر چھائے تو رحمت کی بارش تھے۔

آیتہ کری حضور ﷺ کی بعوث ہے: علام نظام الدین نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ”غواصب الابیان و غایبۃ الغرقان“ میں آیتہ انکری کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے اور بیغناہ میں بنی اندیشه کو حضور نبی رَمَّعْ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی دلیل کے طور پر بیان کیا ہے۔ من دا الَّذِي يُشَفِعُ عِنْهُ إِلَّا بِذِنِهِ کو حضور ﷺ سے یہ منسوب کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کون ہے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت کرے گا؟ وہ اللہ کا بندہ خدا کا محظوظ اسی اجازت یافتہ شفاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس وحدہ کے مطابق آپ کو یہ بشارت اس وقت پریٰ رہے دکھانی جائے گی جب آپ متاہ محیود پر جلوہ فرمابھوں گے۔ یعنی محمد رسول اللہ و تمام احوال جانتے ہیں۔ بنی اندیشه جو آپ کے سامنے ہیں۔ ابتدائی امور سے قبل اور مخلوق کے پہیہ اش سے بھی پہنچے۔ وہاں حل ہمہ ہو۔ آپ کے بعد قیمت تم کے حالات ظاہر ہونے والے ہیں۔ وہاں پہنچے مطلقاً خدا وہم سے ادوں کی سرزیوں، معالات اور دنیا یات و بانے ہیں۔ آپ سب انبیاء، رام کے حالات اور خبریں بیان فرمائیں گے۔ آپ ہی آخرت کے تمام امور کو جانتے ہیں۔ جنت و جہنم کے حالات ان کے سامنے ہیں۔ مامبوک ان حالات سے پہنچیں جانتے باں صرف اتنا جانتے ہیں الہم اشاء جتنا بھی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے ہیں جتنے علوم احوال آپ کے صدقے امت تک پہنچیں۔ وسبع نکرستہ السمات والارض آپ کی دستی ہے۔ زمین و آسمان عرش و فرش اپنی تمام وسعتوں کے باوجود بیوں ہیں جیسے آسمان کے نیچے ایک محلہ پڑا ہوا ہو۔ ولا یشودہ حفظہم۔ روح انسانی کے لیے آسمان و زمین کے اسرار کا تحفظ گرا نہیں ہے۔ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کھادیے تھے۔

اب ہم معاذین سے سوال کرتے ہیں کیا حضرت ملامہ نیشاپوری کی تفسیر اور
وضاحت بھی کفری ہے۔^۱ (العیاز بالله)

میرے تلاذات: میں نے جب نیشاپوری قدس سرہ کی تفسیر میں یہ مقام پڑھا تو یہ رے دل پر
القاء ہوا کہ ان کی تشریع کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے من ذا الذی یشفع عدہ الا بادنه
میں حضور ﷺ کی ذات کریمہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور آپ ہی کو شفاعت کی اجازت
سے نوازا گیا ہے۔ آپ ہی کو باب شفاعت کی اجازت سے نوازا گیا ہے۔ آپ ہی باب
شفاعت کھولیں گے۔ آپ کے سوا کوئی دوسرا الا بادنه کا مستحق نہیں۔ سوال کرنے والا یہ
بات معلوم کرنے میں کوئی وقت محسوس نہیں کرتا کہ بارگاہ الہی میں شفیع کے لیے اس بات کے
بغیر چارہ کا رہنیں کہ وہ پہلے اس شخص کے حالات سے پوری طرح واقف ہو جسکی شفاعت کرنا
مقصود ہو۔ جس جس کی شفاعت کرتا ہوگی۔ اس کے ایمانی مراتب، اعمال باطنہ و ظاہرہ کے
بارے میں پورا پورا علم ہو گا۔ جو شخص شفاعت رسول کا اہل ہے، کہ آپ ہی کی شفاعت فرمائیں
گے۔ پھر حضور ﷺ کو یہ بھی ملم ہو گا کہ اسے اس لغوش پر شفاعت درہ رہتے۔ اس لیے اس
تم کی شفاعت ضروری ہے اور وہ کس حد تک شفاعت کا رہا۔ اسے اور کون ہی تحریک شفاعت
لیجاتے۔ اہل حضرت امام بیہد مصنف محدث زمانہ اللہ طیب نے قیام مین نو وے ۱۹۰۱ء ان قسمی حیں۔

کا حقدار ہے۔ پھر کوئی شفاعت بارگاہی میں اسکی نجات کا باعث ہن سکے گی کیونکہ شفاعت کی بزاروں فتحیں ہیں۔ اس کے موقع اور مقامات ہیں۔ اگر شفاعت کرنے والے کو علمی نہ ہو تو وہ کیا شفاعت کرے گا؟

لَا يَكُلُّمُونَ أَدْ— أَذْنَ لِهِ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا— (سُورَةُ الْأَلْفَاظِ: ٢٥)

ترجمہ: ”کوئی بات نہ کرے گا مگر جس اللہ حسن نے اذان دیا اور وہ نحیک شھاک بولا“۔ یہ اب ازت حضرت محمد رسول اللہ کوئی ملی۔

سارے جہانوں کے علوم پر حاوی: نبی کریم ﷺ ہی سارے جہانوں کے علوم پر حاوی ہیں۔ آپ ہی باشبہ تمام جہانوں کو جانتے ہیں۔ آپ ہی یہ چیزوں کو ہر آن میں پہچانتے ہیں بیغلم ما بین اندیہم آپ ان تمام چیزوں کو جو آپ کے سامنے ہیں جانتے ہیں۔ ما کان جو آپ سے پہلے تھاماً یکون جو آخر زمانے تک ہوگا۔ یہ تمام علم عطا کرنے والے رب نے آپ کو بتا دیا تھا۔ ہم سابقہ صفحات پر اشارہ کیجئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہی چیز رہش کر دی۔ جو روشنَ رُنَا ضروری تھی جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے سابقہ انبیاء، کرام پر وہش کی تھیں۔

حضرت سید نبیر نے سب چھ جان لیا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے جان لیا اور حضور مسیح نبیر کو ان تمام چیزوں کا وہ ادراک ہو گیا جو دوسروں کو نہ ہوا تھا۔

لَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمٍ هُوَ أَكْلُ عِلْمٍ سَبَقَهُ نِسْبَتُهُ إِذْنٌ
لَّئِنْ أَهْرَجْتَ نَدَارَةً فَلَمْ يَأْتِ مَعَهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا كَانَ مَعَهُ

يأيها الشمس العصي هم كواكبها يظهرون انوار و ما للناس في الظلم

آپ مسندہ کی بزرگی کا آفتاب ہیں۔ دوسرے تمام ستارے ہیں جو لوگوں پر اپنے

انوار پھیلاتے رہتے ہیں مگر یہ سارا نور حضور ﷺ کے جسم نور سے ہی حاصل ہوتا ہے۔
 حضور ﷺ کی شفاعت کی دعائیں: حضور ﷺ کے مشفوع لئے میں اولین و آخرین کی اتنی
 کثرت ہے کہ ان کا حصر اور شمار کیا ہی نہیں جاتا۔ ان تمام کے آپ ایک ہی شفیع ہیں۔ ایک
 شخصیت ہیں آپ کا سینہ نہ کبھی بُنگ ہوتا ہے۔ آپ شفاعت کرنے سے اکتاتے ہیں
 - حضور ﷺ کا سینہ کیسے بُنگ ہو سکتا ہے۔ بِسْ وَسْنَ نَزِيلَةُ الْمُنْوَتِ وَالْأَرْضِ كی بشارت
 آپ کوٹی ہے۔ آپ کے سامنے تو آسانی سے اور زمینوں کی دعائیں بیچ ہیں۔ کیا کوئی بد بخت
 سے بد بخت انسان بھی یہ تصور رسماء ہے کہ حضور ﷺ کے قلب کریم جس کے سامنے عرش کی
 دعائیں یوں مدد دیں جیسے آسانوں کے سامنے ایک پھر۔ کیا آپ شافعِ محشر نہیں ہو سکتے۔
 ہم لوگ محسوس کر سکتے ہیں کہ اتنی کثرت مخلوق میں سے شاید کوئی آپ کو بھول جائے مگر قرآن
 نے جواب دیا یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ان دونوں آسان و زمین کی حفاظت اور ان کے درمیان
 تمام بنتے والی مخلوق کی مگر انی آپ کے ذمہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فعل سے آپ کو
 شفاعت کی قوت عطا فرمائی۔ آپ کی شفاعت کی دعست کا اندازہ اللہ کے علاوہ کوئی نہیں کر
 سکتا۔

مندرجہ بالا کلام کتاب "از لذة الاوہام" سے ملئھا پیش کیا گیا ہے۔ ہمیں امید ہے
 کہ ہر وہ شخص جو حضور ﷺ کے دامن علم سے وابستہ ہے اسے اس تحریر سے خوشی ہو گی اور اسے
 قلبی اور رہنمی فرحت حاصل ہو گی۔ وَصَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ أَٰٰلِهِ وَسَلَّمَ۔

وضاحت:

میں اس مقام پر وضاحت کر دیتا ہوں کہ مجھے ان آیات کے ان معانی
 اور تفسیر سے مکمل اتفاق نہیں ہے اور نہ ہی علامہ مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا دعویٰ کیا ہے لیکن

یہ گفتگو ان تاویلات حسنہ اور اشارہ پر مشتمل ہے جو اہل حق اہل باطل کے لیے پیش کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةَ بَيْتًا فِيهِ قَلْبٌ فَرَشَّتَهُ اسْكُنْرِمِنْ دَاخِل نہیں ہوتے جہاں کتا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دل (قلب) ملاجکہ اور تجلیات النبی کا مکر ہے اور کتا تو شہوات و نجاست کی جگہ ہے۔ اہل بصیرت نے ان معانی اور تاویل سے کبھی انکار نہیں کیا۔ البتہ حضرات باطن اپنے کمال ایمان و عرفان کی بنابرائیے معانی کو پسند کرتے ہیں۔ علامہ سعد الدین نقشبازی نے ”شرح عقائد“ میں بسا اوقات ایسے نکتے بیان فرمائے ہیں جو اگرچہ بعید اور غریب ہوتے ہیں مگر لطیف ہوتے ہیں۔ ظاہر میں علماء تو ان پر تنقید کرتے ہیں اور ان کی غلطیاں بیان کرتے ہیں۔ مگر کٹڑی، کھیرا، بعض دوداگک کی صورت میں قول کیا جاتا ہے۔ ایک چیز دوسری چیز کے ساتھ خود بخود بیان ہو جاتی ہے۔ قلب بھی ایک مقام ہے جو نصیحت قبول کرتا ہے۔ بسا اوقات دل کی گہرا ایساں لیلی و سلمی جیسی مشوش قان خیالی کی مدح میں رنگ تغون سے بھی محظوظ حقیقی خصوصاً سید الانبیاء کی نسبت سے لطف اندوڑ اور سبق آموز ہوتی ہیں۔

تفسیروں میں ایسا لکھا گیا ہے کہ اَنْ تَعْذِدَ اللَّهَ كَانَكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاهُ ترجمہ: تم اللہ کی عبادت ایسے کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو یوں محسوس کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ بعض عارفین امت دوسرے تراہ پر رک گئے۔ انہوں نے سوچا انکہ اَنْ لَمْ تَكُنْ۔ اگر تم ایسا نہ کرو۔ یعنی تو اپنے نفس سے فنا ہو جائے تو اب اسے دیکھے۔ پھر تو مقام مشاہدہ پر پہنچ جائے گا کیونکہ تیرا نفس ہی تیرا حجاب ہے جسکی وجہ سے تو مشاہدہ حق سے محروم رہتا ہے۔

اس مقام پر علامہ ابن حجر عسقلانی نے اعتراض کیا ہے کہ اگر ان بزرگان دین کی

تاویل اور معانی کو درست مان لیا جائے تو قرآن میں الف نہ ہوتا۔ اور اس طرح ہوتا۔ فانہ
بساک۔ کیونکہ اس کا ماقبل سے کوئی ربط نہیں۔ پھر حدیث کے الفاظ کی روایات پر درپے
لائے جو اس تاویل کی محمل نہیں ہیں کہ اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے۔

اس بحث پر حضرت محدث دہلوی علامہ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے "معات شرح
محلکوۃ" میں یوں جواب دیا ہے کہ الف کامفارع مجروم میں باقی رہنا ایک مرجد لغت میں
ہے اور اسی بناء پر برداشت ابن کثیر قول الہی میں آذیلۃ معنا خذلہ یزتع و ینتع اور قول الہی
ذمُنْ يُتَقَّى وَيُضَرِّ بُغْیٌ ایسے ہی ہیں۔ ایک شاعر کا یہ شعر بھی اسی امر کا اظہار کرتا ہے۔ الہم
یا تیک وَ الْأَنْهَاءُ تُعْنَی:

خوبی حضرات جانتے ہیں کہ جب ماضی کی شرط ہو۔ تو جزم و جبر۔ بسب نہیں۔
اگرچہ معنی جیسا کہ یہاں ہے۔ فانہ بساک امکان زندگی پر دلالت کرتا ہے مگر دیدارِ الہی کا
امکان بھی پایا جاتا ہے۔ یعنی ہمارا اللہ تعالیٰ کو جہت و مکان خروج شعاع وغیرہ کے بغیر دیکھنا تو
ثابت ہے۔ مگر علماء عربی نے ان معانی کو مختلف زاویوں سے دیکھا ہے یہ ایک ایسی چیز ہے جو
ان کے بواطن پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہ کیفیت غلبہ حال محیت و فناں کے دلوں پر وارد ہوتی
ہے۔

ہم اس بحث کو اختصار کے ساتھ بیان کیساختے ہوئے یوں کہ سکتے ہیں جس طرح
علام سلطانی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری نے اپنی مشہور کتاب "مرقات شرح محلکوۃ" میں رد کیا
ہے مگر انہوں نے ابواب اول اور ہالٹ میں منفصل مفصل مفصل کیا ہے۔ اور آپ نے جواب ہالی پر
بحث نہیں کی۔ صرف اتنا کیا کہ جو کہا گیا ہے اس کے موافق نہیں ہے۔ فانہ بساک تو سابق
کلام سے تعلق رکھتا ہے اگرچہ اس کا تعلق لاحق سے بھی ہے۔ میں اس مقام پر بعض شار میں

سے اتفاق نہیں کر سکتا۔

بعض روایات میں یوں ہے کہ فائدک ان لا نہراہ فدائہ براک تو اگر اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے فان لم تُمْسِكْ فَإِنَّكَ بِرَأْكَ میرے نزدیک ارتباط کی کتنی اور وجہ بھی سامنے آتی ہیں۔ فدائہ براک مجھے امید ہے کہ یہ کوئی لطیف تر اور نیس ترین ہے۔ جس طرح ہم یہ کہتے ہیں۔ فان لم تُمْسِكْ أَكْرَقْتُهُ إِلَيْهَا وَرَفَقًا ہو جائے۔ اس کی شہود کی خواہش میں تراہ تو اسے دیکھے گا اور مراد کو ہٹانے جائے گا۔ فدائہ براک بیک وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور تجھے سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں۔ توجب اس نے تجھے دیکھا تو تو نے اپنی جان اس کے لیے فا کر دی۔ وہ کسی کوتا امید نہیں کرتا کیونکہ تو مقام احسان تک ہٹانے گیا ہے اور اللہ تعالیٰ حسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

ایک دوسرا نکتہ یوں سامنے رکھیے۔ فدائہ لم تُمْسِكْ تُو أَكْرَقْتُهُ إِلَيْهَا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ توفا ہو گیا وہی باتی ہے۔ اب وہی اپنی ذات کا دیدار کرنے والا ہے۔ اور کیونکہ دیکھے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور تو یقیناً توفا ہو چکا ہے۔ جب توفا ہو جائے پھر ہی اسے دیکھے سکے گا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اس کی آنکھ کا کوئی پر دہ نہیں ہے۔ فدائہ براک تو وہ بیک تجھے دیکھ رہا ہے اور تو ایک صورت خیالی خواب میں آنے والی پرتو جملی عکسی وظیلی میں سے ہے۔ تو کسیے حسن حقیقی کو اور جمال اصلی کو نہ دیکھے سکے گا۔

امام قثیری رضی اللہ عنہ نے اپنے رسالہ میں حضرت سید بن رضی علی کی سند سے لکھا ہے کہ حضرت ابو سليمان دمشقی نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے "سحر بری" کی آواز سنی تو غش کھا کر زمین پر گرم کئے۔ جب ہوش میں آئے۔ دوستوں نے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آواز آرہی ہے۔ سحر بری یعنی کسرہ بر را اور وہ نیکی اور احسان ہے۔ اگرچہ

طواف کرنے والے اسے پتھ بپڑھتے ہیں۔ ”کتاب مرقی فی مناقب سید محمد شرقی“ میں
فاضل مصنف عبد القادر ابن محمد ابن احمد ابن عبد القادر (جو سید محمد شرقی کے نواسہ تھے) نے تلاحتا
کہ ایک شخص مصر کی مگیوں میں نوکرا بھرا سر پر رکھ کے آواز لگاتا تھا ”سحر بری“ اس صد اکواں
تعالیٰ کے تین بندوں نے سن اور اس کا علیحدہ علیحدہ مطلب لایا۔ ایک جواب بداشت میں سے
تحانے سحر بری کا مطلب یہ لیا کہ تو کوشش کرو اور میری اطاعت نہ تاجا۔ تمہیں میری کرامت
کی عطا کیسی دکھائی دیں گی۔ دوسرا متوسط آدمی تھا اس نے سمجھا یہ شخص سحر بری کہہ رہا ہے جس
کا مطلب یہ ہے کہ میری بھلائی کس قدر وسیع ہے جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اور میری
اطاعت کرتا ہے وہ مجھے پالے گا۔ تیسرا اہل نہایت سے تھا۔ اس نے سمجھا کہ یہ کہہ رہا ہے۔
الساعة تری بری یہ تینوں بزرگ اس ایک جملے سے اپنے اپنے ذوق کے مطابق وجد میں
آگئے۔

”احیاء العلوم“ میں حضرت امام غزالی نے لکھا ہے کہ بعض اوقات ایک سمجھی بھی عربی
شعر پر جھوم احتا ہے اور اسے بھی وجد آ جاتا ہے کیونکہ عربی کے بعض حروف سمجھی طرز اور وزن
پر ہوتے ہیں۔ اُرچے انکا مفہوم کچھ اور ہوتا ہے مگر سمجھی اس مترجم آواز سے ہی اطف اندوز ہو
جاتا ہے ایک شعر ملاحظہ فرمائیں:

ما زارني في النوم الا حاله
لقللت له اهل او سهلاً من رحبا

میں نے اسے خواب میں خیالی حالت میں، یعنی آہ میں نے اسے بنا احتا۔ بنا
مرجا! اس شعر پر ایک ایسا شخص جو عربی سے نا، اتفق تھا۔ وجد میں آئی۔ اُوں نے اسے
پوچھا: تم کیا سمجھے؟ اس نے بتایا: اس کا مطلب یہ ہے ما زار ام رَمْ نے لے قیب ہوں۔

(زارہ بیان فارسی بلاکت کے ہوتے ہیں) اسے خیال آیا کہ ہم سارے موت کے کنارے پہنچ چکے ہیں تو اس نے اسے اپنے معانی پہنا کر مطلب حاصل کر لیا۔ ہم مندرجہ بالا صفات میں آیے کریم کی تشریف نہیں کر رہے۔ بلکہ یہ بات واضح کر رہے ہیں کہ مفسرین اور شارحین بسا اوقات اپنے طور پر مختلف معانی بیان کرتے ہیں۔ درحقیقت ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جو لوگ ذات مصطفیٰ ﷺ سے محبوب اور نادا افت ہیں۔ انہیں آپ کے علم و اور ذات سے اتنی بھی واقفیت نہیں جتنا ایک عام پڑھالکا انسان رکھتا ہے تو وہ مقام مصطفیٰ کو کیسے پائیں گے۔ علمائے ظاہر تو اپنی جگہ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اولیاء کرام کو جو اسرار عطا ہوتے ہیں اس کا اور اک ایسے ظاہر میں ملا، کوئی طرح ہوگا؟ یہ لوگ مسلمانوں کی تحریر سے نہیں ذریتے اور اپنی جمالت سے ان کے ایمان سے انکار کرتے چلتے جاتے ہیں اور پھر اس انکار پر اصرار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو راہِ بدایت پر نہیں لاتا۔ ان لوگوں کا مختلف علم کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نور۔ یہ محروم ہیں۔ وہ نور بصیرت نہیں پا سکتے۔ نسال اللہ العفو والغافلۃ

دوسرا سوال: محبیب کا یہ جملہ کہ حضور نبی رَمَضَنْ صَلَّی اللَّهُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖۤ اٰلِہٖۤ اٰلِہٖۤ رَبِّہِ وَسَلَّمَ ازد سے ابتدک جو کچھ ہوا اور بھوکا سب کچھ جانتے ہیں مخالفین کے لیے حیران کن اور قابل اعتراض ہے۔ میرے خیال میں ان لوگوں نے محبیب کے کلام کا ترجمہ کرتے وقت خطا بحث سے کام لیا ہے۔ ان کے باہم ازد سے آپ کا تعلق نہیں ہے۔ ازد کی اصطلاح کو جب علم کلام کی روشنی میں دیکھا جائے گا تو یہ معنی ہوں گے کہ نبی کریم صَلَّی اللَّهُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖۤ اٰلِہٖۤ رَبِّہِ وَسَلَّمَ ازد سے موجود ہے۔ جس کی ابتداء نہیں اور یہ کھلا نگہ ہے۔ یونکہ اس سے نبی کریم صَلَّی اللَّهُ عَلَیْہِ وَاٰلَہٖۤ اٰلِہٖۤ رَبِّہِ وَسَلَّمَ کا قدیم ہوتا لازم آتا ہے۔ حالانکہ محبیب۔ آقا۔ میں ایسا نہیں۔ انکی عبارت یوں ہے کہ بے شک جملہ صالحہ نٹگر نعلمہ شامل ہے ان تمام معجبات و محدث سے ہو گزریں اور ابتدک جو ہوں گی۔

اُذل سے ابتدک پر ایک نظر: اس عبارت میں حضور کا قدیم ہوتا اور ابتداء کا نہ ہوتا ثابت نہیں ہوتا۔ البتہ حضور ﷺ کا علم اذل سے ابتدک کے تمام کائنات کو شامل ہوتا ثابت ہے۔ ہم اسی کے بارے میں کلام کریں گے۔ یاد رہے جب اذل سے ابتدک الفاظ بولے جاتے ہیں۔ تو اس سے متعلق نہیں وہ چیز مراد لیتے ہیں جس کے وجود کی ابتداء معلوم نہیں اور وہ جس کے بقا کی انتہاء نہیں۔ اس معنی میں جمیع اشیاء کا علم ہوتا کوئی حال چیز نہیں اور ہم سابقہ صفات میں اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ایسے علم کا مالک ہے۔ کسی مخلوق یا بندے کو یہ قوت حاصل نہیں ہو سکتی اور کسی بندے کے لیے ایسا علم ماننا عقل و نقل کی رو سے حال ہے مگر بارہا بدو اذل بولنے والوں کا مطلب صرف اتنا ہوتا ہے کہ گزشتہ اور آئندہ کا طویل زمانہ ہے۔

ابد کے معانی: ابد کے معنی حضرت قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمائے ہیں:

”قدم ہے جس کی ابتدائیں۔“

اس معنی کا اطلاق مجاز اس پر بھی آتا ہے جس کی عمر طویل ہو۔

ای طرح عارف باللہ امام علامہ سیدی عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”جوہر الدرر“ میں اپنے شیخ عارف باللہ سید علی خواص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ”میں نے اپنے استاد سے دریافت کیا کہ حضرت اس سے کیا مراد ہے جب ہم کہتے ہیں کہ اللہ نے لکھ لیا اذل میں۔ باوجود یہ کہ اذل کا تعقل نہیں ہے مگر صرف اتنا ہے کہ وہ زمانہ ہے اور زمانہ مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کا لکھنا قدیم ہے؟“

تو آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ کائنات از لیے سے مراد اقواف علم الہی ہے۔ جس نے تمام اشیاء کو گھیر لیا ہے مگر اذل و زمانہ بت جو اللہ تعالیٰ کے وجهہ اور ان موجودات کے درمیان معقول ہے۔ اسی زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے تمام

انسانوں کو اپنے رب ہونے کا اقرار کرایا تھا اور یہی وہ زمانہ ہے جب انبیاء کرام نے میثاق کو پورا کرنے کا عہد کیا تھا۔

اس بحث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنے والے نے ازل بھتی زمانہ نہیں لیا۔ بلکہ وہ ایک خلوق ہے، حادث ہے اور غیر قدیم ہے۔ عارف باللہ مجیب نے یہ نکتہ واضح کر دیا ہے کہ ازل وہ زمانہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے میثاق لیا تھا۔ اب ازل کے معانی میں کسی قسم کا شک باقی نہیں رہتا۔

امام احمد بن خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مواہب لدنی، جلد دوم“ میں فرمایا ہے کہ علامہ ابو محمد مشترق طاطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مشہور قصیدہ میں کیا خوب فرمایا ہے کہ تمام ملک اللہ کے یہی ہیں۔ یہ اعز از بہوت کوازل کے روز ہی عطا فرمادیا گیا تھا اگر ازال سے مراد قدم ہے تو اس وقت عرش کہاں تھا؟

میرے سردار عارف باللہ حضرت مولینا نظامی گنجوی قدس سرہ السامی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک نقیبی شعر کہا ہے:

محمد کا زل تا ابد ہر چہست بآرائش نام او قش بست

ازل سے ابد تک جو چیز بھی پیدا کی گئی وہ تو حضور ﷺ کے اسم گرامی سے ہی ظاہر ہوئی تھی۔ یعنی تمام چیزیں حضور ﷺ کے خدام اور حشم سے ہیں اور حضور ﷺ کی عزت و ناموس کے ہی یہ سارے جلوے ہیں۔ میں مفترض ہوں کہ یہاں حضرت نظامی نے ازال سے کیا مراد ہے؟ اگر اسے کلامی اصطلاح پر لیا جائے تو معاذ اللہ صریح کفر ہے لہذا اسے سید عارف باللہ کے کلام پر حمل کرنا ہو گا۔ میرے نزدیک یہی معانی درست اور صحیح ہیں۔ ازال سے ابد تک کی جگہ روز اول سے روز قیامت تک لکھا گیا مگر اعتراض کرنے والوں کی

عادت ہوتی ہے کہ وہ بس اعتراف ہی کرتے جاتے ہیں۔

جواب دوم: اگر اصل کتاب کے صفحہ ۱۶ کی عبارت سامنے رکھی جائے اور اسے غور سے پڑھ لیا جاتا تو مجیب کی عبارت کا مطلب صاف واضح ہو جاتا اور ہماری طرح صحیح مطلب پر پہنچ جاتے۔ وہ فرماتے ہیں کہ لوح محفوظ میں تمام گزری ہوئی چیزیں لوح محفوظ کا حصہ ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اول و آخر کے زمانے کو ان لوگوں میں لوح محفوظ میں محدود دماتا ہے۔ تمام شناختی علوم لوح محفوظ کی زینت نہیں تو پھر انہیں روز از ل سے ابد تک کے علوم و اسامی کے مانے میں کیا تردید ہے؟

صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابد سے تمام چیزیں لوح میں موجود ہیں۔ اس موجود در مرقوم سے وہی مراد ہے جو ہم اُر رہے ہیں۔

جواب سوم: کاش یہ حضرات اصل کتاب کا صفحہ ۱۶ پڑھ لیتے۔ "تفیر روح البیان" سے یہ ہمارت نقل کی گئی ہے: "آے نبی تم اپنے رب کے فضل سے پوشیدہ یا محبوب نہیں ہو۔ جو کچھ ازال سے ہوا اور جو کچھ ابد تک ہو گا۔ تم پر کچھ چھپا کر نہیں رکھا گیا۔ لفظ جن کے معانی پوشیدگی ہے بلکہ تم تو جو کچھ گزر رہے یا ہونے والا ہے ہر چیز سے خبر رکھتے ہو۔"

اس فاضل مفسر نے ہمارے علامہ مجیب کے مطالب کو واضح طور پر بیان فرمادیا ہے اگر یہ بات گناہ ہے تو صاحب "تفیر روح البیان" پر اعتراف کیا جائے جو مجیب کے پیش رو کی حیثیت سے قرآن کی تفسیر فرمار ہے ہیں۔ کیونکہ مجیب نے تو اپنے لفظوں میں حضور ﷺ کے علوم کی وضاحت کی۔ جبکہ مفسر علام اللہ تعالیٰ الفاظ کی تفسیر کرتے ہوئے، وہی علوم مصطفیٰ بیان کر رہا ہے بھر مفسر پر کفر اور کمر اتی کافتوہی کیوں نہیں اگا جاتا؟ پہلے صاحب تفسیر روح البیان پر قتوہی لگائی گئی میں بھر مجیب کو ہدف تقدیم نہیں۔

سوال سوم: مجیب کا یہ دعویٰ بھی مفترضین کو اچھا نہیں لگا کہ حضور کا علم تمام غیوب کوشامل ہے کہ اگر جمیع سے مراد تمام علوم النبیہ اور معلومات خداوندی کو تفصیل و احاطہ کرتا ہے تو ہم پہلے لکھے چکے ہیں کہ ایسا نظریہ کسی بھی مخلوق کے لیے عقلنا اور شرعاً دونوں طرح سے محال ہے، لیکن اگر یہ کہا جائے جو کچھ ازال سے ہوا اور ابد تک ہوگا۔ ان تمام پڑھوں حضور ﷺ کے علوم صحیط ہیں تو اس میں کسی قسم کا شبہ یا شک نہیں رہتا۔ حضور ﷺ کے علوم تمام ازال و ابد کے معاملات کو صحیط ہیں۔ یہ بات حق اور حق ہے۔ یہ اللہ اور رسول کے کلام سے ثابت ہے۔ کاش یہ لوگ غور کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تبیاناً بلکل شیء؛ حضور ﷺ نے فرمایا: تجلیٰ فی بخل شیء میں نے ہر چیز کو روشن فرمادیا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر چیز بمحض پروشن ہو گئی۔

علماء کرام کی رائے ہے کہ حضور ﷺ کو تمام جزوی اور کلی علوم حاصل ہو گئے تھے اور آپ نے کائنات کے تمام علوم کا احاطہ کر لیا تھا تو پھر حضور سرور کائنات ﷺ کے علوم میں شک کرنے کی یا گنجائش رہ جاتی ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے ہر چیز بیان فرمادی۔ نبی کریم ﷺ کے علم نے تمام عالم کا احاطہ کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے جو کچھ گزر رہا اور جو کچھ ہو گا سب جان لیا۔ حضور ﷺ تمام کائنات کے واقعات کو ایسے دیکھتے ہیں جس طرح آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہوں۔ آپ تمام اشیاء مخلوق کے عالم ہیں۔ آپ نے تمام علوم اول و آخر طاہر و باطن کا احاطہ فرمایا ہے۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عارف پر ہر شے روشن ہوتی ہے۔ اب ان اقوال و عبارات کے بعد جمیع غیوب کے تسلیم کرنے میں کون سی رکاوٹ رہ جاتی ہے۔ کیا لوگ اپنے اقوال اپنی عقولوں کو کلمات اللہ، کلام رسول اللہ ﷺ اقوال کریمہ، فرمودات علماء کرام سے زیادہ اہم خیال کرتے ہیں؟ اگر ہمارے معاذین عقل کے ہاتھن لیں تو جس قدر علمی و سعتوں میں غور کریں گے حضور ﷺ کے علوم کی دعیتیں کھلتی نظر آئیں گی اگر یہ نظریہ کفر

نادانی یا جہالت ہے۔ تو پہلے اللہ رسول کا کلام بدلو۔ علماء و ائمہ کو کافر اور مگر اہقر اردو۔ اس کے بعد حضرت علام مجیب پر فتویٰ بازی کرو۔

سوال چہارم: مفترضین کو ایک یا اعتراض بھی ہے کہ آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں ابتدا یا اختفاء ہے؟ کیا اس علم کی کوئی حدی حساب ہے؟ میں کہتا ہوں۔ ابتدا تو ضرور ہے کیونکہ آپ مخلوق ہیں اور مخلوق کا علم حداث ہوتا ہے اور حداث ہی ہے، لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معلومات کی کتنی اور حساب تو صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہی ہے کوئی دوسرا اسے حساب دشمن میں نہیں لاسکتا۔ کوئی آدی یا فرشت حضور ﷺ کے معلومات کو دشمن کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور یہ بات بھی غلط ہے کہ حضور ﷺ کا علم کس مقام پر جا کر سمجھر جاتا ہے یا رک جاتا ہے اور اس کی ترقی میں رکاوٹ آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا علم مسلسل اضافہ پذیر کھا ہے۔ ہمارے آقا بابوالآباد تک ذات و صفات الہی یعنی علم میں ترقی فرماتے رہیں گے۔ ہم اس موضوع پر سابقہ صفحات میں تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔

سوال پنجم: اعتراض کرنے والے پوچھتے ہیں کہ جب میں یہ کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے ذرہ بھر بھی کی نہیں آتی۔ اس سے کیا مراد ہے؟ کیا ازال سے ابتدا نہیں ﷺ کے علم سے کوئی شے کم نہیں ہوئی؟ یا کچھ اور مراد ہے میں کہتا ہوں کہ اُر کوئی رہا۔ حضور ﷺ کے علم سے خارج ہو گا تو یہ ساف حدوث کی طرف ناظم ہو گا۔ زندگی بھی ناظم مثقال بڑھا کر سوال میں اشتباہ پیدا کر دیا یا یہے حالانکہ میں نے مثقال سے ناظم تعالیٰ نہیں کیا تھا۔ مفترض میرے کلام میں خود یہ بعض بیچوں ہا اسناز ہے۔ ایم ۲۰۰۰ میں ہموار کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اس طرح مفترض "مثقال" و "ناظم" ہا انفظ پیش کر کے ازال سے اب تک کے درمیان ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اُر کا جو دس وقت میں جو دعویٰ اور ازال سے ذریں کا

وجود تسلیم کرنا چاہتا ہے۔ یہ ایک گمراہ کن تخلی ہے۔ وہ لفظ محتال کو بڑھا کر باور کرنا چاہتا ہے۔ کہ ازل سے بھی کوئی چیز تو لی جاتی تھی۔ حالانکہ ازل میں کوئی ایسی چیز نہیں جو وہاں لوں میں تو لی جائے۔ وہاں تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسکے اوصاف کامل ہیں۔ تردد احتمال کفر کی طرف ناظر رہ گیا یا اس میں ظاہر ہوا۔ یہ دراصل ان گمراہ کن نظریات کی بنیاد ہے۔ یہ حرکت ایسی ہے جو دوسروں کے لیے کنوں کھودے گھر خدا اس میں گر پڑے۔

تمن قسم کے انسان: ہم بار بار یہ بات ذہرا پکھے ہیں اور روز روشن کی طرح واضح کر پکھے ہیں کہ ازل کا لفظ نہ میرے کلام میں ہے نہ وہ معنی اور مطلب جو مفترض لیتا چاہتا ہے، نہ میری مراد ہے۔ میں جواب دوں میں تمن مرتبہ اس کو ذہرا پکھا ہوں۔ انسان کے تمن مراتب ہوتے ہیں۔ پہلا رتبہ صالح مسلمان کا ہے جو سلامتی کے ساتھ زندگی بر کرتا ہے اور دوسرے مسلمانوں کے متعلق بدگمانی نہیں کرتا۔ اگر خدا خواست شعور سے کوئی ایسا لفظ سنائی دیتا ہے۔ جس کے دو معنی لیے جائیں تو وہ اچھی تاویل کرتا ہے اور برائی اور نقصان سے پھر دیتا ہے۔ دوسرا وہ رتبہ ہے جسے توفیق تو نہیں ہوتی گر وہ اپنی دیانت سے اپنے آپ کو اسکی شرح سے محفوظ رکھتا ہے جس سے فائد پیدا ہو۔ ایسا انسان اپنے دین کو بھی محفوظ کر لیتا ہے اور اپنے بھائیوں کے لیے بھی ایسی بے معنی چیزیں نہیں سوچتا۔ جس سے کسی قسم کی بدنایی اور تہمت آئے۔ تیسرا وہ شخص ہے جو مندرجہ بالاغتوں سے کمر محروم ہو کر آخری حد تک پہنچ جاتا ہے مگر اسکی آنکھ میں کچھ حیا باتی ہوتی ہے۔ وہ اگر کوئی بری چیز محسوس کر پاتا ہے۔ تو اس کے افشاء کی جرات نہیں کرتا کیونکہ افتراء سے اس کی آنکھ کی حیا سے روک دیتی ہے اور وہ اپنی زبان سے دوسروں کو ایذ نہیں پہنچاتا۔ باں معاشرے میں بعض ایسے افراد بھی پائے جاتے ہیں جو حسد کا شکار ہیں وہ تباہ ہو کر حد سے گزر جاتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں اور حق سے من پھر لیتے ہیں۔ وہ

معمولی بات سن کر اعتراف کرتے چلے جاتے ہیں۔ میں ایسے حملہ آور حضرات کو منزہ کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ تھمان میں رہیں گے۔ ان کے لیے بھی بہتر ہے کہ وہ میرے بیان کردہ مسائل اور گزارشات سے فائدہ اٹھائیں۔ وہ میرے الفاظ کو موزوڑ کرایے معانی نہ پہنائیں جن کا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ لفظ ازل کی عظیم تصریح موجود ہے۔ میری مراد اسی تصریح اور تاویل سے ہے۔ آخر اور روز اول کے واضح معانی ہیں پھر تاویل و تصریح کے دروازے بند نہیں ہوئے۔ مگر حسد کی بیماری تو انسان کوتاہ و بر باد کر دیتی ہے۔

اے میرے دوستو! ان تمام نقائص سے بچو۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری ہدایت کا

ذمہ دار ہے۔ الحمد لله تم الجواب و ظهر الصواب

حرف آخر: سابقہ صفحات کی تحریر ایک کتاب کی شکل میں جمع ہو گئی ہے۔ اس کا نام **الدولة المکتیۃ بالمعادۃ الغیبیۃ رکھا گیا۔** یہ نام تاریخی اور خوبصورت ہے۔ پھر ان مقاصد پر بھی روشنی ڈالتا ہے جنہیں میں بیان کر چکا ہوں۔ یہ ابجد کے حرفاں سے سال تالیف و تصنیف کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

الحمد للہ۔ اس بندہ ضعیف نے اس کتاب کا پہلا حصہ سات گھنٹوں میں مکمل کر لیا تھا۔ پھر اسے مزید مفیدہ بنانے کے لیے نظر ششم کا اضافہ کیا اور بے پناہ مصروفیتوں کے باوجود آج ٹپہر کے بعد دوسرا حصہ بھی مکمل ہو گیا۔ اس حصہ پر مجھے ایک تھنڈہ مزید صرف کرنا پڑا۔ بھروسہ ۷۲ ذی الحجه بروز بدھ بوقت غصر مکمل ہو گیا۔

وَأَكْفُلُ الصلوة وَأَكْمَلُ السَّلَام عَلَى الْمَوْلَى الْمُحْصُوصِ لِطَبِ الشَّرِيفِ حَمَادَة
بِهِمُ الْخَشْرُ وَعَلَى آلِهِ الْكَرَامِ وَصَحْبِهِ الْعَطَامِ مَادَارُ الْقَحْزِ وَلَبَالِي عَنْرُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِ الْعَلَمِينَ.

نعت بالحر

تلمیح و ترجمہ تقاریب

از

مولانا عبدالرحمٰن تھوی

مفتی مالکیہ، مکہ معظہ

احمد الجزائری بن السيد احمد المدنی

علامہ زمان، یکتا نے روزگار، مخطوط انتشار، سید عدنان، شیخ عرفان، حضرت مولانا شیخ احمد رضا خاں کا رسالہ "الدولۃ المکیۃ بالمعادۃ الغیبیۃ" کا مطالعہ کیا۔ یہ ایسی تالیف ہے جس سے ہر صاحب توفیق بحمدہ رہا انسان فتح حاصل کرے گا۔ مصنف پر یہ الزام کہ علم الٹی اور علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مساوات کے قائل ہیں، اس رسالے کے مطالعے سے غلط ثابت ہوتا ہے۔ رسالے میں ایسی کوئی بات نہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف کو اپنے افضال سے نوازے اور مسلمانوں میں ان جیسے بہت سے علماء پیدا کرے۔ آمین! ۱۹ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ / ۱۹۱۲ء



حافظ کتب الحرم، مکہ معظہ

شیخ اسماعیل ابن خلیل

حضرت جناب سیدی خاتمة العقباۃ والحمد شیخ، اطآل اللہ بقاء کم
السترا معلیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو آفات سے محفوظ رکھے، آمین! آپ سے جدا ہو گیا مگر دل نہ چاہتا تھا۔ کیا کریں دستور زمانہ بھی ہے۔ کئی بار سوچا کہ مجھ کی خدمت ہوں لیکن ماں اور بھائی ضعیف ہو گئے ہیں جن کی خدمت کے ہے

محجور آجانا پڑ رہا ہے ورنہ دل تو یہ چاہتا ہے کہرتے دم تک آپ کی چونکت پر پڑا رہوں اور آپ کے حضور حاضر رہوں۔

میں جمعہ کے روز نماز کے وقت بھی پہنچا، حاجی محمد قاسم صاحب میرے نیلی گرام کے مطابق اسٹین پر انتقال میں تھے، وہ اپنے گھر لے گئے۔ میں نے خیال کیا شاید ان کے بال پرچے یہیں ہوں گے لیکن رات کو معلوم ہوا کہ میری وجہ سے پورا گھر خالی کر دیا گیا ہے۔ اس پر مجھے خوشی تو ہوئی مگر ساتھ ہی اپنے لش پر ملامت کرتے ہوئے میں نے کہا کہ تو لوگوں پر کیسا بوجہ ہے، کیا ہر جگہ ایسا ہی کریگا؟ حاجی صاحب اپنے لڑکوں کے ساتھ ہمارے پاس رہتے ہیں اور بے حد خدمت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صلد عطا فرمائے، آمین!

حضور! حاجی صاحب نہایت ہی عبادت گزار ہیں۔ رات کو صرف دو گھنٹے سوتے ہیں، باقی رات نماز اور تلاوت قرآن میں گزار دیتے ہیں۔ کاروباری انہاک کے باوجود اتنی محنت و ریاست کرتے ہیں۔

میری طرف سے حضرت مولانا حامد رضا صاحب، حضرت مولانا مصطفیٰ رضا صاحب اور حاجی کفایت اللہ صاحب کو تھنہ سلام قبول ہو۔ ان حضرات نے میرے ساتھ خود احسان کیا ہے! اس کا بدلہ میں نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کا صلد عطا فرمائے۔ میری جانب سے مکاں والدہ یعنی مولانا حامد رضا خاں اور مولانا مصطفیٰ رضا صاحب کی والدہ میرا سلام قبول فرمائیں۔ ان کا ذکر آدبا مناسب تو نہیں لیکن میں اپنے آپ کو آپ کا تیرہ افزونہ شمار کرتا ہوں۔ ان سے فرمائیں کہ سعادت دعاء سمجھے نوازیں۔ میں آپ کے احسانات کا شکر یہ ادناہیں کر سکتا۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ آپ کو خوب خوب نواز۔ اور روزِ محشر میرا عجیب بنائے۔ آمین!

آپ کا بیٹا، حافظ کتب، المعلیل ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء

مدرس حرم نبوی، مکہ معظّر،

حسین بن محمد

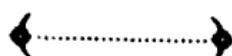
عالم و عامل، سنی کامل شیخ احمد رضا خاں بریلوی کی تالیف "الدولۃ المکیۃ بالعماۃ الغیبیۃ" میں نے مطالعہ کی، اس میں ایسی قوی دلیلیں ہیں جو مخالفین کو خاموش کر دیتی ہیں۔ جو شخص بھی اس کتاب کے مقابلے پر کوئی نظریہ پیش کرے گا، مغلوب ہو گا۔ (صفر ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۳ء)



مدینہ منورہ

محمد سعید

حضرت استاذ مکرم شیخ محمد کریم اللہ صاحب کی طرف سے سلام پیش خدمت ہے۔
گزارش ہے کہ "الدولۃ المکیۃ" سے متعلق پہلا اور دوسرا ٹیکر ام موصول ہوا۔
اس سلسلے میں حضرت استاد شیخ عبدالحمید آنندی عطاء نے فرمایا ہے کہ میں نے مفتی آنندی
صاحب کو تقریظ کے لیے مذکورہ کتاب روانہ کر دی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ وہ تقریظ جلد کر
مجھے بھیج دیں گے پھر میں آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا۔ (۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء)



مدینہ منورہ

احمد بن محمد بن محمد خیر الساری

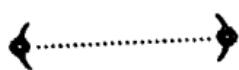
حقیقت محمد یہ کو پر کھنے سے ساری کائنات عاجز ہے، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا:

”ابو بکر! اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، میری حقیقت کو میرے
مالک کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیاء و اولیاء، صلحاء اور علماء نے اپنے اپنے ادراک کے
مطابق جانا پہچانا ہے۔ مقام قرب میں تفاوت ہے اس لیے مرکین کے مقامات بھی مختلف
ہیں۔ سب ہی نے روح مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض پایا ہے، آپ ابوالارواح
ہیں۔

خالقین جاہل قوم ہیں۔ وہ حق سے اس قدر غافل ہو گئے جس کی مثال نہیں ملتی۔
حضرت علامہ استاذ فاضل شیخ احمد رضا خاں بریلوی کی تالیف ”الله ولۃ الملکیہ“ میں نے مطالعہ
کی۔ اس میں مؤلف نے مسکرین کا خوب روکیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو جزاً خیر عطا فرمائے،
آئیں! ۵ جمادی الاولی ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء)

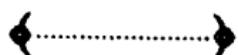


مدینہ منورہ

سید عمر بن سید مصطفیٰ غیطہ

سعادت ابدیہ کا امیدوار سید عمر بن مصطفیٰ غیطہ، خادم حدیث حرم نبوی عرض کرتا ہے

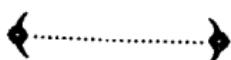
کہ حضرت علامہ عارف ربانی، استاد بزرگ، عالم بے نقیر حضرت شیخ احمد رضا خاں کی تالیف "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" "مسجد نبوی میں مجھے بنائی گئی۔ میں نے اس کو مختصر مکمل جامع صحیح پایا۔ یہ وہم کی تاریکی سے نکال کر فہم کی روشنی کی طرف لے جاتی ہے، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو مفید بنائے، آمین ۲۲ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ / ۱۹۱۳ء



مدینہ منورہ

عبد القادر حلمی الحسنی الخطیب

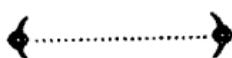
جب میں مدینہ منورہ میں زیارت روضہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوا تو بعض احباب نے علامۃ البندو علامۃ الدہر حضرت مولانا شیخ احمد رضا خاں صاحب کی تالیف "الدولۃ المکیۃ" کو دیکھنے کے لیے اصرار کیا، چونکہ وطن واپسی کا وقت قریب آچکا تھا اسے لیے جلدی جلدی رسالہ مذکورہ کو پڑھا، میں نے اسے سرچشمہ تحقیق پایا۔ اس سے واضح ہو گیا کہ مؤلف علام کے بارے میں جو یہ مشہور کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے برابر سمجھتے ہیں؛ سراسر جھوٹ و بہتان ہے، اس الزام کے خلاف یہ کتاب ایک روشن ثبوت ہے۔ (۲۲ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ / ۱۹۱۳ء)



مدرس حرم نبوی، مدینہ منورہ

عبدالکریم ابن التارزی بن عزوز التونسي

استاذ کامل، فرید عصر، یگانہ دہر حضرت علامہ شیخ احمد رضا خاں کی تالیف "الله و لة المکیہ" دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی، اس کے مضمین قابل اتباع ہیں جو حقیقت میں الہامات ربانیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف علام کو جزاً نیر عطا فرمائے اور ان جیسے افراد بکثرت پیدا فرمائے، آمین!



مدینہ منورہ

عبداللہ احمد سعد گیلانی الحسنی الحموی

اس رسالہ معجزہ کو کسی تعریف و توصیف کی حاجت نہیں۔ اس لیے میں نے اس طرف سے پہلو تھی کیا۔ اس کے علاوہ بڑے بڑے علماء و فضلاء، اس پر اپنے تاثرات اور تعریفیں لکھے ہیں۔ ہمیں صرف مؤلف سلم اللہ تعالیٰ کے بارے میں لکھنا ہے۔

آپ کی ذات گرامی مشہور و معروف ہے، مدینہ پاک میں سید احمد علی اور شیخ ابریم اللہ سے ملاقات ہوئی۔ دونوں نے آپ کی تعریف و توصیف کی۔ جب ان حضرات سے معلوم ہوا کہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نماں عشق اور حضرت غوث اعظم سے نماں محبت ہے تو اللہ کے لیے مجھے ان سے محبت ہوئی اس لیے کہ محبوب کا نہ سبھی محبوب ہوا زردا ہے۔ ہر چیز کو آثار سے پر لھا جاتا ہے۔ آپ سے آثار ان حضرات فی کوئی نہیں تحدیق کرتے ہیں۔ کاش کہ آپ کے اندھا، انساف سے ہ میتے اور آپ نے محبت، مولیٰ قد رکرت تاہمہ جہکا نے بغیر نہ رکتے۔

حضرت! آپ اس قومی میامت سے نسلیکن نہ ہوں۔ انہوں نے اس وقت نظاہ

ہو اجب وہ اپنے زعم میں آپ کو آزمانے لگے پھر آپ کو بے داغ پا کر مایوس ہوئے، آپ کو اجر عظیم ملا اور آپ کی رفتار و منزالت میں اضافہ ہوا گویا کہ دشمنوں نے آپ کی عزت و حرمت بڑھانے میں سر توڑ کوششیں کی چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا چاہتا ہے تو اس کے دشمنوں کو اس کے لیے مددگار بنا دیتا ہے، ایسا کیوں نہ ہو، _____ آپ اس قول کے مصدقہ ہیں کہ ”جَرِيَّلٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا عہد کرتا ہے“ اور یقیناً اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعہ آپ کی مدد فرماتا ہے، آپ غالب ہیں اور علم کا علم آپ کے سر پر لہرا رہا ہے _____ میں اس مقامِ رفیع پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

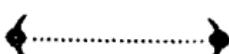


درس حرم نبوی، مدینہ منورہ

علی بن علی الرحمانی

یہ رسالہ عالم علامہ، بحروفہ احمد، معدن فصاحت و بلاغت، اجل علماء اہل السنۃ والجماعۃ، مولانا و استاذنا شیخ احمد رضا خاں کی تالیف ہے، میں نے اس رسالے کو شافی و کافی اور جامع و دوائی پایا جو مؤلف بزرگ کے کمال علم پر دلالت کرتا ہے، پیشک وہ اکابر علماء اہل سنت میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی ذات اور ان کی تصانیف سے نفع پہنچائے اور ان کے برکات و نعمات ہم پر اور تمام مسلمانوں پر لوٹا تاہر ہے، آمين!

میں نے اس بزرگ اور بلند مرتبہ تالیف کے مطالعہ کی تاریخ کی ہے۔

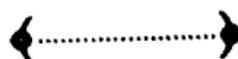


مدینہ منورہ

محمد بن سید الواسع حسینی الادرسی

۱۳۲۰ھ میں جبکہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوں، فخر ہند علامہ شیخ احمد رضا خاں کی تصنیف "الدولۃ المکیۃ بالمادة الغیبیۃ" کی خبر فی۔ مجھے یہ رسالہ بہت پسند آیا۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ مبارکہ کے مصنف کو جو صاحب نقد و نظر ہیں، بہترین جزاً عطا فرمائے۔ اس مبارک تصنیف سے انہوں نے اہل سنت کے دلوں کو سرور کیا۔

بعض غیب تو بعض اولیاء امت بھی جانتے ہیں چنانچہ میرے والد ماجد سید واسع سے زندگی میں اور انتقال کے بعد بہت سی ایسی کراتیں ظہور میں آئیں جو علوم غیبیہ کی خبر دیتی ہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کی کیا بات، جو اولین و آخرین کے سردار ہیں۔ (۱۳ جمادی الثانیہ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء)



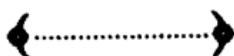
مدینہ منورہ

محمد توفیق الایوبی الانصاری

رسالہ "الدولۃ المکیۃ بالمادة الغیبیۃ" جو جنم میں چھوٹا ہے، مگر معلومات کے لحاظ سے بڑا ہے۔ فاضل مصنف سے نیمری التجاوہ ہے کہ اپنی دعاؤں میں مجھے شامل رکھیں۔ ان کی دعائیں قبولیت کے شایان شان ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاصاً مجت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ مصنف کو بہتر بدله عطا فرمائے اور آخرت میں اپنی کامل نعمتوں سے

سرفراز فرمائے، آمین!

بیک مصنف پاکیزہ بیان والے ہیں، انہوں نے اپنے پاکیزہ دلائل بیان کر کے خلوق و خالق کے علم میں فرق کر دیا ہے اور اپنے بے خطا تیر سے حقیقت کے جگر کو ٹکار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جیسی ہستیاں زیادہ سے زیادہ پیدا فرمائے اور اپنے جود و سما کی بارشیں کرے، آمین!



درس حرم نبوی، مدینہ منورہ

یعقوب بن رجب

درس حرم نبوی یعقوب بن رجب ایک خواب عرض کرتا ہے جو اس رات دیکھا جس رات کتاب "الذ دلۃ الملکیہ" حاصل کی۔ ہوا یہ کہ میں دولت مکیہ کا خطبہ پڑھ کر سو گیا، خواب میں دیکھتا ہوں کہ آسمان کھل گیا ہے جس پر لکھا ہوا ہے:

”کتاب نور سے ہے اور کتاب کے حروف انتہائی تعظیم کے لاائق ہیں“

اس سے مجھے انتراح صدر حاصل ہوا اور میں نے یقین کیا کہ یہ خواب کتاب کے مطالعہ کی برکت سے نصیب ہوا، پھر جب اس کتاب کو پورا پڑھ چکا تو حضرت مؤلف کی مدح میں چند کلمات لکھے اور سو گیا، خواب میں دیکھا کہ مجرہ مقدسہ کا دروازہ طبوہ کی خادم نے کھولا اور کچھ لوگ داخل ہوئے ہیں اور میں بھی حضرت حمزہ کی زیارت کے ارادہ سے داخل ہوا ہوں۔ دیوار پر میں نے ایک پیالہ دیکھا، میں سمجھا کہ اس میں پانی ہے، مجھے پینے کا اشتیاق ہوا لیکن اجازت لینے کے لیے توقف کیا پھر مجھے معراج سے واپسی پر حضور علیہ الصلوٰۃ و

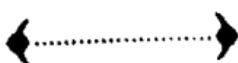
السلام کا یہ قصہ یاد آگیا کہ آپ جب صراغ سے واپس تعریف لارہے تھے کسی اونٹ پر آپ نے پانی کا پیالہ دیکھا اور بلا اذن نوش فرمایا تو میں نے بھی اس پیالے کو اٹھایا، اس میں خالص دودھ تھا، اس کو میں نے سیر ہو کر پیا، پھر بھی باقی نفع گیا، دیکھتا ہوں کہ میں باب طبوبہ کے پاس کھڑا ہوں اور کتاب (الله ولت الحکیم) میرے سینے پر ہے جس کو ہاتھوں سے سیئے ہوئے ہوں، پھر آنکھ کھل گئی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کتاب بڑی شان والی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں مرغوب و محبوب ہے۔ (ذی القعدہ ۱۴۲۹ھ / ۱۹۱۱ء)



مدینہ منورہ

محمد پیغمبر بن سعید

ادیب لبیب شیخ احمد رضا خاں کی تالیف "الدولۃ المکیۃ بالمدادۃ الغیبیۃ" مطالعہ کی اور اس کو قابل قبول پایا کیونکہ یہ ان باتوں سے پاک ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں اور اس میں ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مصنف کو آپ کے طفیل مقبولیت و سعادت عطا فرمائے اور ان کی تمام امیدیں و آرزویں برلائے، آمین! (رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ / ۱۹۱۱ء)



مدینہ منورہ

محمود بن صہبۃ اللہ

یگانہہ روزگار، یکتا نے زمانہ، علامہ دہرمولانا احمد رضا خاں کی تالیف "الدولۃ

المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ ”مطالعہ کی۔“ بیشک اس رسالے میں ایسی باتیں ہیں جو یہاں کو صحت عطا کریں اور تشنہ کاموں کو سیراب کریں، اس رسالے میں مسئلہ علم غیب کی پوری پوری تحقیق کی ہے اور ان امور کی حقیقت واضح کر دی ہے جن میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو دونوں جہان میں اچھا بدلہ عطا فرمائے اور دونوں جہان میں ان کے درجات بلند فرمائے، آئین! (۵ اربعہ الثانی ۱۴۳۱ھ / ۱۹۱۳ء)



درس حرم نبوی، مدینہ منورہ

مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ الشَّوَّمِ

بندہ حقیر، درس حرم نبوی محمود بن شیخ علی عبد الرحمن شومن عرض کرتا ہے کہ حضرت عالم الخیر، دراکتہ الشہیر، امام، مرشد شیخ احمد رضا خاں ہندی کی تالیف (الدولۃ المکیۃ) میں نے مطالعہ کی، اس کے مضاف میں امام الانبیاء سید الاصفیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر عجیب انداز سے لکھے گئے ہیں، اس کو آنکھوں کے پانی سے دلوں پر لکھنا چاہیے۔ (کیم ریچ الادول ۱۴۳۱ھ / ۱۹۱۳ء)



درس حرم نبوی، مدینہ منورہ

مُصطفَىٰ بْنُ التَّارِزِيِّ بْنُ عَزْوَزَ التُّونِيِّ

میں نے رسالہ ”الدّوّلۃ المکیۃ“ کے مطالعہ کا شرف حاصل کیا۔ اس کے مؤلف رہبر و رہنماء، علامہ اکبر اور عمدۃ الفہماں ہیں، اپنے علم و کمال کی وجہ سے مشہور ہیں، عارف بالله ہیں

اور ہر حال و مقام میں اللہ ہی کی طرف بلاتے ہیں یعنی ہمارے سردار احمد رضا خاں صاحب، ان کی مسائی مقبول و محمود ہوں، ان کی عنایات بلند اور لطف و کرم ہمیشہ ہمیشہ جاری رہیں۔ میں نے اس رسالے کی اصولی باتوں کے لفظی جواہر کی طرف توجہ اور اس کے باعث معانی کے پھولوں میں فکر کو جولاں کیا تو میں نے اس کے بے مثال موتیوں کو خوش بیان اور خوب مضبوط پایا، اس کے روشن فائدوں سے ذہنوں کے باغوں میں روشنیاں پھیل گئیں۔ اس کی شناختیں اور جزیں فیصلہ کن اور واضح قرآنی آیتوں صحیح و مشہور حدیثوں اور اعلیٰ قسم کی عقلی روشن دلیلوں سے لدی ہوئی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات علمیہ کی پاسبان ہے اور عقائد اہل سنت و جماعت کے عین مطابق، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل و کمال کی حقیقت کا علم اللہ ہی کو ہے جس نے آپ کو یہ علوم عطا فرمائے، اس سے انکار ایک جاہل ہی کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مولف کو خوب خوب نوازے۔ وہ استاد کامل اور جامع (معقول و منقول) ہیں، وہ ابر باراں کی طرح فیض رسائیں ہیں، انہوں نے بندگان خدا کو فائدے پہنچائے اور ان کو راہ دکھلائی، انہوں نے شہروں کو روشن کیا، یا ان کے شرف و بزرگی اور حسن سیرت کی دلیل ہے اور ان کے اخلاق، پاکیزگی، طبعی ذکاوت اور آگہی کا روشن ثبوت، وہ معقول و منقول اور اصول و فروع کے میدانوں میں گوئے سبقت لے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں ان جیسے اور بہت سے افراد پھیدا کرے، آمين!



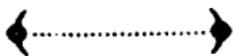
مذینہ منورہ

موسیٰ علی الشامی الازھری الاحمدی الدردیری

میں نے رسالہ "اللہ و لہ المکیہ" کا مطالعہ کیا، اس کو شفاء پایا اور اہل حق یعنی اہل سنت و جماعت کے دلوں کی دوا اللہ تعالیٰ اس رسالے کے مصنف کو اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے جزئے خیر عطا فرمائے اور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ میں دونوں جہاں میں اپنی عنایات نازل فرمائے، اس لیے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبہ علم غیب کی تائید کے لیے کفرے ہو گئے ہیں جس سے کتاب اللہ اور حدیثیں بھری ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ یہ مسئلہ آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا۔

مصنف کتاب، اماموں کے امام، اس امت کے دین کے مجدد ہیں، یقین کے نور اور قلوب کے انوار کی تائید سے آراتے ہیں ون؟ شیخ احمد رضا خاں! اللہ تعالیٰ ان کو دونوں جہاں میں قبول و رضوان عطا فرمائے، آمین! (کیم ریچ الادول

(۱۰ شعبان ۱۴۳۰ھ / ۱۹۱۲ء)



مذینہ منورہ

حدایۃ اللہ بن محمود بن محمد سعید السندي الکبری

بندہ ضعیف جب ۹ محرم ۱۴۳۰ھ کو چھٹی مرتبہ زیارت روضہ مبارکہ حضور علیہ الصلوٰۃ

السلام کے لئے حاضر ہوا تو زیارت کے بعد مواجهہ شریفہ میں جامع الفتاویں والمخاصل مولانا محمد کریم اللہ سے طاقت ہوئی، انہوں نے مجده دماته حاضرہ حضرت علامہ عبد المصطفیٰ شیخ احمد رضا خاں ختنی قادری کی تالیف جملی "الله ولۃ الکریم" کا ذکر کیا، میں عرصہ دراز سے اس رسائلے کا مشتاق تھا، یہ میری دیرینہ آرزو مولانا نے مذکور کی وساطت سے پوری ہوئی، میں نے کتاب مطالعہ کی اور مکثوٰٹ ہوا، اس قدر سرور ہوا کہ جس کے بیان سے زبان و قلم دونوں عاجز ہیں۔ میں نے تحقیق و تدقیق میں اس رسائلے کو خوب سے خوب تپایا اور مجھے یقین ہو گیا کہ شنید، دید کی مانند نہیں ہوتی۔

جو کچھ حضرت مولف علامہ کے مخالفین نے پروپیگنڈہ کیا تھا کہ مولف علامہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر سمجھتے ہیں، یہ الزام سراسر جماعت ہے جو مخالفین کے حسد و بغاوت کی پیداوار ہے بلکہ ان کے جہل مرکب اور کندھنی کی دلیل ہے، کاش ان کو معلوم ہوتا کہ حسد صرف ہلاک کرتا ہے اور حسد کبھی رہبر نہیں بن سکتا، اللہ تعالیٰ کے حضور ایسی مجموعیٰ قوم سے فکایت ہے جو افتر و پر فخر کرتے ہوئے اس آیہ کریمہ سے روگردال ہے: السما یغفری الکذب الدین لا یؤمدون۔ ان لوگوں کی گھٹیا درجہ کی حرکتوں میں یہ ہے کہ اپنی گھری ہوئی باتوں کو مشہور کرنے میں کوئی سر نہیں انحراف کرتے، اس وقت اللہ تعالیٰ کی اس آیہ کریمہ کو بھول جاتے ہیں: ان الدین ہل ذون المُلْمَسِينَ وَالْمُؤْمَنَاتِ بِهِر ما اکتسبو الْفَدَاحَ حَمَلُوا بِهِنَّا وَالْمَا مِنْہَا۔

کاش ان لوگوں کی آنکھوں پر حسد و بعض کے پردے نہ ہوتے تو مذکورہ رسائلے کے کئی مقامات پر مولف علام کی تحریر کی روشنی اپنے باطل دعویٰ کو پادر ہوا پاتے۔ مثلاً:

نظر اول میں مؤلف فرماتے ہیں: ”علم ذاتی اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے جو بھی علم ذاتی میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ بھی کسی کے لیے ثابت کرے تو وہ کافروں مشرک ہے۔“

اور فرماتے ہیں: ”علم غیر متعالی بھی اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔“

اور فرماتے ہیں: ”کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کے علم کو تفصیل، شرعاً اور عقلاً احاطہ نہیں کر سکتا بلکہ تمای جہانوں کے علوم جمع کیے جائیں تو ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے علوم کے سامنے ایک قطرے کے ہزاروں حصے میں سے کسی ایک حصہ کی ہزارہا سو سوں کی طرف نسبت کی ہاتند ہے۔“

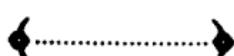
نظر ہانی میں فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ کائنات کے علم کی مساوات کا خیال بھی کسی مسلمان کے دل میں نہیں آ سکتا۔“

نظر ہالث میں فرماتے ہیں: ”علم ذاتی مطلق محیط تفصیلی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، خلوقات کو صرف علم عطای حاصل ہے۔“

نظر خامس میں فرماتے ہیں: ”ہم کسی مخلوق کا علم اللہ کے علم کے برابر اور مستقل نہیں مانتے بلکہ بعض عطای مانتے ہیں۔“

پس مخالفین، مساوات کا ذہنڈو رہ کیسے پہنچتے ہیں! — کیسے حق سے ہے

جاتے ہیں! (۱۳ اربیع الاول ۱۹۱۲ھ / ۱۳۳۰ء)



درس حرم بنوی، مدینہ منورہ

لیلین احمد الغیری

میں نے ایک موجز سندر، ایک عظیم المرتبت کتاب مطالعہ کی (کوئی کتاب) "الدولۃ المکیۃ بالمادة الغیریۃ" مسائل شریفہ کی تحقیق کے لیے یہ ایک قاموس ہے اور بزرگ و بلند معارف کی توفیق کے لیے ایک حصار ہے۔ کیوں نہ ہو، وہ محمد شین کے امام ہیں، یگانہ روزگار اور یکتاںے زمانہ ہیں کون؟ مولانا الكامل السيد احمد رضا خاں، اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ان کو لباس معرفت میں جلوہ گر رکھے، آمین! (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)

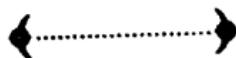


مدینہ منورہ

یوسف بن اسملعیل النہجی

اس سال ۱۳۳۱ھ میں مدینہ منورہ میں بعض فاضل علماء خصوصاً سید عبد الباری بن علامہ سید امین رضوان نے خواہش ظاہر کی کہ میں علامہ امام احمد رضا خاں کی تالیف "الدولۃ المکیۃ بالمادة الغیریۃ" پر تقریب لکھوں، ان سے قبل عالم باعمل، شیخ کریم اللہ ہندی نے بیروت کے پتے پر مجھ سے خط و کتابت کی تھی، جب اس دفعہ سید عبد الباری نے کتاب میرے پاس پہنچی تو میں نے اس کو شروع سے آخر تک پڑھا اور تمام دینی کتابوں میں زیادہ فرع بخش اور مفید پایا، اس کی دلیلیں بڑی مسحکم ہیں جو ایک امام کبیر، علامہ اجل ہی کی طرف سے ظاہر ہو سکتی ہیں، اللہ تعالیٰ اس کے مصنف سے راضی رہے اور اپنی عناۃوں سے ان کو راضی کرے، آمین!

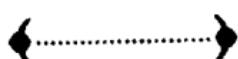
(۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء)



شام

احمد رمضان

۱۳۳۱ھ میں جب زیارت کے ارادے سے مدینہ منورہ حاضر ہوا تو بعض فضلاہ نے حضرت علامہ امام احمد رضا خاں ہندی کی تالیف "الدولۃ الہنکیۃ" سے آگاہ کیا، میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور اس کو حسن بیان اور پختگی برہان میں آفتاب کی مانند چکتا پایا، یہ حقیقت صاحب بصیرت اللہ اور اہل تقویٰ پر پوشیدہ نہیں۔ علامہ موصوف نے خالق اور خلوق کے علم کا عمدہ طریقے سے فرق بیان کر دیا ہے جو عین حق ہے _____ اللہ تعالیٰ و
تعالیٰ مؤلف علام کو جزائے خیر عطا فرمائے اور علماء اہل سنت و جماعت کی تائید فرمائے اور ہم کو ان لوگوں میں کردے جو سن کر اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں، آمين!



شام

عبد الحمید بکری الطارشافی

میں ماہ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ میں سید الموجودات، اشرف الخلوقات کے دربار میں بقصد زیارت حاضر ہوا تو مجھے حرم شریف کے خدمت مگر حضرت علامہ احمد الخطیب طرابلسی نے رسالہ (الدولۃ الہنکیۃ) کا مطالعہ کرایا، اس رسالے میں مشاہیر علمائے ہند میں سے ایک

عالم حضرت علام، محقق و محقق مولی المہام احمد رضا خاں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض خصائیں و فضائل واضح طور پر بیان فرمائے ہیں جن میں اہل سنت و جماعت کا کوئی اختلاف نہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو اس کا صد عطا فرمائے اور اس کے نفع کو عام فرمائے، آمين!



مشق

محمد آفندی الحکیم

بانگ و بہار، بے شل کتاب "الدولۃ المکیۃ" کے مطالعہ سے مظوظ ہوا۔ میری معرفت میں اضافہ اور میرے قلب میں پھیلی پیدا ہوئی، یہ کتاب مؤلف علام کے معارف نقلیہ و عقلیہ اور شریعت محمدیہ کے لئے ان کی غیرت پر گواہ ہے، اللہ تعالیٰ اسلام میں ان جیسے علماء بکثرت پیدا کرے جو ہدایت و ارشاد کیلئے آفتاب بن کرچکیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرت علام احمد رضا خاں کو اپنی عنایت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل رہتی دنیا تک سچائی پر قائم رکھے اور یہ باطل کو مٹاتے رہیں اور حق کو ثابت کرتے رہیں، آمين!

(۲۳ صفر ۱۹۱۲ء)



محمد امین سوید

علام کبیر، فہماہہ شہیر، محقق و مدقق کامل شیخ احمد رضا خاں کی تالیف "الدولۃ المکنۃ"

بالسادۃ الغیبیۃ“ کا مطالعہ کیا، میں نے اسے ایک ایسا عظیم الشان سایردار درخت پایا جو اپنے دامن میں مذہب اسلام کا جو ہر سینئے ہوئے ہے اور ایک چمن ہے جو عقائد الامان کا نجوذ ہے۔

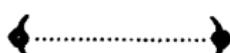
بیشک علم ذاتی محیط، اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا اپنے مخصوصین کو ایسے علم سے آگاہ کرتا جس سے وہ پہلے نا آشنا تھے، اسکی بات ہے جس کے جائز اور واقع ہونے میں کوئی شک نہیں۔ یہ علم ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر موقوف ہے جو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے علوم سے مطلع کیا جو آپ کے لیے خاص ہیں اور آپ کے سواتnam تخلوقات ان سے نا آشنا ہے۔ (۱۶ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ / ۱۹۱۳ء)



مشق

محمد امین السفر جلائی

میں نے اہم کتاب (الله دلتہ المکیہ) مطالعہ کی، یہ الامان کے عقائد کا خلاصہ ہے اور اہل سنت و جماعت کے مذہب کی مویدہ ہے۔ رسالہ مذکورہ مولف علامہ، مرشد فہماں شیخ احمد رضا خاں ہندی کی عظمت شان پر گواہی دے رہا ہے، اللہ تعالیٰ آخرت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جہنڈے تلے ان کو اور ہم کو جمع فرمائے، آمین (۲۲ صفر ۱۴۲۷ھ / ۱۹۰۹ء)



مشق

محمود بن سید العطار

میں نے اس اہم رسالے کو منクロقت میں دیکھا، یہ مؤلف علام کی تحقیق و تدقیق کی شہادت کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی گواہ ہے کہ مؤلف اہل سنت و جماعت میں سے ہیں۔ آپ نے اپنے رسالے میں یہ ثابت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علوم غیریہ عطا یہی حاصل ہیں، اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ علم غیر جس تک مخلوق کی رسائی ممکن نہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اس پر مطلع فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اہل سنت و جماعت کے نہب کی تائید کے لیے آپ جیسے حضرات بکثرت پیدا کرے، آمین!



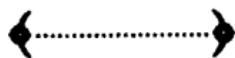
دمشق

محمد تاج الدین بن محمد بدرا الدین

۱۳۲۴ھ میں جب دمشق سے مدینہ متوسطہ حاضر ہوا اور سید العالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھت کی زیارت سے شرف یاب ہوا تو مجھے "الدولۃ المکیہ" کے مطالعہ کے لیے کہا گیا چنانچہ میں نے اس کتاب کو اس طرح مفطر باند دیکھا جس طرح دوست دوست کو جدا ہوتے وقت دیکھتا ہے، میں نے اسے بے مثل پایا، اس کی صداقت بیانی اور استقامت نشانی روشن ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کتاب کے مؤلف بڑے صاحب فضل مولانا شیخ احمد رضا خاں ہیں جو اپنے ہم مثلوں میں بہترین اور قدر و منزلت والے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا عطا

فرمائے اور ہم سب کو قیامت کے دن حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جہنڈے تلبے جع
فرمائے، آمین!

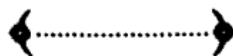
میں نے چند وجہات کی وجہ سے تقریباً میں اختصار کو پیش نظر رکھا، پہلی بات تو یہ کہ
مؤلف کے اوصاف تفصیل و تطویل سے بے نیاز ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ میں دیار حبیب
صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو رہا ہوں، آئکھیں ایکبار ہیں اور یہ تقریباً لکھ رہا ہوں (ربيع
الثانی ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۳ء)



دشن

محمد عطا اللہ القسم

کتاب "الدّولۃ المکیّہ" مطالعہ کی، یہ سید مجی راہ دکھانے والی ہے اور قرآن و
حدیث و اقوال صحیح پر مشتمل ہے، مؤلف علام حضرت شیخ احمد رضا خاں کو اللہ تعالیٰ خوب خوب
نوازے اور ان کا فیض عوام و خواص پر ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے، انہوں نے اچھی تحقیق کر کے
عوام کو فائدہ پہنچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہماری اور ان کی مدد
فرمائے اور حسن خاتمه فرمائے، آمین! (ربيع الاول ۱۳۳۳ھ ۱۹۱۵ء)



دشن

محمد القاسمی

عالم و عامل، فاضل و کامل حضرت شیخ احمد رضا خاں کی تالیف "الدّولۃ المکیّہ" بالمادة
الغیریہ، مطالعہ کی، یہ اپنے موضوع پر فیصلہ کرن کتاب ہے اور حکمت سے معمور ہے، مؤلف

قابل مبارک باد ہیں کہ ان مباحثت میں فور و گلر کے بعد گروہ باطل کے جمع کردہ دلائل کو پارہ پارہ کر دیا، یہ عین حق ہے کیونکہ مولف کتاب فحائل و کمالات کے ایسے جامع ہیں جن کے سامنے بڑے سے بڑائیجھے ہے، وہ فضل کے باپ اور بیٹے ہیں، ان کی فضیلت کا یقین دشمن و دوست دونوں کو ہے، ان کا عالمی مقام بہت بلند ہے، ان کی مثال لوگوں میں بہت کم ہے، اللہ تعالیٰ ان کی حیات سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور ہم کو ان کو ان کی برکات سے سرفراز فرمائے، آمین! (۲ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ / ۱۹۱۱ء)



دشمن

محمد بنی اللہ علی الحفہندی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم عطا فرمائے اور تمام پوشیدہ رازوں سے آگاہ فرمائے، ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ساری تخلوقات تک اللہ تعالیٰ کا عطر پہنچانے کے لیے آپ واسطہ مغلبی ہیں، اس بات کو وہی تجویز کرتے ہیں جس کو معرفت حاصل ہو، جاہل کو کیا ہا! — اللہ تعالیٰ سے دعا بے رحمہ افس کو جزاۓ خیر عطا فرمائے اور ہمیں ان کے ساتھ قیامت کے دن حضور علیہ اصلوٰۃ السلام پر جہذہ تکیے جائیں ۔

آمین! (۲۱ صفر ۱۴۲۷ھ / ۱۹۰۹ء)

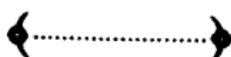


مشق

محمد مجید المکتبی الحسینی

جاودہ مدینہ النبی، استاد محترم مولوی شیخ کریم اللہ کی وساطت سے علامہ محقق شیخ احمد رضا خاں کی تالیف "الدولۃ الالکیہ" کے مطالعہ سے مشرف ہوا، میں نے اس رسالے کو عقائد سلف کے مطابق پایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غیوب کے متعلق خبر دینا آپ کی دوسری تمام نشانیوں اور مجررات کی طرح ہے، ابن تیمیہ نے بھی ابواب الحجح میں ان کا ذکر کیا ہے، کوئی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ولیوں میں سے کسی کو غیب پر مطلع نہیں کیا کیونکہ قرآن کریم ایسے واقعات سے بھرا ہوا ہے، مثلاً حضرت موسیٰ و حضرت خضر کا واقعہ، اور تو اور حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کے واقعات اور ہمارے زمانے میں ہمارے استاد شیخ محمد بدر الدین محدث سے بھی ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں جو اخبار غیریہ سے متعلق ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اور مسلمانوں کے قلوب کو منور فرمائے اور ہم تمام لوگوں کو ان باتوں کی توفیق عطا فرمائے جن میں اس کی اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہو، آمین! (۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)



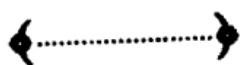
مشق

مصطفیٰ بن محمد آفندی الحنفی

بعض ایسے احباب نے رسالہ "الدولۃ الالکیہ" پر تقریظ لکھنے کی فرماںش کی جن کی فرماںش کو

نالائیں جا سکتا، قبیل ارشاد میں یہ چند کلمات لکھے ہیں:

حضرت مؤلف علام نے جو کچھ لکھا ہے، حق و صحیح ہے، اس سے جناب مؤلف کی دعست علمی اور فضل و کمال کا ثبوت ملتا ہے۔ فجز اہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ اس امت میں علام جیسے فرد کا پایا جانا اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس پر ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں۔



الدولۃ الامکیۃ

پر تقاریب لکھتے والے علمائے کرام کے اسماء گرامی اور انکے مختصر حالات

حضرت مولانا عبد الحق صاحب انصاری مدظلہ

مؤلف

”تاریخ الدولۃ الامکیۃ“

مقررین کے اسماء گرامی

ان ۸۱ مقررین کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔ اس فہرست میں ابتدائی ۵۹ نام ان علماء کے ہیں جن کی تقاریب کے مکمل عربی متن و مکمل اردو ترجمہ دولۃ کیہے کے مذکورہ بالا تین مختلف ایڈیشنز پر اسی ترتیب سے مطبوع ہیں، جیسے یہاں نام درج ہیں اور ۲۰ نمبر کی تقاریب کا فقط مکمل اردو ترجمہ مطبوع اور اس کے عربی متن کا مخطوط تحفظ ہے۔ پھر نمبر ۶۱ سے ۷۳ تک ان مقررین کے نام ہیں، جن کی تقاریب کا مختصر اردو ترجمہ مطبوع ہے جب کہ عربی متن مفع نہیں ہو سکا اور ان کے مخطوطات تحفظ ہیں۔ بعد ازاں نمبر ۷۴ سے ۷۹ تک کی تقاریب کا نہ تو عربی متن اور نہ ہی اردو ترجمہ شائع ہوا جب کہ ان کے مخطوطات تحفظ ہیں۔ آخر میں ان دو مقررین کے نام ہیں کہ جن کی تقاریب کے بارے میں کوئی خبر نہیں۔

اور جملہ مقررین میں سے جن کے سنین وفات وست یا بہیں، ان کا عیسوی سن وفات ہر نام کے آخر میں دے دیا گیا ہے تاکہ تقاریب کو سہولت میسر رہے۔

نمبر شمار	نام	سن وفات
1	شیخ الحسین بن خلیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۱۹۱۱ء
2	شیخ محمد سعید بن محمد سالم پاپھنzel رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۱۹۱۲ء

١٩٣٩ م	شیخ عبداللہ بن عبد الرحمن برائج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	3
١٩٢٣ م	شیخ محمد عابد بن حسین ماکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	4
١٩٢٨ م	شیخ عبداللہ بن علی بن محمد خمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	5
١٩١٣ م	شیخ محمد صالح بن حمدیق کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	6
١٩١٦ م	شیخ احمد بن عبداللہ الشاہ ابوالثیر مرداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	7
١٩١٧ م	شیخ محمد علی بن حمدیق کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	8
١٩٢١ م	شیخ عبداللہ بن صادق ڈلان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	9
١٩٣٥ م	شیخ عمر بن الوبک برائج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	10
١٩١٣ م	شیخ محمد صالح بن محمد بالفضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	11
١٩٣٦ م	شیخ محمد حمزہ ذوقی الحسین بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	12
١٩٢٨ م	شیخ محمد علی بن حسین ماکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	13
١٩٣٠ م	شیخ محمد جمال بن محمد امیر بن حسین ماکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	14
١٩١٩ م	شیخ اسد بن احمد حان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	15
١٩١٨ م	شیخ عبدالرّحمن بن احمد حان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	16
	شیخ محمد بن یوسف خیاط رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	17
	شیخ محمد بن واسح ادریسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	18
١٩٣٠ م	شیخ محمد عمار بن خطار دجاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	19
	شیخ احمد بن احمد الجزايري رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	20
١٩٢٧ م	شیخ ممتاز بن عبدالسلام دامسحانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	21
	شیخ محمد تاج الدین بن مصطفیٰ المیاس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	22
	شیخ سید حسین بن عبدال قادر طرابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	23

	شیخ حسان و نیکی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	24
	شیخ علوی بن احمد باقیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	25
۱۹۱۲ء	شیخ مهدی اللہ بن محمد و مصطفیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	26
۱۹۳۰ء	شیخ محمد الباری بن محمد امین رضوان رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	27
۱۹۱۸ء	شیخ مہاس بن محمد امین رضوان رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	28
	شیخ محمد سعید بن محمد اورنگزی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	29
	مولانا احمد علی بن بشیر الدین رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	30
	شیخ علی بن احمد بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	31
	شیخ احمد بن محمد احمد گلستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	32
	مولانا قاظم محمد برہان الدین بن نور الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	33
۱۹۶۹ء	شیخ مبدی القادر بن محمد امین سودہ رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	34
	شیخ محمد الولہاب بن محمد سفراز زنجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	35
	شیخ مسیلہ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	36
	شیخ مصطفیٰ بن چارزی هزو ز رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	37
	شیخ احمد بن محمد بن محمد خیر شاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	38
۱۹۱۵ء	مولانا محمد عبدالحق بن شاہ محمد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	39
	شیخ سوئی بن طیشائی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	40
	شیخ محمد یعقوب بن رجب رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	41
۱۹۷۵ء	شیخ نیشن بن احمد خیاری رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	42
	شیخ محمد نیشن بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	43
	شیخ مهدی الرحمن درید ار رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ	44

١٩٣٢	شیخ یوسف بن اسحاق جہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	45
	شیخ حسین بن محمد علی بن علی حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	46
	مولانا محمود بن صبحد اللہ راہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	47
١٩٢٠	شیخ محمد سید بن عبد القادر نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	48
١٩٣٢	شیخ محمد و قنیٰ بن محمد الجوینی انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	49
	شیخ علی بن علی رحمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	50
١٩١٧	شیخ عبدالحید بن محمد ادیب حطاط رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	51
١٩٥٨	شیخ محمد سعید بن احمد زمیحہ کتبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	52
١٩٢٦	شیخ عبدالواہب ناصب بن عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	53
١٩٥١	شیخ یوسف بن محمد نجیب حطاط رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	54
	مولانا سید محمد حسٹان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	55
١٩٣٦	شیخ محمد امین بن محمد سوید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	56
	شیخ ابراہیم بن محمد اعلیٰ سقار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	57
	شیخ مہدا الرحمن بن احمد ظفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	58
	شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	59
	مولانا ناباہیت اللہ بن محمود منڈھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	60
١٩٢٢	شیخ محمد سعید فتحی بن رشید فتحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	61
١٩٣١	شیخ عمر بن مسلم خیلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	62
١٩٣٢	شیخ محمد القادر بن ابی الفرج الخطیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	63
	شیخ مہدا کریم بن ہزاری هزو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	64

۱۹۵۳ء	شیخ محمود بن علی بن عبدالرحمن خویل	65
	شیخ محمد بن احمد رمضان شاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	66
۱۹۷۴ء	شیخ محمد بن علی حکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	67
۱۹۷۶ء	شیخ محمد بن علی ستر خلائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	68
۱۹۷۳ء	شیخ محمود بن رشید صفار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	69
۱۹۷۳ء	شیخ محمد ناج الدین بن محمد بدرا الدین حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	70
۱۹۷۸ء	شیخ محمد حطای اللہ بن امام احمد کشم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	71
۱۹۷۸ء	شیخ محمد بن قاسم المرسُوف بِعُجمٍ تاکی حلاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	72
۱۹۷۹ء	شیخ مصلنی بن احمد فکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	73
۱۹۷۳ء	شیخ حسن بن مصلنی اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	74
۱۹۷۱ء	شیخ محمد بن اورلس قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	75
۱۹۷۳ء	شیخ محمد جبیر اللہ بن عبد اللہ ماہابی شکری علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	76
۱۹۷۰ء	شیخ محمد زاہد بن محمد زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	77
۱۹۷۶ء	شیخ محمد عارف بن عگی الدین تھامہ مجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	78
۱۹۷۱ء	شیخ عمار بن احمد موتید عظیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	79
	مولانا احمد بن محمد ضیاء الدین بن بگالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	80
۱۹۷۶ء	شیخ محمد بن جعفر بن اورلس کتابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	81

مقررظین کی اہمیت

دولتہ کیہے کے ۸۱ مقررظین کی بنیادی اہمیت تو یہ ہے کہ سب اپنے دور کی اسلامی دنیا کے جید علماء دین تھے اور ان کا تعلق لماہب ارب بے تھا، پھر یہ کہ مختلف طبقی اوصاف سے متصف تھے۔ مثلاً مفسر، محدث، مندو، فقیر، اصولی، صوفی، مرشد السالکین، شیخ الدلائل، مبلغین اسلام،

اسلامی دنیا کی اہم مساجد کے امام و خطیب و مدرس، مصنف، فحودی، لغوی، ادیب و شاعر، صحافی، اسلامی مدارس کے بانی و مدرس پرست، قاری، خطاط، فلکی، مؤرخ اور نقاد وغیرہ۔ ہر یہ یہ کہ ان میں سے اکثر مختلف اعلیٰ سرکاری مناصب پر حاصل رہے، خلا صدر مملکت، وزیر اعظم، نائب وزیر تعلیم، چیف جسٹس، جسٹس، قاضی، شیخ العلماء، شیخ الخطباء والائمه، مفتی اعظم، مفتی احتجاج، مفتی مالکیہ، مفتی شافعیہ، مفتی حافظ، مسجد حرم کی و مسجد نبوی کے امام و خطیب و مدرس، شیخ السادة، مجلس شوریٰ کے رکن اور اسلامی علوم کے پروفیسر وغیرہ۔

علاوہ اذیں یہ آج کی اسلامی دنیا کے معدود ممالک کے باشندے تھے، جن کے نام یہ ہیں، الجزاير، الہنڈیشیا، پاکستان، چین، سعودی عرب، شام، عراق، فلسطین، مرکش، مصر، سوریا نیپل، ہندوستان اور سینگن۔ ان معلومات کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ دولتِ مکہ پر قلم بند کردہ ان کی تقاریب، مسلمانی تدبیحیہ باجماع امت کی علامت اور سوا ادا اعظم کے مسلک کا واضح اظہار ہیں۔

مقررین کے حالات

دولتِ مکہ پر تقاریب لکھنے والے یہ علماء کرام اپنے دور کے اکابر علماء عرب تھے۔ لہذا ان میں سے اکثر کے حالات و خدمات مختلف مرتبی رسائل و کتب میں درج ہیں، ملکان میں سے چند کے حالات اردو میں بھی لمحہ ہو چکے ہیں۔ آئندہ سطور میں ان سب کا مختصر تعارف یک جا قائم کی تذکرہ کیا جا رہا ہے، جس میں ترتیب اندراج وہی رکھی ہے جیسے مقررین کے اسماء گرامی گزشتہ سطور میں درج کیے گئے ہیں اور ہر مقرر کے تعارف و حالات کے علاوہ متعلقہ حاشیہ میں ان اردو و مرتبی رسائل و کتب کی تذکرہ دیکھ نشان دہی کرو گئی کہ جہاں پر یا تو ان کے حالات کسی تدریجی تفصیل سے ذکور ہیں اور یا ہم ان سے متعلق کوئی اہم بات موجود ہے۔

آنندہ صفات پر بعض مقررین کا نظر نام کی تذکرہ ذکر کیا گیا ہے، کوئی کہ ان کے حالات پیش نظر کتب میں موجود نہیں۔ لیکن اس صورت میں بھی ان سے متعلق حاشیہ میں ان رسائل و کتب کا حوالہ دے دیا گیا ہے جن میں ان مقررین کا مختصر ذکر ملتا ہے۔

* شیخ سید اساعلیٰ بن خلیل رحمۃ اللہ فنا فیہ جبہ
(وقات ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء)

مکہ کرمہ میں پیدا ہوئے، استنبول میں وفات پائی۔ خنیٰ حالم، مسجد حرم میں واقع کتبہ حرم کی کے گران و مدیر اعلیٰ۔ مخطوطات اعلیٰ حضرت میں مخدوم مقامات پر آپ کی فاضل بریلوی سے طلاقتوں کا ذکر ہے [۲۵۷] علاوه ازیں دلوں کے درمیان مراسلات رہی۔ فاضل بریلوی کے نام آپ کے دو مخطوط کا عربی متن [۲۵۸] نیزان کے ارد و تراجم [۲۵۹] مطبوع ہیں۔ آپ ۱۳۲۸ھ میں طاقت کے لیے بریلوی آئے [۲۶۰] قبیل ازیں مکہ کرمہ میں فاضل بریلوی سے خلافت پائی [۲۶۱] السولۃ المکیۃ کے علاوہ حمام الحرمین اور قوادی الحرمین کے مقرزاد و مؤید۔

* شیخ محمد سعید بن محمد سالم بافضل رحمۃ اللہ فنا فیہ جبہ
(وقات ۱۳۳۰ھ / ۱۸۲۹ء)

مکہ کرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ پہلے مسجد حرم میں مدرس ہوئے پھر ہنافی حکومت نے ”منقی شافعیہ“ تای اہم منصب آپ کے پرداز کیا۔ بعد ازاں پورے مکہ کرمہ میں مختلف سرکاری مناصب پر خدمات انجام دیئے والے جملہ علماء کرام کے گران منصب شیخ العلماء پر آپ کو تیجات کیا گیا جس پر اپنی وفات تک خدمات انجام دیں اور ”شیخ الاسلام“ کے لقب سے جانے گئے۔ چھ تصنیفات ہیں، ان میں اردو بابت ”القول المحمدی فی الرد علی عبد الله بن عبد الرحمن السندي“ ہے، جو حکارت سے شائع ہوئی اور یہ ہندستان کے فیر مقلد علامہ محمد بیرونی (وقات ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۵ء) وغیرہ کی تصنیف ”صیانة الانسان“ کے تھا قب میں لکھی گئی۔ وگر تصنیف میں تصوف ہے ”اسعاد الرفق“ مطبیوں بیلاق قاهرہ، رسالۃ فی اذکار الحجج المأثورة و آداب السفر و الزیارت، ”مطیوہ مکہ کرمہ، رسالۃ فی البعث و الشور فی احوال الموتی و

ال فهو مطبوعة بـ "أوز" البرة النقيه فى فضائل ذريعة خبر البرية" وفيه كتب هـ [۲۶۳] - آپ نے دولت کی کے طاواہ قاضل بریلوی کی تزیدی و کتب حسام الحرمین علی منحر الكفر و العین" اور فتاویٰ الحرمین بر جف ندوۃ العین پر تجز مولا ناظم و تجیر قسروی کی تقدیس الوکیل عن توہن الرہید و الخلیل پر بھی تائیدی تاوی و تقاریبہ قلم بند کیں، جوان کتب کے ساتھ مطبوع ہیں۔ بعض اروعوت ذکرہ شاگردوں نے آپ کو قاضل بریلوی کے خلیفہ قرار دیا ہے [۲۶۴] لیکن یہ درست نہیں۔

* شیخ عبداللہ بن عبد الرحمن سراج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۹۳۹ھ/۱۳۶۸ھ - ۱۸۷۶ھ/۱۳۹۳ھ)

مکہ کرمہ میں پیدا ہوئے اور اردن کے دارالحکومت گمان میں وفات پائی، وہیں کے شاہی قبرستان میں قبرداشت ہے۔ قاضل بریلوی وغیرہ متعدد اکابر علماء ہند نے آپ کے والد گرامی کی شاگردی اختیار کی۔ آپ نے جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی، پھر ہندوستان آئے اور حیدرآباد کن وغیرہ شہروں کا دورہ کیا اور داسالخلافہ استنبول میں ذیہود بریس سک مقیم رہے۔ ٹھلی مہد کے آخری الام کے کے کرمہ میں منتفع احباب اور پیر ہائی مہد میں ملک کے چیف جنگیں رہے۔ سعدی انقلاب کے بعد ان اربعوں ہجرت کی، جہاں ملک کے وزیر اعظم بنائے گئے، جس دوران میں قسطنطین پر توجہ دی۔ اوز جملہ استفادہ کی شریحی حیثیت جس کا ذکر آگئے ہے۔ اس پر آپ کی تصریح سب سے اول درج ہے۔ [۲۶۵]

۱۳۳۸ھ میں مولا ناظمی مکہ کرمہ حاضر ہوئے تو آپ چیف جنگ ملکت چار تھے، اس دوران میں مولا ناظمی نے آپ کے ففتر ہائی کرلا ہاتے۔ [۲۶۶] آپ کے بیٹے شیخ حسین سراج (ولادت ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء) رابط عالم اسلامی کے سکریوئر ہے۔ [۲۶۷]

*** شیخ محمد عبدالبن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ**

کہ کرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ مدرس مسجد حرم نیز آپ کی رہائش گاہ بھی کسی بڑے مدرسے کم نہ تھی۔ آپ کے والد "مفتی الکیری" تھے، بعد ازاں اس گمراہ کے متعدد علماء مختلف اوقات میں اس منصب سے وابستہ رہے۔ چنانچہ آپ بھی مسلمان اور پھر ہاشمی محدث مفتی الکیری تھیں اور اسی وجہ سے مفتی سید عون رفیق پاشا بن محمد حسنی (وفات ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۵ء) جو ۱۲۹۹ھ سے وفات تک گورنر ہے، مؤرخین نے رعایا پر ان کے قلم و انتظام کا بطور خاص ذکر کیا ہے [۲۶۷] ۱۳۱۳ھ کو اعلاء مکہۃ الحق کی پاداش میں مذکور گورنر نے چند اکابر علماء کو کرمہ کرمہ سے لکل جانے کا حکم دیا تھا شیخ محمد عابد ان جلاوطن کیے گئے علماء میں سے ایک تھے، آں کر آپ کی برس بعد اس شہر مقدس میں واپس آئے۔ چدقینیات کے نام معلوم ہو سکے جو یہ ہیں، اپنے والد کی تصنیف "توضیح المناسک" کی شرح "هدایۃ الناسک" مطبوعہ کمہ کرمہ، القول الفصل فی تائید سنۃ السدل علی منہب الامام مالک بن انس، مطبوعہ کمہ کرمہ، فتنہ مأکی پر اعدب المقال فی دلیل الارسال، مخطوط مخدودۃ مکتبہ کمہ کرمہ، تصوف پر رفع البدع و الفساد عن حدیقة الذکر و الاوراد، مخطوط مکتبہ کمہ کرمہ، رسالتہ فی ایات التوسل [۲۶۸]۔

مولانا امیر علی امینی نے مذکور سفر جاز کے دوران کمہ کرمہ میں آپ سے ملاقات کی [۲۶۹] الدوڑۃ المکہۃ کے علاوہ حسام الحرمنی، اور تقدیس الوکیل کے مقروظ نیز فاضل بر طبعی سے غلافت پائی۔

شیخ عبد اللہ بن علی بن محمد حمید رحمۃ اللہ فی عالمی جبہ
(۱۹۲۸ء-۱۳۴۲ھ/۱۹۰۰ء-۱۹۲۸ء)

خطے نجد کے علاقہ قسم کے مرکزی شہر عنیزہ میں پیدا ہوئے، پھر طویل عرصہ تک کمرہ میم

رہے اور طائف میں وقات پائی۔ مسجد حرم میں امام و مدرس اور پھر مفتی حابلہ کے منصب پر تھیات رہے اور ہنالی حکومت کے خاتمہ پر مستعفی ہو گئے، پھر سعودی عہد میں آپ کو قاضی کا منصب بیٹھ کیا گیا جسے آپ نے قبول نہیں کیا۔ آپ کی تصنیفات یہ ہیں، تحفۃ الناسک لاداء المناسک، مطبوعہ کہ کرمہ، شرح مختصر علی عقیدۃ السفارینی، مخطوط، الدر المنضد فی اسماء کتب مذهب الامام احمد، مطبوع، النعت الامکل فی تراجم اصحاب الامام احمد بن حنبل۔ [۲۷۰]

۱۴۹۳ھ مولانا عبدالحی کسنی فرگی محلی حج و زیارت کے لیے گئے تو آپ کے دادا سے سند روایت و اجازت حاصل کی۔

* شیخ محمد صالح بن صدیق کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۴۶۳ھ / ۱۳۲۲ھ / ۱۸۸۵ھ - ۱۴۹۳ھ / ۱۳۰۳ھ / ۱۸۴۷ھ)

کہ کرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ مسجد حرم کے امام و خطیب و مدرس، پھر ۱۴۹۷ھ کو جدہ شہر کے قاضی ہائے گئے لیکن دیوار کعبہ کا شوق غالب آیا تو درس بعد مستعفی ہو کر کہ کرمہ آگئے، جہاں شہر کے نائب قاضی تھیات کر دیے گئے۔ آپ گورنر کہ کرمہ سید عبدالمطلب بن غالب حنفی (وقات ۱۴۰۳ھ / ۱۸۸۵ھ) جو ۱۴۹۹ھ تک مختلف اوقات میں تین بار اور کل آٹھ برس تک گورنر ہے [۲۷۱] ان کے مشیر و مقرب خاص تھے۔ آئندہ دنوں میں مفتی احباب کا منصب جملہ آپ کے پردہ اور آخر عمر میں شیخ العلماء ہائے گئے۔ آپ مسجد حرم میں نقشی کی طفیل کتاب "الہدایہ" کا درس دینے میں مشہر رکھتے تھے۔ آپ کی تصنیفات کے نام یہ ہیں، القول المختصر المفید لاهل الانصاف فی بیان الدلیل لعمل اسقاط الصلوۃ و الصوم المشہور عند الاحباب، جو کہ کرمہ والا ہور سے شائع ہوئی اور اب خانقاہ نقشبندیہ، مرشد آبار پشاور کے چادہ نشین حضرت خواجہ ابوالغیر محمد عبداللہ جان حظہ اللہ تعالیٰ کی تحریک و خواہش پر مولانا سید محمد ذاکر حسین شاہ حشی سیالوی

حضرت اللہ تعالیٰ نے اس کا اردو ترجمہ کیا جو حیلہ استغاثہ کی شرعی حیثیت کے نام سے مرتبی تھیں و ترجمہ کے ساتھ مکجاہ ۱۹۹۵ء میں مرشد آباد پشاور سے شائع ہوئی۔ اس پر کہ کرمہ کے پانچ اکابر علماء حاضف کی تقاریب درج ہیں۔ اور مگر تصنیف میں زیارت و خدمت رسول اللہ ﷺ کی فہم پر فوج الخصم بن صاحب الصارم و صاحب شفاء السقام مختلطف اخروندست کہ کرمہ نقشی پر نبصہ الصیبان اور سانحہ کر بلا پر کب ہیں۔ [۲۷۲]

شیخ صالح کمال کا دو لئے کیہ کی تصنیف سے گھرے تعلق کا ذکر گزشتہ صفات پر آچکا دریہ بھی کہ آپ نے حسام العزمین اور فناوی العزمین نے تقدیس الوکیل پر تقاریب میں اور قاضل بر طیوی سے مختلف اسلامی علوم میں اجازت و خلافت پائی۔

* شیخ احمد بن عبد اللہ ابو الحیرہ مرداد رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲۳۵ھ / ۱۸۳۳ء - ۱۲۵۹ھ / ۱۹۴۶ء)

کہ کرمہ میں پیدا ہوئے وہیں پر وفات پائی۔ مسجد حرم میں امام و خطیب و مدرس رہے، نیز منقی احافی کے نائب رہے، جب کہ منقی کا منصب بارہا آپ کو پہنچ کیا گیا تھا مگر آپ مhydrat خواہ ہوئے۔ ہنی حکومت نے مسجد حرم میں تجهیزات لاتعداد اس لحلیبا مکی گرفتی اور ان کے امور کی دیکھ بھال کے لیے ایک سربراہ منصب دیکھ بھانہ و الخطباء، مکمل دستے رکھا تھا اور مرداد خادمان کے طلاق تقریباً پہنے دو صد یوں تک اس پر قائز رہے۔ شیخ عبدالرحمن مرداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۷ / ۱۲۹۲ھ کا تقریباً) اس خانزادہ کے اولین فرد ہیں جو ۱۲۵۲ھ / ۱۸۷۴ء کو دیکھ بھانہ و الخطباء بنائے گئے اور جب ۱۹۰۶ء میں قاضل بر طیوی کہ کرمہ وارد ہوئے تو نیکی شیخ احمد ابو الحیرہ مرداد اس مددہ پر حسکن تھے [۲۷۳] بعد ازاں آپ کے فرزند مطیل و نشر النور، مجھی حییم کتاب کے صفت شیخ عبدالشافعیہ الحیرہ مرداد شیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۲۳۳ھ / ۱۹۱۳ء)، اس منصب سے وابستہ رہنے والے اس خادمان کے آخری فرد تھے۔ [۲۷۴]

شیخ احمد مرداد کے شاگردوں میں حاجی المانا اللہ مہاجر کی چیخے اکابر بنہ شال ہیں۔
 قاضل رہنما نے انجی شیخ احمد مرداد کی خواہ پر دولت مسکیہ میں علم فرش کی بحث کا
 اضافہ کیا، آپ نے دولت مسکیہ کے طارودہ حسام الحرمن پر قاریہ لکھیں، جب کرمولانا
 محمد الاصدیق علیہ سعیت رحمۃ اللہ تعالیٰ طلب نے اس موقع پر آپ سے مندرجات و اجازات حاصل
 کی۔ ہر دو ماں جملہ استاذ کی شرعی تجیہت ہے آپ کی تقریب موجود ہے۔

* شیخ محمد بن حمدان کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ جب

(۱۳۲۵ھ / ۱۸۴۶ء - ۱۴۲۷ھ / ۱۹۰۷ء)

کہ کرمہ میں بھا اورے، دینا پر وفات پائی۔ درس سہر درم، اہم خلی عالم، ہدہ کی
 شرعی حوالات میں اخشن تجیہات دے۔ واضح و ذات پہنچی میں مشورہ، حسام الحرمن
 پر بھی آپ کی تقریب موجود ہے۔ [۲۵]

* شیخ سید محمد اللہ بن صادق دھلان رحمۃ اللہ تعالیٰ جب

(۱۳۲۶ھ / ۱۸۴۷ء - ۱۴۲۸ھ / ۱۹۰۹ء)

کہ کرمہ میں بھا اورے، الودیخیا میں وفات پائی۔ حافظ قرآن مجید، اہر تکلیفات،
 نام سہر درم، شافعی عالم، سراج، مسلم اسلام ہمہ رہیہ کہ کرمہ کے گران ادارہ کے سربراہ۔
 آپ کے احتراز و گایا طامہ سہا اگر انہیں دلی دھلان رحمۃ اللہ تعالیٰ طلبہ (وفات ۱۳۲۳ھ / ۱۸۸۶ء)
 سے قاضل رہنما دیفروہ اکابر طراءہ ہدئے اقت کیا۔ شیخ محمد اللہ دھلان نے الودیخیا ہری لکا،
 سلطان ہندوستان طایبیاد فیرہ مالک میں حدمداری و مساجد کی بنیاد رکی۔ آپ ۱۳۲۸ھ ادارہ رہ
 تقریباً ۱۳۲۶ھ میں ہندوستان تشریف لائے۔ قبل ازیں کہ کرمہ میں قاضل رہنما سے
 دلکشی و اوقاف کر کے چھاندہ ۱۳۲۸ھ کو، قبلی پہنچا درآپ سے اجازت و خلافات
 حاصل کر کے واپس ہوئے۔ بعض اندوختہ کہ شاگردوں نے آپ کا سن وصال ۱۳۲۶ھ اور
 والد کا ۱۳۲۴ھ میر کھا ہے (۲۶) بعد سعین میں آپ کی تصنیفات ہیں: انسار

الطلاب بفراند قواعد الاعراب، مطبوعہ سمجھی، ارشاد ذری الاحکام الی واجب
القضاء و الحکام، خلاصۃ التریاق من سعوم الشفاق، زبدۃ السیرۃ النبویة،
مفتاح القراءۃ و دلیله۔ [۲۷۶]

آپ کے پتا پروفیسر ڈاکٹر سید عبد اللہ دحلان ۱۹۸۸ء اور ۱۹۹۵ء میں جیسا کہ آپ کا مریض
ایڈ ائمہ شریز جدہ کے بجزل یکروی تھے۔

* شیخ عمر بن ابو بکر باجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۲۷۳ھ/۱۸۵۲ء - ۱۳۵۳ھ/۱۹۳۵ء)

جنوبی سین کے علاقہ حضرموت کے گاؤں الماء میں پیدا ہوئے، پھر کہ کرمہ ہجرت کی
اور وہیں پر وفات پائی۔ حافظ قرآن کریم، صوفیہ کے سلسلہ طویلی کے مرشد، مسجد، مسجد و میں
کتب حدیث و تفسیر و فقہ شافعی کے درس، ہاشمی شعبہ میں مسنجی شافعیہ کے منصب پر تھیات
رہے۔ الی بیت النبی ﷺ سے محبت میں مشہر ہائی۔ مملکت ہاشمیہ جاز کے بانی شاہ سین
بن علی کے محل میں آپ کا خصوصی خطاب ہوتا اور بادشاہ متعدد امور و معاملات میں آپ پر
اعتماد کرتا۔ [۲۷۸]

حسام الحرمين اور فتاویٰ الحرمين پر بھی آپ کی تقریب و فتویٰ مطبوع ہیں۔

* شیخ محمد صالح بن محمد بافضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء - ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۳ء)

کہ کرمہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ شافعی عالم، مسجد و میں تفسیر و غیرہ علوم کے
درس، صاحب نشر النور نے آپ سے مختلف علوم کی متعدد کتب پڑھیں۔ آپ کی تصانیف
میں سے چند کے نام یہ ہیں، فقہ شافعی پر علامہ ابن حجر لامی کی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی
تحفة المحتاج لشرح المنهاج، پرچار جلد دو پر مشتمل حاشیہ، تحریر میں نوع من
اللباس المسمی باللأس۔ [۲۷۹]

حسام الحرمین پر بھی تقریبی لکھی جو مطبوع ہے۔

* شیخ سید محمد حمزہ ذوقی ابو حسین بن عبد الرحمن حسینی رحمۃ اللہ علیہ حمد

(۱۳۶۵ھ/۱۸۴۷ء - ۱۳۶۷ھ/۱۸۴۹ء)

کہ کمر میں بیہا اورے، دہیں پر وقات پائی۔ حافظ قرآن کریم، حنفی عالم، مجدد حرم
میں مدد و نماز تراویح کے لام، ھنلی مہد میں کہ کمر میں کا عاب قاضی، نیز مخدوس کاری و
غیر سرکاری الہی مناصب پر تھیات رہے۔ ہنلی مہد میں حکمہ قائم کے اعلیٰ ادارہ نیز خلافت کا نظریں
کر کر رہے۔ سعودی مہد میں مقامی عدالت کے صدر رجع اور مومن اسلامی کے رکن و دیگر اعلیٰ
مناقب پر فائز رہے۔ بھاڑاں آپ کے بیچے شیخ سید حمزہ ذوقی ابو حسین رحمۃ اللہ علیہ طیبہ
(وقات ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء) سعودی بھلیں ہوئی کے رکن رہے، جب کہ آپ کے پاؤں ۱۳۶۲ کثر
سید حسن حمزہ ذوقی، سعودی وزیر قائم کے نظر میں مشیر ہوئے۔ [۲۸۰]

الدولۃ المکہۃ کے طلاوہ حسام الحرمین پر تقریبی لکھی، نیز فاضل برلنی سے
خلافت پائی اور دیگر تحریروں میں آپ کا ذکر خیر کیا۔

* شیخ محمد علی بن حسین بن مالکی رحمۃ اللہ علیہ حمد

(۱۳۶۷ھ/۱۸۴۷ء - ۱۳۶۰ھ/۱۹۴۱ء)

کہ کمر میں بیہا اورے، طائف میں وقات پائی اور دہیں پر قبرنی۔ درس مجدد حرم،
دارالعلوم دیوبیہ کہ کمر میں کمر میں کے صدر مدد، ھنلی و ہنلی مہد میں ملٹی مالکیہ رہے۔ ھنلی مہد
میں ہنلی انصاف کے ایک اہم فیہ کے سربراہ و غیرہ مناصب جب کہ ہنلی مہد میں
صلحتی قائم کی اہلی کمیل کے کر کر رہے۔ ملٹی کے خصوصی ماہر تھے، اسی باعث امام ابو ہمین کہلائے۔
پھر دوسری صدی ہجری کے طلاوہ کمیں کوت تسانیف میں آپ کا ام کرامی سر نہرست
ہے، ان کی تعداد ۶۵ سے زائد ہے، جن میں سے بعض چند شائع ہوئیں۔ آپ کی چند
تسانیف کے نام ہیں، جسم ناپاک ہونے کی صورت میں قرآن مجید کو چھوڑ کے سلے ۱۰

اظہار الحق المبین بتأثیر اجماع الائمة الاربعة على تحریم من وحمل القرآن لغير المطهرين، مطبوع دریاض، علم حدث پھر سالہ فی حکم روایۃ السنۃ۔

بالمعنی، میلاد و قیام کے جواز پر الہدی الشام فی موارد المولد النبوی و ما اعید لیہ من القیام، ایمان والدین مصلحتی ﷺ پر سعادۃ الدارین بنجاة الانبوین، حج و زیارت و تکرات کے موضوع پر بوارق انواء الحج و لفڑائلہ و آدابہ و مافیہ من حکم و اسرار و لفڑائل مکہ و المدینہ و ما جاء فی فضل زیارة النبی ﷺ و صاحبیہ و اهل بیتہ و التبرک بالآثار، مقام مصلحتی ﷺ کے بیان پر حیاء الاحلاک بحدیث لولاک لما خلقت الالاک، تکید کے ہاتھ میں الصارم المبید لمنکر حکمة القلبید، مدحی اجتہاد شیخ عمر بن علی خوکانی (وقات ۱۱۵۰ھ / ۱۸۳۳ء) کے تھاقب میں المقصود السدید فی بیان خطأ الشوکاتی فیما انتبه به رسالته القول المفید، بقدر ما کی پر ایضاً حضور المناسک علی منصب الامام مالک، جو قول، یہ تماز پڑھنے کے عدم جواز پر فتح المتعال فی بیان ضعف القول بستہ الصلة بالتعال، تصوف کے موضوعات پر عین الحقيقة فی بیان المقصود بالطريقة اور طواعی اللامس الرطانیة، اور ادو و ظائف پر مشتمل الورد العلوی، و لادات مصلحتی ﷺ کے مقام پر حکومت سعودی عرب کے قائم کردہ کتب خانہ مکتبہ مکہ مکرمہ، میں آپ کی تینیں تصانیف کے مخطوطات محفوظ ہیں اور اس کا ایک ہال آپ کے نام سے منسوب ہے۔ آپ کی اسانید و حالات پر آپ کے اہم شاگرد صاحب تصانیف کثیرہ شیخ محمد یاسین بن عیسیٰ قادری کی شافعی نے کتاب المسک الصلی فی اسانید لفضیلۃ الشیخ محمد علی، تصنیف کی چون مطبوع ہے۔ [۱۸۱]

الدولۃ المکیۃ کے مطابق حسام الحرمنی کے مقرۃ، نیز قابل برملوی سے خلاف

پائی اور آپ کی درج میں پہنچ اشعار موزوں کیے جو حسام الحرمین میں مطبوع ہیں۔

* شیخ محمد حال بن محمد امیر بن حسین مالکی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۲۸ھ/۱۴۳۹ء-۱۸۲۵ھ/۱۴۳۹ء)

کہ کرس میں بیہا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ مدرس مسجد حرم، مکمل تعلیم کی مجلس منتظر کے رکن، مکمل انصاف میں یا یک شجرب کے صدر رہے۔ آپ نے علم خوب پر کتاب "السمرات الجنبیة فی الائسلة النحویة" ۱۴۳۹ھ میں تصنیف کی، جو آج تک بعض دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے۔ ان طوں کا پہنچ سے اس کے دو اگ ایڈیشن شائع ہو کر دستیاب ہیں۔ آپ کے دادا اور بھر تین پچھے مختلف اوقات میں "معنی ما الکتب" تیناتر ہے۔ [۲۸۲]

الدولۃ المکہۃ کے ٹلاوہ حسام الحرمین کے مقرر ذیز قاضل بر جلوی سے خلافت پائی۔

* شیخ احمد بن احمد دحان رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۲۸ھ/۱۴۳۹ء-۱۸۲۳ھ/۱۴۳۸ء)

کہ کرس میں بیہا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ مدرس مسجد حرم، امام ختنی عالم، کہ کرس کی اہلی صالت کے شیخ و مکمل مناصب عالیہ پر خدمات انجام دیں [۲۸۳] "حیله استغاطہ کی شری حجیبت" ہا آپ کی تقریبہ موجود ہے۔

الدولۃ المکہۃ کے ٹلاوہ حسام الحرمین کے مقرر ذیز قاضل بر جلوی کے خلیف۔

* شیخ عبدالرحمن بن احمد دحان رحمۃ اللہ علیہ

(۱۸۲۳ھ/۱۴۳۷ء-۱۸۲۶ھ/۱۴۳۸ء)

کہ کرس میں بیہا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ حافظ قرآن مجید، مسجد حرم میں نماز تراویع کے امام و قریرو صدیق و فیرہ طوم کے مدرس، مدرس صولتیہ کہ کرس میں مدرس دینہ اول، استاذ الحلماء، مفتخر ختنی کے خصوصی مابر۔ [۲۸۴]

شیعہ فرقہ کے اعمال و افعال تحریک سہی حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سید کوئی وغیرہ

کے بارے میں مدرسہ صولیٰ کے چھ علماء نے پانچ سوالات کے جواب میں مشترک فتویٰ جاری کیا، جس میں ان اعمال کو تاجراز، بدعت، حرام قرار دیا اور خلفاء ارباب سے محبت کرنا، اہل سنت و جماعت کے مقام و خصوصیات میں سے تباہی۔ یہ فتویٰ سوال و جواب کے عربی متن وارد و ترجمہ کے ساتھ نہشہ الاسلام میں شائع ہوا تھا، جس میں فتویٰ جاری کرنے والے علماء کے معظمه میں شیخ عبدالرحمن دuhan کا نام سب سے اول درج ہے۔ [۲۸۵]

الدولة المکۃ کے علاوہ حسام الحرمنین پر بھی تقریبی لکھی، نیز قاضل برلنی سے اجازت و خلافت پائی۔

* شیخ محمد بن یوسف خیاط رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء میں زندہ)

کہ کرمہ میں پیدا ہوئے اور اغذیہ نیشیا میں وفات پائی۔ مدرسہ خیاط کہ کرمہ کے بانی، شافعی عالم، ماہر فلکیات، ادیب و شاعر، اغذیہ نیشیا میں تدریسی و تبلیغی خدمات ہیں۔ تعنیفات یہ ہیں، نسمة العلم بام القرى، مطبوعہ کرمہ، علم فلکیات پر پہلے الباکورة الجبیة فی عمل الآلة الجبیة کے نام سے منconom کتاب لکھی، جس کا مخطوط ریاض یونیورسٹی میں ہے، پھر خود ہی اس کی شرح لائلی الطل الندیۃ علی الباکورة الجبیة لکھی، جو کہ کرمہ سے شائع ہوئی اور مدرسہ صولیٰ کے نصاب میں شامل کی گئی۔ [۲۸۶]

الدولة المکۃ کے علاوہ حسام الحرمنین وفتاویٰ الحرمنین کے مقرظ و مؤید۔

* شیخ سید محمد بن واسع حسینی اور لیکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

* شیخ محمد مختار بن عطار وجاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۳۳۹ھ / ۱۸۶۲ء میں زندہ)

اغذیہ نیشیا میں پیدا ہوئے، ۱۳۲۱ھ کو کہ کرمہ نہ بھرت کی، وہیں پر وفات پائی۔ عارف بالله، مند، شافعی عالم، ماہر فلکیات، مدرس مسجد حرم، آپ کا گھر بھی مدرسہ کی حیثیت رکھتا تھا۔

عرب وعمّم کے اکابرین نے آپ سے اخذ کیا۔ چند تصنیفات کے نام یہ ہیں، علم روایت
حدیث و اسانید پر اتحاف السادة المحدثین بمسلسلات الاحادیث الاربعین،
”جمع الشوارد من مرویات ابن عطارد“، ”الموارد فی شیوخ ابن عطارد“، ”فلکیات
پر تقریب المقصد فی العمل بالربيع المجیب“، ”وسیلة الطلاب“ [۲۸۷] ۱۳۳۰ھ میں مکہ کرمہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو وہیں پر الدوّلۃ المکّیۃ
پر تقریب لکھی۔

* شیخ سید احمد بن احمد الجزايري رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۱۴۱۲ھ/۱۳۳۰ء میں زندہ)

مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، شیخ سید عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسل
میں سے نیز انہی کے سلسلہ طریقت سے وابست، مفتی مالکیہ مدینہ منورہ۔ شیخ محمود عطار دمشقی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قول گنگوہ و انہلوی کے درمیں استحباب القیام، لکھی تو آپ نے
اس پر تقریب قلم بند کی [۲۸۸] جو اس کے استبول ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۹۵ء پر موجود ہے۔
فاضل بریلوی سے آپ کی ملاقات کا ذکر ملفوظات میں ملتا ہے [۲۸۹] اسی دوران
آپ نے حسام الحرمین پر تقریب لکھی، جو مطبوع ہے اور ۱۳۲۹ھ میں آپ نے دولۃ مکہ
کے مندرجات پر چند سطور کی تصدیق لکھ کر اسے مہر سے مزین کیا [۲۹۰] ان دونوں آپ
نوٹی لوکی کرتے تھے مگر حکومت سے کچھ تعلق نہ تھا۔ بعد ازاں آپ مستقل مفتی مالکیہ
از طرف حکومت ہو گئے، سرکار سے معاش محتول بھی مقرر ہو گئی اور حکام میں شمار ہوئے،
تب آپ نے ۱۳۳۰ھ میں دولۃ مکہ پر مفصل تقریب لکھی [۲۹۱] آپ کی تصدیق اور تقریب
دوں اس کتاب پر الگ الگ صفحات پر مطبوع ہیں۔

* شیخ عثمان بن عبد السلام و اخوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۱۴۲۹ھ-۱۸۵۳ھ/۱۳۲۵-۱۹۰۷ء)

مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ اس مقدس شہر میں آباد اتحاف کے

ایک ایسے گرانہ کے اہم فرد جو دو صد بیوں تک وہاں کی طلبی دنیا میں نہیاں رہا۔ آپ کے جدا علیٰ محدث و فقیر، صاحب تصنیف شیخ عبدالسلام بن محمد امین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۰۲ھ / ۱۷۸۸ء) داخلستان کے مقام شریوان سے بھرت کرتے ۱۱۳۰ھ کو مدینہ منورہ آئے۔ شیخ عثمان نے مولانا عبد الحقی مجددی دہلوی مهاجر مدنی وغیرہ سے تعلیم پائی۔ مسجد نبوی میں مدرس و امام و خطیب، ادیب و نعت گوشاعر، نیز ۱۳۰۳ھ سے ۱۳۱۹ھ تک مفتی احاف تھیں رہے۔ آپ کی تصنیفات یہ ہیں:

”مجموعہ فتاویٰ“، ”وجلد سر الحرف“، ”شرح مسند الامام احمد بن حنبل“، نیز آپ نے اجداد کی تصنیف کو مرتب کیا، ان سب کے مخطوطات مدینہ منورہ میں آپ کی نسل کے پاس محفوظ ہیں۔ آپ کے فرزند شیخ محمد بن عثمان داخلستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی علماء میں سے ہوئے۔ [۲۹۲]

الدولۃ المکیۃ کے علاوہ حسام الحرمنی و فتاویٰ الحرمنی نیز تقدیس الوکیل کے مقرظ۔

* شیخ محمد تاج الدین بن مصطفیٰ الیاس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء سے قتل وہیں پر وفات پائی [۲۹۳]۔ مفتی احاف تھیں رہے، مولانا شاہ عبد الحقی مجددی دہلوی مهاجر مدنی کے شاگرد ہیں [۲۹۴]۔ ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۶ء کو علی پاشا تمرکیین مدینہ منورہ کے گورنر بنائے گئے [۲۹۵]۔ جنہوں نے شہر بیوں سے حقارت اور توہین و تذلیل کا روایہ اختیار کیا تو بغاوت کا جذبہ بچوٹ پڑا، جس نے بڑے مسلح تصادم و فتنہ کی صورت اختیار کر لی۔ اس موقع پر شیخ تاج الدین الیاس نے فریقین کے درمیان مصالحت کی بھرپور کوشش کی [۲۹۶] ملعونوں اعلیٰ حضرت میں آپ کا ذکر ملتا ہے [۲۹۷] الدولۃ المکیۃ کے علاوہ حسام الحرمنی کے مقرظ۔

شیخ سید حسین بن عبد القادر طرابلسي رحمۃ اللہ علیہ جدید *

معلوم رہے کہ جو دہویں صدی ہجری کے ابتدائی عشروں میں مدینہ منورہ میں عبد القادر طرابلسي نام کے دو اہم علماء ہوئے۔ ایک شیخ سید عبد القادر ادھمی حسینی طرابلسي اور دوسرے شیخ عبد القادر بن توفیق ہلی طرابلسي رحمہما اللہ تعالیٰ اور دونوں ہی طرابلس کے باشندہ، خلی المدد ہب، صاحب تصنیف اور ادیب و شاعر تھے اور ان میں تمیز کے لیے پہلے شیخ سید عبد القادر طرابلسي کبیر جب کہ دوسرے شیخ عبد القادر طرابلسي صنیر کہلاتے۔

ان میں سے آخر الذکر کی فاضل بریلوی سے ملاقات ہوئی، حسام المغریمین پر تقریبہ مطبوع ہے، سمجھا علامہ سید احمد بروز جی کے مترب تھے اور گزشتہ صفات پر ان کا تعارف آچکا۔

جب کہ اذل الذکر یعنی شیخ عبد القادر طرابلسي کبیر نے ۱۳۱۶ھ / ۱۸۹۸ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ آپ روضۃ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص تھے، متعدد تصنیف ہیں، جن میں سے چند سمجھتی سے شائع ہوئیں۔ آپ کی فاضل بریلوی سے ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ آپ فاضل بریلوی کی دوسری بار مدینہ منورہ حاضری سے سات برس قبل وفات پاچے تھے [۲۹۸] آپ کے چار فرزندان کے نام معلوم ہو سکے، جو یہ ہیں: سید حسین، سید ابراہیم، سید محمد، سید احمد خطیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان میں سے آخر الذکر کا تعارف گزشتہ صفات پر آچکا اور یہ بھی کہ اذل الذکر تین بھائی مختلف اوقات میں بریلی آئے۔

شیخ سید عبد القادر طرابلسي کبیر کے فرزند سید حسین مدینی، مسجد نبوی میں مدرس تھے اور معلوم جفر و فلکیات سے اپنے والد کی طرح گھر الگا درکھتے تھے۔ آپ نے دولہ مکہ پر تقریبہ کی، بعد ازاں بریلی حاضر ہوتے اور ذکرہ علوم میں فاضل بریلوی کی شاگردی اختیار کی، نیز آپ سے اجازت و خلافت پائی۔ اسی موقع پر فاضل بریلوی نے آپ کے لیے عربی کتاب 'اطائب الاکسر' فی علم النکسر' تصنیف کی [۲۹۹] آپ کے ہارے میں فاضل بریلوی کا قول یہ ہے:

”سید حسین مدفنی صاحب ساکوئی سیرچشم و بے طبع عربی میں نے ان عرب سے آنے والوں میں نہ دیکھا، ان کی خوبیاں دل پر چش ہیں“۔۔۔۔۔ [۳۰۰]

* شیخ حمدان و شیخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء میں زندہ)

الجزائر کے شہر قطعنہ سے باشندہ پھر ۱۹۰۸ء میں مدینہ منورہ ہجرت کی اور وہیں پر وفات پائی۔ مدرس مسجد نبوی، الجزائر میں اسلامی اقدار کی حفاظت اور فرانسی استعمار سے ملک کی آزادی کے لیے فعال رہے۔ آپ کے شاگردوں میں تحریک آزادی الجزائر کے مشہور رہنماوں جیعت علماء المسلمين الجزائر کے صدر شیخ عبدالحیم بن محمد بادلس (وفات ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء) میںے مشاہیر شامل ہیں۔ [۳۰۱]

* علامہ سید علوی بن احمد بافقیہ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء میں زندہ)

مدینہ منورہ میں آباد سادات خاندان سے متعلق جملہ امور کے گران سرکاری منصب ’شیخ السادة‘ پر تھیں رہے۔ علاوہ ازیں شیخ سید احمد برزنی کے بعد ’مفتق شافعیہ‘ تھے۔ آپ علماء مدینہ منورہ کی مجلس منعقد کر کے اس میں علامہ ظیل الرحمن بن عثمنوی کی تھاڑع تحریروں پر غور و بحث کے بعد ان کے رد میں مستقل کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ [۳۰۲]

* شیخ عبداللہ بن عودہ صوفیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۳۳۱ھ/۱۸۳۰ء-۱۹۱۲ء)

فلسطین کے شہر نابلس کے قریب گاؤں کفر قدوم میں پیدا ہوئے اور وہیں پر سجده کی حالت میں وفات پائی۔ آپ نے دمشق میں تعلیم پائی پھر ۱۳۱۸ھ کو مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور وہاں کئی برس قیام کیا۔ فقیہ ضبلی، محدث، سعیر، سیاح، عارف بالله، متعدد تصانیف میں سے چند یہیں، الرحلۃ الحجازیۃ و الریاض الانسیۃ فی الحوادث و المسائل

العلمية، مطبوعة ۱۳۲۲ھ، المنهج الأحمدى فى درء المثالب التى تسمى لمذهب الإمام احمد، مخطوط مخزون مكتبة مکہ مکرمہ غالباً ينزل مصنف۔ [۳۰۳]

* شیخ سید محمد عبدالباری بن محمد امین رضوان رحمۃ اللہ علیہ جدید

(۱۳۵۸-۱۸۷۸ھ/۱۹۳۰-۱۹۲۹ھ)

مذینة منورہ میں پیدا ہوئے اور پہلی جگہ عظیم کے دوران ۱۳۳۵ھ/۱۹۱۷ء میں مکہ مکرمہ بھرت کی تا آں کر دیں پروفیس پائی۔ حافظ قرآن کریم، شافعی عالم، مدرس مسجد نبوی، شیخ الدلائل۔ آپ تین بارے ۱۳۳۷ھ، ۱۳۴۰ھ اور ۱۳۴۶ھ میں ہندوستان آئے۔ سعودی حکومت نے آپ کو قاضی کا منصب پیش کیا لیکن آپ نے قبول نہیں کیا۔ آپ کے تین فرزندان سید محمد علی، سید عبدالقدار اور سید عبدالجلیل نے مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ میں تعلیم پائی پھر تجارت کا پیشہ اپنایا۔ [۳۰۴]

* شیخ سید عباس بن محمد امین رضوان رحمۃ اللہ علیہ جدید

(۱۳۳۶-۱۸۷۸ھ/۱۹۳۰-۱۹۲۸ھ)

مذینة منورہ میں پیدا ہوئے، دیہیں پروفیس پائی۔ مدرس مسجد نبوی، شیخ الدلائل، شاعر، شافعی عالم، علم حدیث کے ماہر، تفہیفات یہ ہیں، علم مصطلحات حدیث پُفتح البر لشرح بلوغ الوطر، مطبوع مصقاہرہ، علم روایت پُعلام الناس بأسانید السيد عباس، اور نیل الهدایة الی فہم اتمام الروایة لقراء النقاۃ، مخطوط ریاض یونی و رشی، واسطة العقد الفرید المنظوم ممتازات ایل من فراند الاسانید، مطبوع مصقاہرہ، علم اصول فقہ پُعمدة الطلاب، مخطوط، نیز اس لی شرح نجۃ فتح المنعم الوهاب لشرح عمدۃ الطلاب، مطبوع مذینة منورہ، علم فرقائض پُکفاية الطلاب، مخطوط اور اس کی شرح ارشاد الاحباب الی اسرار کفاية الطلاب، مطبوع مصقاہرہ، عروض کے موضوع پُاتحافت الاخوان بشرح قصیدہ الصبان، مطبوع مصقاہرہ، انساب کے بارے میں فتح رب الارباب بما

اہم لیب الائیاب، مطبوع، مدینہ منورہ کے قبرستان فتحی میں واقع تکبید سہما عباس
کے اندر مفون شخصیات کے حالات پر فراند العقود الفرمیہ۔ [۳۰۵]

الدولۃ المکہۃ کے طلاوہ حسام الحرمین کے مقرہ۔

* شیخ سید محمد سعید بن محمد ادریسی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۰ھ / ۱۹۱۲ھ میں زخم)

مدینہ منورہ میں شیخ الدلائل، مرآتی الاصل، صوفیہ کے سلسلہ قادریہ سے وابستہ، مدرس۔
طبیہ و ذکر بات الاحبة کے مصنف کے دادا کے بھائی شیخ احمد بن محمد شذرورۃ الش تعالی طبیہ
(وقات ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء) آپ کے اہم شاگردوں میں سے ہیں [۳۰۶] آپ نے پہلے
۱۳۲۹ء میں دولۃ مکہہ طلاحت فرمائیں مہربن کی [۳۰۷] پھر کہ کرسی سے
شیخ الدلائل مولانا عبدالحق الاًبادی نے آپ کو بذریعہ خدا اس پر منصب تقرر کیتے کہ کولا [۳۰۸]
لیکن آپ شیخ سید احمد برزقی و فیرہ خانی کے ذریتے تقرر کیتے سے متعدد ہوئے [۳۰۹]
بالآخر قلم بند کی۔ آپ کی تصدیق و تقریبہ دلوں مطبوع ہیں۔

* مولانا سید احمد علی بن بشیر الدین رامپوری رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۱ھ / ۱۹۱۳ء میں زخم)

آپ ۱۳۲۰ء کے لگ بھگ ہندستان سے بھرت کر کے مدینہ منورہ جا بیئے، اسپ اور
سلسلہ طریقت دلوں طرح سے قادری ہیں، آپ کے اکتوبر ۱۹۴۷ء واکارب شہزادہ جہاں پور
نژاد محلی کے مطہ جنڈہ میں رہتے تھے [۳۱۰] دارالکتب مصریہ قاہرہ میں آپ کی محترمی تصنیف
'رسالة فی الاشراف الكبار' تین الحموین القاطنین بالهند 'کامی نسوم موجود ہے'
جس کے بارے میں خیال ہے کہ یہ بخط مصنف ہے۔ اس میں آپ نے شاہ جہاں آباد مک
 موجود گیلانی سادات کے حالات و کرامات و مناقب درج کیے ہیں [۳۱۱] اور کہتے
شاہ عبدالعزیز مدینہ منورہ میں آپ کی تالیف 'مختصر مسلسلات ابن عقبۃ' کا مخطوط

محفوظ ہے، جو خود آپ کا قلم بند کر دے ہے۔ [۳۱۲]
 نیز آپ نے شاہ اصلیل دہلوی کی تسویۃ الایمان، اور علامہ اشرف علی تھانوی
 (وقات ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کی حفظ الایمان کے علاوہ براہین قاطعہ کی تباہ عبارات
 کا عربی ترجمہ کر کے ان کے تعاقب میں مستقل کتاب تعیین کی۔ [۳۱۳]

* شیخ سید علی بن احمد محضار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مدینہ منورہ مسجد نبوی میں مدرس، شافعی عالم، آپ کا خاندان جنوبی یمن کے علاقہ
 حزمہ موت میں آباد گئی سادات کے اہم گمراہوں میں سے ہے۔

* شیخ سید احمد بن محمد اسعد گلابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۳۶۳ھ میں زمہ اور دارالخلافہ استنبول میں مقیم تھے [۳۱۴] ملک شام کے شہر جاہ کے
 جید عالم و قادری مرشد، مولانا احمد علی را پیوری سے ملاقات و مراسلت تھی، جنہوں نے آپ کا
 ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

”من علماء الشام السيد الشريف والحسيب السبيب سيدنا مولانا
 السيد احمد آفندي العموري الكيلاني دام فضله ابن السيد الشريف
 اسعد آفندي بن السيد الشريف نعمان آفندي بن السيد الشريف عبد
 الرزاق شيخ السادة الاشراف في حماة الشام“ --- [۳۱۵]
 آپ نے قول گنگوہی کے رو میں متوسل جاری کیا جو ۱۹۹۵ء میں استنبول سے شائع ہوا۔
 مدینہ منورہ قیام کے دوران دولة مکہ پر تقریب کی۔

* مولانا سید غلام محمد بر عان الدین بن نور الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حیدر آباد کن کے عالم جلیل، قادری سلسلہ سے وابستہ، عربی میں دو تصنیف کے نام یہ
 ہیں، ”العروبة الرونقی لی الدين و العقی“، مطبوع حیدر آباد کن۔ ۱۳۳۰ھ کو مدینہ منورہ
 پا پڑھوئے تو بعض احباب کی تحریک پر مسلاط و قیام کے اثاثات پر الوسیلة العظمی فی

الدارين الى من له شفاعة الكبرى في الكونين وحين تصنيف كي، حس موقل لكتوى
كما بغير يردد كلام، يكتب حيدر آباد او بيراستبول س شائع جولي۔ [۳۶]

مدينہ منورہ قیام کے دوران تھی شیخ محمود طارڈ مشقی کے مقالہ انسحاب الفہد
تقریباً لکھی [۳۱۷] جو اس کے استبول ایڈیشن، مطبوعہ ۱۹۹۵ء میں موجود ہے۔
* شیخ سید عبدالقاری بن محمد ابن سودہ رحمۃ اللہ علیہ جب
(۱۳۸۹ھ/۱۸۸۳ء - ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۹ء)

مراٹش کے شہر قاس کے ماہی عالم، حدیث، مدرس، سیاح، سفر، شاہر، قرآن و حنفی و حدیث
فاس میں فرقہ حدیث و فیرہ علوم کے استاذ، شاہی مسجد سلطان محمد عظیم کے خلیف، فتح و تحریم
دس سے زائد تصنیفات میں سے بعض کے نام یہ ہیں بتوحید و فرقہ پر النسبۃ الکمالیۃ
لجمعیع اخواننا المسلمين "مطبوعہ قاس"، روایت حدیث و فیرہ علوم پر نفع العاد فی
نظم الروایة و الاستاد "مطبوعہ قاس"، سفر نامہ حجاز مقدس و فیرہ مقامات الرحلۃ الکبری
فی احیار هذا العالم بر او بحراً جلد اول، مطبوعہ قاس، جشن میلاد امامی ھبہ فخریہ پر
العبورات الوہیۃ فی مولد خیر البریۃ "مطبوعہ قاس"۔ آپ نے سینیگال میں فرانس،
تونس، لیبیا، الجزائر، مصر کے دورے کیے۔ چلی بک عظیم کے دوران ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء میں
استعماری حکومت کے موقف کی مخالفت کی پاداش میں قید کیے گئے۔ صاحب سُل الصال
کے والد ماجد۔ [۳۱۸]

۱۳۲۸ھ میں حج و زیارت کے لیے گئے ۱۳۲۹ھ کو مدینہ منورہ میں دولۃ مکہ پر تقریباً
لکھی، پیش نظر معلومات کے مطابق آپ نے مقررین میں سب سے آخر میں وفات پائی۔
* شیخ سید محمد عبدالواہب بن محمد یوسف ارجمندی رحمۃ اللہ علیہ جب
(۱۳۲۱ھ/۱۹۱۳ء میں زندہ)

ترکی الاصل، مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ، حنفی عالم، صوفیہ کے سلسلہ تکہنہ دیوبندیہ خالدیہ

سے وابستہ۔ آپ نے مذکورہ بالامقدمات کے دوران صلح کے عمل کر آگئے بڑھایا۔ [۳۱۹]

* شیخ عطیہ محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

درس مسجد نبوی۔

* شیخ سید مصطفیٰ بن تارزی عزوز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تیونس کے ماکلی عالم جوطن سے مدینہ منورہ ہجرت کر آئے۔ ۱۳۲۰ھ میں مویضاً سید احمد علی را پوری دمودزا محمد کریم اللہ بنجابی نے آپ سے تقریباً حاصل کر کے اس کے ساتھ مشترکہ خط لکھ کر اسے فاضل بریلوی کوارسال کیا، جس میں آپ کے ہمارے میں یوں لکھا:

”مولانا سید مصطفیٰ صاحب مغربی توئی مجاہد مدینہ طیبہ زاد حمال اللہ تعالیٰ شرفاً
دام مجده و فضلہ..... اچھے دین دار، عابد، زاہد، تارک دنیا، متفق شخص ہیں.....
انہوں نے رسالہ شریف دولۃ مسکیہ کی بہت ہی قدر کی ہے اور مطالعہ کو باعث سعادت جانا اور خیر کرتے ہیں اور ہم لوگوں کا شکر کرتے ہیں اور بہت
گمنون و احسان مند ہیں“۔۔۔۔۔ [۳۲۰]

معلوم رہے کہ شیخ مصطفیٰ عزوز کے چیاز اور بھائی کے فرزندو تیونس کے مشہور ماکلی عالم، صاحب تصانیف کثیرہ، مفتی قاضی سید محمد کی عزوز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۲۲ھ / ۱۹۱۶ء) کی ایک اہم تصانیف ”السیف الربانی فی عنق المعتبر ض علی الموت الجیلانی“ کا تازہ ایڈیشن لاہور سے ۲۰۰۰ء میں ۲۲۰ صفحات پر شائع ہوا [۳۲۱] قبل ازیں اس کا فخر را درود رجمہ مولانا محمد سراج الاسلام حظ اللہ تعالیٰ صدر مدرس جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن لاہور کے قلم میں ”منہاج القرآن“ میں شائع ہوا۔ [۳۲۲]

* شیخ احمد بن محمد بن محمد خیر سناری عباسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مقام مدینہ منورہ۔

مولانا محمد الحق بن شاہ محمد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹۵۲ھ/۱۸۳۶ھ-۱۹۱۵ھ/۱۸۲۲ھ)

ہندستان کے شہر آباد کے قریب گاؤں نخوان میں بیٹا ہوئے، پھر کوکرمہ بہرہ کی اور وہیں پر وفات پائی۔ محدث، فقیر، صوفی کامل، شیخ الدلائل، صاحب کلامات، مدرس، صہر، مرلي میں متعدد تصنیفات ہیں، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں، تحریر شیخ حاشیہ الاکلبیل علی مدارک الشنزیل مطبیع، تصوف پر امام غزالی کی منہاج العابدین، کی شرح سراج السالکین اور کتبہ درم کی میں آپ کی تحدیثاتی تصنیف کے مخطوطات تھیوڑے ہیں، جن میں سے آخر ہذا مصنف ہیں، چند کتابوں یہیں، الدر المنظر فی حکم الاحتقال بحولہ النبی المعظم، "روحة السعداء"، الفول الجلی فی بیان وحوب الرزکۃ علی العمال، "البراس فی کیفیۃ معس الرأس" کوہنہ دہبۃ المتعلم الی عین المتعلم۔ [۳۲۲]

بعض عربت کرد ٹاروں نے "حاشیۃ علی شرح المسلم" کو آپ کی تصنیف قرہ دیا ہے [۳۲۳] جب کہ یہ مولانا محمد الحق خرا آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۹۱۶ھ/۱۸۹۸) کی تصنیف ہے۔ [۳۲۴]

الدولۃ العسکریۃ کے طلاوہ حسام الغرض میں کے مقرۃ۔

شیخ سید موسیٰ بن علی شاہی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹۱۳ھ/۱۸۳۳ھ میں زمعہ)

ملک شام کے ہاشمہ، جب کہ جامعاً زہر قہرہ میں تیزم پائی، پھر مدینہ منورہ بہرہ کرائے۔ اسکی عالم، مدرس سید نبوی، صہر، صریح مقبول نام صوفی کے سلطان احمد یہ دردی یہ ظویحی سے دایست۔ آپ شیخ عبد القادر علی طرابلی کے وزیر دوست تھے، راتِ الاول ۱۳۰۰ھ کو دولۃ مکہ پر ترقی پاکی (بعض ملاحظہ کرائی۔ [۳۲۵])

* شیخ سید محمد یعقوب بن رجب رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء میں زندہ)

مدینہ منورہ میں مدرس مسجد نبوی، آپ نے بھی مذکورہ بالامقدمات میں صلح کی فضا

ہماری کی۔ [۳۲۷]

* شیخ سعید بن احمد خیاری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳۲۲ھ/۱۸۶۳ء - ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۴ء)

مصر کے شہر منصورہ میں بیٹا ہوئے اور جامعہ از ہر قاہرہ میں تعلیم پائی، پھر مدینہ منورہ بھرت کی اور وہاں سے دہنرل کے قاطلہ پر گاؤں فرشت میں قبرداش ہے۔ حافظ قرآن کریم، شافعی عالم، شیخ القرام مدینہ منورہ، مدرس مسجد نبوی، جہاں آپ قرامت و تجوید کی تعلیم و تربیت کے علاوہ تصوف پر امام فراہی کی کتاب 'احسیاء العلوم' کا درس دیا کرتے۔ قرأت سیدہ میں آپ کی دوسرا نادا جاہزت کے مخطوط کتبہ شاہ عبدالعزیز مدینہ منورہ میں محفوظ ہیں جب کہ 'اعلام من ارض النبوة' میں ان کے عکس شامل ہیں۔

آپ نے میلاد و قیام سے حقوق قول گلوبی کے رومنی ایک منصل مضمون لکھا، جو اول ۱۳۳۰ھ کو 'ہاتھ ایساں' طریقہ کی شمارے میں شائع ہوا اور اب یہ ۱۳۷۵ھ/۱۹۹۵ء کا استحیول سے طبع ہو کر پوری دنیا میں منت تھیم ہوا۔ [۳۲۸]

* شیخ محمد سعید بن سعید رحمۃ اللہ علیہ

مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ۔

* شیخ عبد الرحمن و دیدار رحمۃ اللہ علیہ

مدینہ منورہ میں مقیم، مصر کے شافعی عالم، مدرس مسجد نبوی۔

* شیخ یوسف بن اسٹیل بھانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳۵۰ھ/۱۸۴۹ء - ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۲ء)

فلسطین کے شہر حیفا کے قریب گاؤں اجزم میں بیٹا ہوئے اور بیرون میں قبرداش

ہے۔ آپ کے بعض مقالی و اردو تذکرہ نگاروں کے جھول آپ کی قبر آبائی گاؤں اجڑ میں
واقع ہے [۳۲۹] میں پیدا رہت نہیں۔ جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی، اپنے دور کی ہرب :
کے اہم فالم، عظیم نت گوشاء مردم ماش رسول ﷺ، عارف باللہ، متعدد علماء کرام و صوفیہ حظام
سے اجازت و خلافت پائی۔ موصل، حلب، بغداد، سامراء و فیرہ شہروں کا سفر کر کے مزارات
و مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔ دارالخلافہ استنبول سے شائع ہونے والے عربی رسالہ
'الجواب' سے وابستہ ہے، پھر القدس الشریف ویروت و فیرہ شہروں میں ہائی تجیہات
رہے۔ کچھ عرصہ مدینہ منورہ تعلیم رہے۔ لئے و نشر پر مستقل آپ کی تصانیف کی تعداد ۷۰ کے
قریب ہے، جن میں سے اکثر آپ کی زندگی میں شائع ہوئیں۔ قسطنطینیہ کے ڈاکٹر شیخ صہیل الماضی
نے آپ کے حوالہ و آثار پر مقالہ لکھ کر ۱۹۷۸ء میں جامعہ ازہر قاہرہ سے پی انج ڈی کی۔

اردو دنیا میں آپ کا نام کسی تعارف کا تھا ج نہیں۔ آپ کے حالات و خدمات پر تعدد
 مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ مولانا امظم حسین خیر آبادی کے فرزند مولانا شاہ محمد علی حسین
بھوپالی مدینی رحم اللہ تعالیٰ (وفات ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۵ء) نے آپ پر عربی میں مستقل کتاب
لکھی، جو بھی تک شائع نہیں ہوئی۔ علامہ قلیل احمد رانا نے آپ کے بارے میں مختصر اردو
کتاب 'ناہد قسطنطین' لکھی، جو مطبوع ہے اور مادہ نامہ 'نعت لاہور' نے آپ کی نقیۃ شاعری پر
خصوصی شمارہ شائع کیا۔ طلاوہ ازیں علامہ نجمیانی کی چار سے زائد کتب کے اردو تراجم
پاکستان سے شائع ہو چکے ہیں۔

ان دونوں گورنمنٹ کالج فیصل آباد کے استنسٹی ٹیو فیسر منکور حسین آپ کی نقیۃ شاعری
گے مطالعاتی جائزہ پر عربی مقالہ برائے پی انج ڈی بیزو ان دراسۃ نقدیۃ لشعر الشیخ
یوسف بن اسماعیل البهانی فی مدح رسول اللہ ﷺ، متحاب یونیورسٹی لاہور کے
تحت اور ڈاکٹر نبیل احمد اٹھر کی مگر اپنی میں لکھ رہے ہیں۔

شاہ نیصل سبھ اسلام آباد سے محققہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے سابق ڈائریکٹر ڈاکٹر

محض میرسن مصوی کی علامہ بھائی کی ایک تصنیف کے بارے میں رائے ہے کہ:-
”اللہ تعالیٰ انکی کتابوں کے لکھنے اور اس طرح کی طباعت کی توفیق سب کو

خطا کرے۔ آئین“۔—[۳۳۰]

* شیخ حسین بن محمد بن علی حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ نے صفر ۱۳۳۲ھ کو مدینہ منورہ میں تقریباً لکھی۔

* مولانا محمود بن صبغۃ اللہ درای رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ مولانا شاہ محمد مظہر دہلوی مجددی نقشبندی مجاہر مدینی کے مرید تھے اور وسیله و میلاد قیام کے موضوع پر اپنے مرشد کی عربی تصنیف ”الدر المنظم“ کی شرح بنا مسلمان معظم علی الدر المنظم، لکھی، جو ۱۲۹۶ھ میں مدرس سے شائع ہوئی [۳۳۱] جب کہ اس کا مختلف مکتبہ مسجد نبوی مدینہ منورہ اور اس کی مائیکر قلم مکتبہ حرم کی میں محفوظ ہیں [۳۳۲] آپ نے مولانا شاہ عبدالغنی مجددی دہلوی مجاہر مدینی سے بھی اخذ کیا۔ [۳۳۳]

آپ مدرس کے مشہور شافعی عالم، مدرسہ محمدیہ مدرس کے پابن و بائیس کے قریب کتب کے مصنف، بدر الدوّلہ قاضی مولانا عبد اللہ درای رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۲۶ھ / ۱۹۱۷ء) کے بھائی ہیں۔ [۳۳۴]

مولانا محمود درای ۱۳۳۰ھ میں ایک سال قیام کے ارادہ سے مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں دولتہ مکیہ تقریباً لکھی۔ [۳۳۵]

* شیخ محمد سعید بن عبدالقدار نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۲۷۷ھ-۱۸۲۰ھ/۱۳۳۹ھ-۱۹۲۰ء)

بغداد میں پیدا ہوئے، وہیں پروفیسیونل افضل کی جامع مسجد سے بحق قبر واقع ہے۔ عالم بیل و سیاسی رہنماء، ملک کو در پیش مسائل کے حل کرنے میں سرگرم، صوفیہ کے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ خالدیہ کے مرشد۔ تین تصنیفات یہ ہیں: ”السبف البارق فی عنق المارق“

مطبوع ببغداد ۱۹۱۵ء، "العلم الموروث في ثبات الحديث" مطبوع ببغداد ۱۹۱۷ء،
 فرة العيون في أن الاموات في المذاهب الاربعة يسمعون، "هانى الذكر كتاب
 بهاء الدين زكريا الابيري ضلع بچوال میں موجود ہے۔ ۱۳۱۲ھ میں خلیفہ حنفی سلطان
 عبد الحمید دوم کی دعوت پر دارالخلاف استنبول کا سفر کیا اور ۱۳۱۶ھ میں سلطان کی خواہش پر
 عراق کے شہر سامراء میں مدرسہ کی بنیاد رکھی اور اس میں درس ہوئے۔ پھر بغداد میں
 حرار امام اعظم البصیرہ میں مسجد میں درس کا سلسہ شروع کیا۔ ۱۳۲۶ھ میں
 خانقاہ خالدیہ بغداد کے سجادہ نشین ہوئے اور سائنس کی تربیت کی ذمہ داری بھائی۔ آپ
 کے ذاتی ذخیرہ کتب میں گیارہ سو نوادو مخطوطات موجود تھے جن کی نسبت میں امام ایم وندبی بخداواری
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۲۹ھ/۱۹۵۹ء) نے مرتب کی جو فیر مطبوع ہے۔ [۳۳۶]

* شیخ محمد توفیق بن محمد الیوبی انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وقات ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء)

دمشق میں بیٹا اہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ خلیفہ عالم، ادیب و شاعر، صوفی کے سلسلہ قادریہ
 سے وابستہ، یسائی و یہودی ادبیان کی تردید و مناظرہ کے ماہر، ترکی زبان پر مصور حاصل تھا،
 جب کسی قدر قاری پر مطلع تھے۔ آپ نے "محلہ الاحكام العدلۃ" کی شرح "القواعد الكلیۃ"
 کو ترکی سے عربی میں ڈھالا، جو ۱۳۰۳ھ میں دمشق سے شائع ہوئی۔ آپ دمشق، استنبول و
 مدینہ منورہ کے بعض مدارس میں استاذ تھیں تھے۔ ایک اردو تذکرہ ڈار نے آپ کو مدینہ منورہ
 کے مقامی عالم و روشنۃ الور کے مجاہد قرار دیا [۳۳۷] جو درست نہیں۔ حق یہ ہے کہ آپ دہل
 کے سرکاری مدرسہ میں استاذ تھے [۳۳۸] آپ کے شاگروں میں ملک مصر میں وہابی فرقہ
 کے اولین مبلغ علماء رشید رضا مصری (وقات ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۵ء) اور تعمیم المؤلفین کے صفت
 شیخ عمر رضا کمال دمشقی (وقات ۱۳۰۸ھ/۱۹۸۷ء) جیسے مشاہیر شاہی ہیں۔ [۳۳۹]
 آپ نے نہ صرف خود دو لغتے کیہے پر تقریباً یک سو بلکہ دو سو علماء شام کو بھی اس جانب را فہم کیا۔

* شیخ علی بن علی رحمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ حبہ *

اپنے دلن مصر سے ہجرت کر کے مدینہ نورہ جا بیسے اور وہاں مدرس ہوئے، ۱۳۲۱ھ کو
دہلی پر تقریباً لکھی۔

* شیخ عبد الحمید بن محمد ادیب عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ حبہ *

(وفات ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء)

مشیخ کے ایک اہم علمی گرانے کے فرد، جس میں متعدد شافعی علماء ہو گزرے، خلا شیخ الشام
شیخ سلیمان بن یاسکن بن حامد عطار (وفات ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء)، شیخ محمد بن یاسکن بن حامد عطار
(وفات ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء)، شارح فرسوس الحکم شیخ عمر بن طہ بن احمد عطار (وفات ۱۳۰۸ھ /
۱۸۹۰ء)، قاضی شیخ رشید بن طہ بن احمد عطار (وفات ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء) اور شیخ الشام
شیخ ابوالکمر بن حامد بن احمد عطار (وفات ۱۳۲۸ھ / ۱۹۰۷ء)، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و فیرہ اور ان کے
حالات پیش نظر کتب میں درج ہیں۔ لیکن حیرت ہے کہ خود شیخ عبد الحمید عطار کے حالات
دست یاب نہیں۔ تاریخ ملادہ مشیخ کے صفت مشیخ کے قبرستان و مقابر پہنچے، جہاں آپ کی
قبر اپنے جاہاں شیخ ابوالکمر عطار کے پہلو میں واقع ہے اور اس پر نصب کتبہ سے آپ کا سن وفات
اغذ کر کے کتاب میں درج کر دیا اور اس۔ [۳۳۰]

معلوم رہا ان الام کے مشیخ میں شیخ عبد الحمید عطا رہنم کے ایک اور عالم تھے، جنہوں
لے ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء میں وفات پائی۔ [۳۳۱]

* شیخ سید محمد سعید بن احمد زین العابدین کتبی رحمۃ اللہ تعالیٰ حبہ *

(وفات ۱۳۷۸ھ / ۱۸۷۷ء - ۱۹۵۸ء)

مشیخ میں بھی اونتے، دہلی پر وفات پائی۔ حافظ قرآن مجید، خلیفہ عالم، حضرت امام شام
طاسہ سید محمد بدرا اللہ بن بنی یوسف حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۵ء) کے
خالی شاگرد اور مشیر دامتہ، جنی کے دہلویوں کی تصور یہ کہ مشیخ کے باپ مسلمہ ناہی طلاق میں

مسجد شیخ بدر الدین حنفی سے متعلق واقع ہیں۔

آپ کے والد شیخ احمد زمانیجا عالم فاضل اور زادہ و مابعد تھیست تھے، ان کے ہاں نزدینہ اولاد نہیں ہوتی تھی، حتیٰ کہ انہوں نے سات شادیاں کیں۔ پھر ایک رات انہیں خواب میں نبی اللہ سیدنا محمد ﷺ کی زیارت ہوئی، جنہوں نے آپ کو ولادت فرزند کی بشارت دی اور فرمایا کہ اس کا نام شیخ رکھنا۔ آپ بیدار ہوئے تو سب احباب کو یہ خوشخبری سنائی اور اسی لمحے انہیں کنیت ابو شیخ اختیار کی۔ بعد ازاں آپ کی ولادت ہوئی پھر ایک اور فرزند شیخ سید محمد زمانی کتبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۷۲ھ/۱۹۵۳ء) پیدا ہوئے اور دونوں بھائی دشمن کے اکابر علماء میں سے ہوئے۔ جب کترے فرزند نے جگ بجان میں شہادت پائی۔ [۳۳۲]

شیخ شیخی کتبی کے پوتا سید محمد غوثی کتبی ان دونوں دشمن میں ایک اشامی ادارہ دار المکبی، چلا رہے ہیں، جس کی طرف سے متعدد مفید کتب شائع کی گئیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

آپ نے دولہ مسکے پتھریتکے علاوہ قول گنگوہی کے رومن مفصل فتویٰ بعنوان "الفتویٰ الدمشقیة فی الرد علی الطائفۃ الوهابیۃ" جاری کیا، جس پر جاساز ہر قاہرہ کے سات علماء نے ۱۳۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں تقریبات و تقدیمات لکھیں اور یہ ۱۳۷۵ھ/۱۹۹۵ء کو اشتبلوں سے شائع ہوا۔

* شیخ عبدالوهاب نائب بن عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۳۷۵ھ/۱۸۵۲ء-۱۳۲۶ھ/۱۹۴۶ء)

بغداد میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، محل نصلی رصافی کی جائی مسجد میں قبرداش ہے۔ متعدد علوم و فتویٰ کے ماہر، مشہور واعظ، اہم خطاط، شاعر، مدرس مدرسہ منورہ خاتون، استاذ العلماء، نائب مفتی بغداد، شرعی عدالت کے نائب قاضی رہے، اسی مناسبت سے شیخ عبدالوهاب نائب مشہور ہوئے۔ چند تصنیفات کے نام یہ ہیں: "الآیات المشابهات"، "الاہم فی تعارض علم الكلام"، "حاشية على جمع الجواعع"، "ديوان خطب

منبرية، "رسالة في الفرانس، "شرح ملحة الاعراب في النحو، "القول الأكمل في شرح المطول، "المعارف في كشف ما غمض من المواقف، "منظومة في المنطق"۔ آخر الذكر پا آپ کے شاگرد بیل منقی اعظم مرافق شیخ نجم الدین واعذرحة اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء) نے شرح لکھی۔ شیخ عبدالهاب نائب کے ذمہ، کتب میں موجود رخطوطات کی فہرست شیخ ابہا ایم درویش بخارادی نے مرتب کی، جو فیر مطبوع ہے۔ علاوہ ازیں آپ صفات کرنے والے الحکمہ کے صدر رہے اور ۱۹۲۲ء میں جامد آل البیت بخارادی ملٹیپر کے استاذ ہوئے، نیز اپنی جیب خاص سے متعدد مدارس کی بنیاد رکھی۔ آپ کے حالات و خدمات پر عراق کے مشہور مورخ و صاحب تصانیف کثیرہ شیخ محمد صالح سعید بخارادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۷۶ھ/۱۹۵۷ء) نے مستقل کتاب لکھی، جو بھی تک طبع نہیں ہوئی۔ [۳۳۳]

* شیخ سید یوسف بن محمد نجیب عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۳۸۱ھ/۱۹۵۱ء-۱۳۷۰ھ/۱۸۶۹ء)

بخارادی بیان ہوئے، وہیں پر وفات پائی، مزار سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احاطہ میں قبر واقع ہے۔ حنفی محدث میں حضرت تعلیم کی محلہ اعلیٰ کے رکن رہے، متعدد مدارس میں مدرب ہیں سے وابستہ رہے۔ ۱۳۷۰ء سے وفات تک مزار سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حصل سہہ میں سالم ہوں تک واحد و خلیف تھیات رہے۔ نیز جامد آل البیت میں پر دفتر تھے۔ علم حدیث پر آپ کی ایک تصنیف کا قلمی نسخہ خود آپ کا لکھا ہوا، مزار سیدنا عبد القادر جیلانی سے ملن تعلیم الشان کتبہ قادریہ میں بخوبی ہے۔ آپ کی سی بیل سے ملک میں سرکاری سطح پر ۱۹۳۲ء میں دارالفنونی قائم کیا گیا اور آپ ملک کے اعلیٰ اعظم نواب نے گئے، اس منصب پر بھی وفات تک محسکن رہے۔ [۳۳۴]

آپ کے اہم شاگرد ہے طریقہ سید عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وفات ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء) پاکستان میں عراق کے اقلین سفیر ہوئے، ان کا حمار قادری مرکز کراچی میں واقع ہے۔ [۳۲۵]

* مولانا سید محمد عثمان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ جبہ *

حیدر آباد دکن کے عالم بطل و صوفی کامل، جنون نے مدینہ منورہ میں تقریباً قلم بند کی۔

* شیخ سید محمد امین بن محمد سوید رحمۃ اللہ تعالیٰ جبہ *

(۱۲۴۳ھ / ۱۸۵۵ء - ۱۹۳۶ھ / ۱۸۵۵ء)

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، باب سفیر قبرستان میں قبر واقع ہے۔ فیض خی، مدرس، صوفی کامل، فرضی، مناظر، آپ ہم صفات فتحیت تھے۔ آپ کی تصنیف شہل الحصول علی فواعد الاصول کامنحوط دارالكتب خاہریہ میں ہے، جب کہ یہ اکثر مصطفیٰ سعید خن مشقی (ولادت ۱۹۲۲ء) کی محققت کے ساتھ ۱۳۷۲ھ میں دارالعلوم دمشق نے ۲۸۰ صفحات پر شائع کی۔ نیز علامہ جلال الدین عبد الرحمن سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی "الاسفار" کوختصر کر کے علوم القرآن کا نام دیا، جس کامنحوط آپ کے وفاہ کے پاس حفظ ہے۔ طاہہ ازیں بیت المقدس کی تاریخ قلم بند کی۔

آپ نے جامعہ ازہر قاہرہ میں تعلیم پائی، اردن، بخارا، ترکی، لبنان، مرکش، ہندوستان اور یمن وغیرہ ممالک کے دورے کیے۔ اولیائے کرام کی زیارت کے لئے دور دراز کے سفر کرنا آپ کا محبوب مشغل تھا۔ دمشق، القدس الشریف، مکہ کرمہ اور یمن میں مدرس رہے۔ آپ ۱۳۳۸ھ میں بیہقی مقیم تھے۔ انجام سنت میں حریص اور بدعت سے مجبوب تھے۔ کلام ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور کلام ابن حطاب اللہ کشدری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حل کرنے میں آپ کو اعلیٰ کمال حاصل تھا۔ اسلامی دنیا کے مشہور محقق ادارہ المجمع العلمی العربي دمشق یجوب ۱۳۲۷ھ / ۱۹۱۸ء میں قائم کیا گیا، اس کے ہانی رکن اور پھر اس کے شعبہ ترجمہ سے وابستہ رہے۔

دشمن کے ایک ولی اللہ و عالم جل جل شیخ محمد مارف حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء) کا قول ہے کہ شیخ سلیم بن طیل مسوی حنفی خلوتی دشمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۶ء) اپنے دور کے نطب شام تھے۔ ان کے بعد قطبانیت تین شخصیات میں خلیل ہوئی، جن میں ایک شیخ امن ہو یہ تھے۔ [۳۳۶]

* شیخ ابراہیم بن عبد العالیٰ سقار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کا اعلق قاہرہ میں آباد مشہور علیٰ گمراہ سے ہے، جس میں متعدد جلیل القدر شافعی طاہر کرام ہوئے، خلاصہ ابراہیم بن علی سقا (وقات ۱۳۸۱ھ/۱۸۸۱ء)، شیخ حسن رجب بن محمد بن حسن سقا (وقات ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء)، شیخ محمد امام بن ابراہیم بن علی سقا (وقات ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۷ء تقریباً)، شیخ عبد العالیٰ بن حسن رجب بن محمد سقا صاحبہم اللہ تعالیٰ۔ ان مشاہیر کے مالات تھیں نظر کتب میں موجود ہیں لیکن خود شیخ ابراہیم بن عبد العالیٰ سقا کے ذکر سے خالی ہیں۔ اتنا معلوم ہے کہ آپ جامعاز ہر قاہرہ میں درس تھے۔

آپ ۱۳۳۴ھ میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو درلنہ مسکہ پر تقریب کے علاوہ قول گنگوہی کے بارے میں مذکورہ ہالامتوں دشمنی پر تقدیم لکھی، جو اس کے استبول ایڈیشن مطبوعہ ۱۳۷۵ھ/۱۹۹۵ء میں موجود ہے۔ [۳۳۷]

* شیخ عبد الرحمن بن احمد خلف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حنفی عالم، درس جامعاز ہر قاہرہ۔ ۱۳۲۹ھ کو مدینہ منورہ میں تقریب لکھی۔ [۳۳۸]

* شیخ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

دشمن میں پیدا ہوئے اور استبول میں تھیم تھے، جب کہ ۱۳۳۲ھ کو مدینہ منورہ میں تقریب لکھی۔ [۳۳۹]

* مولانا قاضی ہدایت اللہ بن محمود سنده رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ولادت ۱۳۸۱ھ/۱۸۶۵ء)

سوہنندہ کے مقام مثاہری نزد حیدر آباد میں بیوہ ہوئے۔ مقام طاہر سے تعلیم پانے

کے بعد جاز مقدس کی راہ لی اور درس صوفیہ نزد مگر ملاہ سے اخذ کیا۔ سلسلہ قادریہ سے
وابست، پانچ بار حج ادا کیا، قابل برحقی کے مجموعہ تاوی میں آپ کے اختلاف موجود ہیں،
عربی میں متعدد تصنیفات ہیں۔ [۳۵۰]

۱۳۳۰ء کو مدینہ منورہ میں دولۃ مکہ پر تحریک لکھی۔ نیز شیخ محمود طارڈ مشنی کی استحباب
القیام پر تحریک بند کی، جو اس کے استبول ایئر بین مطبوعہ ۱۳۹۵ھ/۱۹۹۵ء پر دینا ہے۔

* شیخ محمد الحمی بن رشید قطبی رحمہ اللہ فاضل جب

(وقات ۱۳۲۲ھ/۱۹۴۲ء)

آپ کے سن وقات میں اختلاف ہے، بعض تذکرہ شاگروں نے ۱۳۲۷ء میں نزد ۱۳۲۸ء
قرار دیا ہے، جب کہ تاریخ ملاہ مشن کے مصنفوں نے ۱۳۲۹ء کو ترجیح دی۔ مشن کے ختنی عالم،
سلسلہ قشبندیہ سے وابست، دارالکتب غاہریہ مشن میں آپ کی تصنیف خطبة فی الحث
علی مساعدة المجاهدین، کا انکشوف محفوظ ہے۔ ہماری فوج میں مشنی تحریمات بہے، جس
دوران متعدد مقامات پر تکمیل ہے۔ تصوف اور فتحی طوم سے گمراہ کا ذکر ہے۔ [۳۵۱]

مدینہ منورہ قیام کے دوران تحریک لکھی۔

* شیخ عمر بن مصطفیٰ عطیہ رحمہ اللہ فاضل جب

(۱۳۶۰ھ/۱۸۶۵ء-۱۹۴۳ء)

مدینہ منورہ میں بیوی اہوئے اور ملک بیگ قیم کے دوران وہاں سے مشن بھرت کی،
تآں کہ وہیں پر وقات پائی، ہاب صیر قبرستان میں قبر واقع ہے۔ فقیر ختنی، نعمت گوشادر،
قاری، حافظ قرآن کریم، صوفیہ کے سلاسل رشیدیہ و سعدیہ جہادیہ کے مرشد، مشن کی
تاریخی درکاری سجد اموی میں بھی بخاری کے درس، متعدد تصنیفات ہیں۔ آپ کی وفات پر
شراء نے مرہمے لکھے۔ [۳۵۲]

* شیخ سید عبدالقدار بن ابی الفرج الخطیب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جدہ
 (۱۸۹۱ھ / ۱۳۵۱ھ - ۱۸۷۳ھ / ۱۳۳۳ھ)

مشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی اور قبرستان دحداح میں قبر واقع ہے۔ شہر کی مرکزی و قدیم ترین مسجد اموی کے خطیب، مدیر حکمران اوقاف مشق، نہیں کے علاوہ سیاسی و سماجی اہم شخصیت، ناجر۔ جنابی اور پرمہاتھی محمد کے مشق میں اعلیٰ مناصب پر تعینات رہے۔ ۱۳۳۳ھ میں الیان صنعت و تجارت کے صدر بنائے گئے، ہٹھی دور میں بلدیہ مشق کے سربراہ ہوئے۔ جنابی حکومت نے علاقہ اوقات میں آپ کو چھ اعلیٰ ایوارڈ ڈیش کیے۔ آپ کی وفات پر شہر کے اکابر شعراء نے مرثیے لکھے۔ [۳۵۳]

مشہور عرب قوم پرست رہنماء و محقق و مفکر سید محبت الدین بن ابوالفتح الخطیب (وفات ۱۳۸۹ھ / ۱۹۶۹ء) آپ کے چھزادہ بھائی تھے۔

جب کہ آپ کے فرزند ڈاکٹر عدنان بن عبدالقدار الخطیب (وفات ۱۹۹۵ھ / ۱۴۱۶ھ) عرب دنیا کے مشہور مؤرخ ماہر قانون لغوی اور متعدد کتب کے صحف تھے۔ [۳۵۴]

۱۳۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں تقرر یہ تکمیلی تحریکی تھی۔

* شیخ عبدالکریم بن تارزی عزو ز رحمۃ اللہ علیہ جدہ

تیوس کے ملکی عالم، السیف الریسانی فی عنق المعتبرض علی الغوث الجیلانی، جو پہلی بار ۱۳۱۰ھ میں تیوس سے شائع ہوئی، اس پر خود صحف شیخ سید عویض عزوز کے ایک شاگرد سید عبدالکریم بن عزوز کی نظم و نثر پر مشتمل تقریبہ موجود ہے، جو ادب و مدرس تھے [۳۵۵] اور غالباً آپ ہی الدوّلۃ المکیۃ کے مقرظ ہیں۔

* شیخ محمود بن علی بن عبدالرحمٰن شویل

(۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۵ء - ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۳ء)

مصری الاصل یعنی مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر ایت پائی۔ مدرس، مذاہب، قاضی،

صحابی و شاعر، سیاح۔ آپ نے تقریباً ۱۳۲۲ھ میں مدینہ منورہ سے مرکش کے شہر قاسہ کا سفر کیا جہاں دو سال تعمیرہ کر صوفیہ کے سلسلہ کتابیہ کے مرشد کیمیر شیخ سید محمد بن عبدالکریم کتابی شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۷ء) نیزان کے والدگرامی سے تعلیم و تربیت پائی۔ علاوہ ازیں بخارا، ترکی، چین، سوڈان، ہندوستان اور خط نجد کے سفر اختیار کیے۔ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۰۹ء کو مدینہ منورہ سے جاری ہونے والے عربی و ترکی اخبار المدینۃ المنورۃ کے اجراء میں حصہ لیا۔ آئندہ طوں میں وہابیت اختیار کی، بلکہ اس فکر کے دفاع میں القول المسدیہنی کتاب لکھی، جو قاہرہ سے شائع ہوئی۔ [۳۵۶]

* شیخ محمد بن احمد رمضان شاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وقات ۱۳۲۰ھ / ۱۹۱۱ء میں زعده)

ملک شام کے عالم جو مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ صوفیہ کے سلسلہ شاذیہ سے وابستہ، ادیب و شاعر، چار تصنیفات کے نام یہ ہیں، تنبیہ الانام الی ترتیب الطعام "مطبوعہ قاہرہ، قدیم و جدید عربی شعراء کے کلام کا تھاکب صفوۃ الادب" مطبوعہ ۱۳۲۰ھ، نجیہ اتحاب صفوۃ الادب فی مدح سید العرب "مطبوع"، سماحة الادب "مطبوع"۔ [۳۵۷]

* شیخ محمد بن علی حکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وقات ۱۳۲۵ھ / ۱۹۱۷ء)

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ عالم جلیل و طبیب، مری، سلسلہ شاذیہ سے وابستہ، ادیب و شاعر، مدرس رسمخانیہ دمشق کے پانی و مدرس۔ تین تصنیفات کے نام معلوم ہوئے، جو یہ ہیں، "رحلة الی عین الفجوة"، "منظومة فی وصف فربنی میں و الریدانی" مطبوعہ ۱۳۱۱ھ، "نفحۃ الروض البیلیم فی رحلۃ القدس و الخليل"۔ [۳۵۸]

* شیخ محمد امین بن محمد بن طبل سفر جلائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وقات ۱۳۲۵ھ / ۱۹۱۶ء)

دمشق کے خلی عالم، ادیب و شاعر، جامع سہجدار کے امام و مدرس، سلاسل شاذیہ و

نقشبندیہ مجددیہ میں بجا۔ تصنیفات یہ ہیں، عقود الاسانید، منکوم مطبوعہ دمشق، العقد الوحید فی علم التوحید، مطبوع، القطوف الدانیہ فی العلوم الشعائیہ، مطبوعہ دمشق، الکوکب الحیث شرح حوتۃ الحدیث، فی مصطلح الحدیث، مطبوعہ دمشق و بیروت، المنظومة المزهیہ فی الاصول الفقهیہ، اول الذکر کتاب ۱۳۱۹ھ کو ۶۷ صفحات پر شائع ہوئی، جس میں آپ نے علوم حدیث، فقہ و تصوف سے تعلق اپنی اسناد بیان کیں اور آخر میں امام البی بن عثیمین کو منکوم کیا، نیز حائل میلار میں قیام کی تائید و جواز پر لکھا۔ [۳۵۹]

* شیخ محمود بن رشید عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۳۸۳ھ/۱۸۶۷ء - ۱۹۳۳ء/۱۳۲۲ھ)

دمشق میں بیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، باب صیر قبرستان میں قبر واقع ہے۔ نقیہ ختنی، اصولی، استاذ العلماء، حافظ قرآن مجید، محدث اعظم شام علامہ سید محمد بدرا الدین حسني کے خاص شاگرد۔ اپنے استاذ گرامی کے حالات پر مفصل مضمون لکھا، جس کا مخطوط دارالكتب ظاہریہ دمشق میں ہے، نیز یہ شیخ محمد بن عبد الشریف شیخ ختنی (ولادت ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۱ء) کی مرتب کردہ کتاب محدث الشام العلامہ السيد بدرا الدین الحسني باقلام تلامذتہ و عارفیہ میں شامل ہے، جو ۱۹۹۸ء میں شائع ہوئی۔ علاوه ازیں آپ کے دوسرا ہم استاذ مولانا عبد الحکیم افغانی قدھاری مجاہد مشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) نے فتح ختنی کی مشہور کتاب کنز الدقائق کی شرح بہام کشف الحقائق، عربی میں لکھی، جو شیخ محمود کے اہتمام سے شائع ہوئی۔ آپ دمشق، اردن، یمنہ اور سینا میں درس رہے۔ ہر جرأت کسورہ یا سین کے اجتماعی فتح کا اہتمام کرتا آپ کے مستقل معمولات میں سے تھا۔ [۳۶۰] آپ نے دولۃ مکہ پر تقریباً کے علاوہ اپنے استاذ محدث شام کے حکم پر قول گنگوہی کے دو میں ایک مفصل مضمون استحباب القيام عدد ذکر و لادته علیہ الصلاۃ و السلام لکھا، جو ملکی ہارڈ مشق کے مؤقر ماہنامہ الحقائق میں شائع ہوا۔ [۳۶۱] بھرم رب دنیا سے یہ

کتابی صورت میں ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء کو منتشر عالم پر آیا۔ اسی ایڈیشن کا اردو ترجمہ اکٹھ ممتاز احمد سدیدی ازہری (ولادت ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۶ء) نے کیا، جسے رضا اکٹھی لاهور نے عربی متن کے ساتھ یک جاڈ کر ولادت خیر الامان صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کفرے ہونا مستحب ہے کے نام سے ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء میں ۵۹ صفحات پر شائع کیا۔

۱۴۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں تین علماء کرام نے استحباب القیام پر تقاریبِ کمی تھیں اور جیسا کہ گزشتہ صفحات پر آچکا کہ اس کا جو ایڈیشن ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۵ء کو استنبول سے چھپا، اس پر یہ تقاریب موجود ہیں۔

* شیخ سید محمد تاج الدین بن محمد بدر الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴۰۷ھ-۱۴۲۲ھ-۱۸۹۰ء-۱۹۳۳ء)

دمشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ محث عظیم شام کے فرزندِ جبلی، دمشق کے ایک مدرسہ میں استاذ رہے، پھر مدارس کی اصلاح کے لیے قائم ادارہ کے رکن، عثمانی حکومت کی جزوی اسٹبلی کے رکن، عثمانی فوج کے مجلہُ الشرق کے سرپرست، مجلس شوریٰ کے رکن، دمشق شہر کے قاضی رہے۔ تا آں کر ۱۹۲۸ء اور پھر ۱۹۳۳ء میں دوبار ملک شام کے وزیرِ اعظم ہوئے اور ۱۹۳۴ء میں ملک کے صدر بنائے گئے، اسی منصب پر وفات پائی۔

مولانا عظیم حسین خیر آبادی مدینی کے فرزند مولانا شاہ محمد علی حسین بھوپالی مدینی ۱۴۲۶ھ کو مدینہ منورہ سے دمشق گئے اور وہاں شیخ سید تاج الدین حنفی کی معیت میں ان کے والد امام الدھر حافظ الحصر شیخ بدر الدین حنفی سے شرح و تفایل کا درس لیا۔

آپ پہلی بار وزیر اعظم تھے وہ دمشق کی جامع مسجد اموی میں آپ کی زیر صدارت سالانہ جلسہ میلاد ابنی صلی اللہ علیہ وسلم انعقاد پذیر ہوا، جس میں علماء الناس کے علاوہ سفارت حکومت اور فوج کے نمائندے بھی شامل تھے۔ اس دور کے ہندوستان سے شائع ہونے والے مشہور اردو ہفت روزہ الفقیہ امرتر نے اس خبر کو اپنی تازہ اشاعت میں دمشق میں جلسہ میلاد ابنی صلی اللہ علیہ وسلم،

کے عنوان سے نایاں طور پر شائع کیا۔ [۳۶۲]

* شیخ محمد عطاء اللہ بن ابراہیم کرم رحمۃ اللہ علیہ حبیب

(۱۴۰۷ھ/۱۸۸۳ء-۱۴۰۸ھ/۱۸۸۴ء)

مشق میں بیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، باب صیر قبرستان میں قبر واقع ہے۔ آپ کے مزار پر جو کتبہ نصب ہے اس میں آپ کا سن وصال 'عطاء اللہ فی الجنات خالد' کے صدر سے تلااگیا ہے۔ حافظ قرآن مجید، فقیہ ختنی، امام و مدرس، متعدد علوم کے ماہر۔ تصنیفات یہ ہیں؛ الاقوال المرضیۃ فی الرد علی الوهابیۃ، جود مشق کے متعدد اکابر علماء کرام کی تحریریت سے مزین ہے، مطبوعہ قاہرہ، السدر المنشورة فی الاوراد المأثورة، مطبوعہ قاہرہ، رسالۃ فی مصطلح الحديث، مخطوط، فصل الخطاب فی المرأة و وجوب الحجاب، مطبوعہ مشق، نیز آپ کے جاری کردہ فتاویٰ کا فتحیم مجموع شیخ محمد بن درویش کی تحقیق و حواشی کے ساتھ زیریں ہے۔

۱۹۱۸ء سے وفات تک شام کے اعلیٰ ترین سرکاری منصب 'منشی اعظم' تینات رہے اور ممبر درس و تدریس سے وابستہ رہے، آپ فقہ ختنی، اصول فقہ، تفسیر، حدیث، لغت و فیرہ علوم کی اہم کتب کا درس دیا کرتے۔ آپ جو کتب پڑھایا کرتے ان میں طاحر جیون اشٹھوی کی 'نیوں الانوار' شامل ہے۔ آپ کے متعدد تلامذہ مشق کے اکابر علماء میں شمار ہوئے۔ آپ نے تین بارچ ڈیگری زیارت کی سعادت پائی، نیز مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کے لیے بکثرت سفر کیے۔

مشق کے مشہور دینی مدرسہ 'معهد الفتح الاسلامی' کے ایک طالب علم خالد احمد نے ۱۴۰۵ھ/۱۹۹۵ء میں مدرسکی اعلیٰ سند کے لیے مقالہ 'عنوان' ترجمہ الشیخ محمد عطاء اللہ الکشم' ملک کے اہم ختنی عالم و آپ کے نواسی شیخ عبدالرازق طیبی حفظہ اللہ تعالیٰ (ولادت ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء) کی گرفتی میں کمکا جوتا حال شائع نہیں ہوا۔ [۳۶۳]

* شیخ محمد بن قاسم المردف ب Muhammad حلقہ رحمۃ اللہ علیہ جب
(۱۳۲۶ھ - ۱۸۵۹ھ - ۱۹۴۸ء)

مشن میں ہوا ہوئے، وہیں پر وفات پائی، باب صبغتہ سن میں قبر واقع ہے۔ شافعی عالم،
حافظ قرآن کریم، استاذ الحلماء، جامع مسجد حسان، کامام و خطیب و مدرس، فتحی طرم کے ماہر،
مکہ حنفیہ میں جری، چند تصنیفات تحسیں جو آپ کی زندگی میں ہی تھیں تو ہیں۔ آپ کے
فرزند شیخ احمد بن محمد بن قاسم شافعی ہم خلی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیبہ (وفات ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء) بھی
عالم طیل اور عکس اوقاف شام کے مدیر اعلیٰ بدرجہ وزیر اوقاف تھے۔

آپ کے سنتیجا شیخ مجال الدین قاسمی بن محمد سید بن قاسم طلاق (وفات ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۳ء)
مشن میں وہاں بھر کے اوتیں سلطھ ہوئے۔

شیخ محمد قاسمی طلاق مہاتما الحفائق مشن کے اہم علمی معاون تھے۔ جیسا کہ تحقیق
الکلام فی وجوب القیام عند قراءة مولود المصطفی و وضع امه له عليه الصلة
و السلام کے عنوان سے ایک مضمون الحفائق کے شمارہ ذی قعده ۱۳۲۰ھ میں اور قبل ازاں
اسی موضوع پر آپ کا ایک اور مضمون اسی برس رجوع الاذل کے شمارے میں ملی ہے۔ [۳۶۳]
ایک اردو تذکرہ نگار کا یہ لکھنا درست نہیں کہ رسالہ الحفائق کے بعض الملل کا ر
مال سنت و جماعت سے اختلاف رکھتے ہیں [۳۶۵] اس کے چھٹے مرے راقم المصور کی نظر
سے گزرے، جن سے بخوبی میاں ہے کہ اس کے ہانی ارکان مشن کے اکابر علماء الملل سنت
جب کہ یہ رسالہ جو چند برس جاری رہا، مقام اسلامیہ کے تحفہ داشامت میں الملل کا
بے باک تر جان تھا۔

شیخ محمد قاسمی طلاق نے دولت مسکنہ پر تقریب کے علاوہ مولا نا احمد علی را پوری و مولا
کریم اللہ بن جباری کی استدعا پر قول گنگوہی کے تعاقب میں مضمون دھعن الفضول فی الرد
علی من حرط القيام عند ولادة الرسول ترتیبہ، قلم بند کیا، جو پہلے الحفائق

میں [۳۶۶] اور پھر کتابی صورت میں ۱۹۹۵ھ/۱۹۹۵ء میں استنبول سے شائع ہوا۔

* شیخ مصطفیٰ بن احمد شعلی رحمۃ اللہ علیہ جلبہ

(۱۲۷۸ھ/۱۸۵۵ء - ۱۹۲۹ھ/۱۳۷۸ء)

مشق میں بیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ آپ کے خاندان میں متعدد اکابر علماء کرام ہو گزرے۔ مدرسہ باز راسیہ وغیرہ کے درس، شاذی سلسلہ کے مرشد کبیر، نیز حکومت کی طرف سے مشق کے منفی حاصلہ تینیات رہے۔ آپ نے رو وہابیت پر کتاب الفقول الشرعیہ فی الرد علی الوهابیہ، لکھی، جو تقریباً ۱۳۳۰ھ کو ۷۵ صفحات پر شائع ہوئی۔ [۳۶۷]

* شیخ سید حسن بن مصطفیٰ اولیا رحمۃ اللہ علیہ جلبہ

(۱۲۷۹ھ/۱۸۵۲ء - ۱۹۳۳ھ/۱۳۷۸ء)

مدینہ منورہ میں بیدا ہوئے اور کہ کرمہ میں وفات پائی۔ مسجد نبوی مدینہ منورہ کے امام و خلیفہ و مدرس، طبیب، مدینہ منورہ میں ایک تجارتی کتب خانہ قائم کیا۔ آپ کی نسل کہ کرمہ میں آباد ہے۔ [۳۶۸]

۲۰) ر Howell ۱۳۳۲ھ کو مدینہ منورہ میں تقریباً قلم بند کی۔

* شیخ سید محمد بن ادریس قادری رحمۃ اللہ علیہ جلبہ

(وقات ۱۳۵۰ھ/۱۹۳۱ء)

مراٹش کے شہر قاس کے باشندہ، جب کہ ہاں کے شہر چند یونہ میں وفات پائی، وہیں پر قبری۔ مالکی عالم، محدث کبیر، حافظ الاحادیث، صاحب تصنیف کثیر، ظاہری و ہاٹنی طوم کے ماہر۔ آپ نے مجموع احادیث سنن الترمذی کی حیثیم شرح لکھی۔ فضائل زخم پر آپ نے "از الہ الدھش و الوله عن المتعیر لی صحة الحديث، مااء زمزم لما شرب له" لکھی، جو مصر سے شائع ہوئی، جس کا ایک لتو آپ نے خود مدینہ منورہ سے قابل بریلی کو ہندوستان بیکوایا۔ اس کتاب کا تازہ ایڈیشن حال ہی میں مکتب الاسلامی ہبودت نے تحقیق

کے ساتھ شائع کیا ہے۔ آپ کی رنگ تصانیف میں فہرست، "المواہب الساریۃ فی مناقب ذی الکرامات السامیۃ الشیعیۃ ابی الشعیب الساریۃ" اہم ہیں۔ [۳۶۹]

۲۲۳ ر شعبان ۱۳۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں دولۃ مکہ پر تقریبی تکمیل۔

* شیخ محمد جبیب اللہ بن عبد اللہ مایابی فتحی رحمۃ اللہ علیہ شافعی حبیب

(۱۲۹۵ھ - ۱۸۷۸ھ / ۱۹۳۳ء - ۱۹۲۳ء)

مورثانیہ کے مشہور علی شہر ہنگیط میں پیدا ہوئے، قاہرہ میں وفات پائی اور وہیں پر مزار امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احاطہ میں قبر واقع ہے۔ حافظ قرآن مجید، محمدث، ملکی عالم، استاذ الحلماء، شاعر، چالیس سے زائد تصنیفات میں سے بعض کے نام یہیں، "زاد المسلم فیما اتفق علیه البخاری و مسلم" چھ جلد مطبوع، "هدیۃ المفتی فی امراء المؤمنین فی الحدیث" مطبوع قاہرہ، دلیل السالک الی موزطا امام مالک، "منکوم مطبوع"، اضاءۃ الحالک من الفاظ دلیل السالک، "مطبوع"، اصح ماورد فی المهدی و عیسیٰ نقیب، "مطبوع"، الفوائد النبویة فی بعض المأثر النبویة "مطبوع"، "کفاية الطالب بمناقب علی بن ابی طالب" ھـ، "مطبوع" قاہرہ، "نزیین الدفاتر" بمناقب ولی اللہ الشیخ عبد القادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "مطبوع"۔

آپ کے والد پیر فرانس نے قبضہ کر لیا تو بھرت کر کے مرکش پہنچے اور ۱۳۳۱ھ کو وہاں سے چاڑ مقدس کی راہی۔ اس دوران دشّ، مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ میں مقیم ہے اور مدرسہ کا عمل جاری رکھا۔ پھر قاہرہ پہنچے گئے اور ازاں ہر یونیورسٹی میں استاذ ہوئے۔ [۳۷۰]

ہندوستان کے عالم جلیل نقشبندی سلسلہ کے مرشد کبیر شیخ الاسلام شاہ ابو الحسن زید قادری مجددی دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۱۲ھ / ۱۹۹۳ء) نے جامعہ ازاں ہر قاہرہ میں تعلیم کے دوران آپ سے اخذ کیا۔ [۳۷۱]

۱۴۱ ۱۳۳۱ھ کو جب کہ آپ مسجد نبوی مدینہ منورہ میں مدرس تھے، آپ نے

دولہ مکیہ پر تقریب لکھی۔

* شیخ محمد زاہد بن عمر زادہ رحمۃ اللہ علیہ جلد

(۱۸۵۸ھ/۱۳۲۸ء - ۱۹۰۹ھ/۱۳۷۷ء)

مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ حافظ قرآن مجید، خلیل المذاہب، زاہد و عابد، مسجد نبوی کے امام و خطیب و مدرس، کلمہ حق کہنے میں جری تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ ماہ رمضان المبارک کی ہر رات کو حالت قیام میں پڑا قرآن مجید ختم کیا کرتے۔ گورنر مدینہ منورہ علی پاشا مرحمن کے قلم و استبداد کے خلاف الہ مدینہ نے آواز انہی تو اس کی پاداش میں بیاسی زمماہ کو قلعہ طائف میں قید کر دیا گیا، شیخ محمد زاہد ان میں سے ایک تھے، بعد ازاں ان سب کو رہا کر دیا گیا، یہ ۱۳۷۷ء کا واقعہ ہے۔

آنچہ ایام میں آپ مجلس تعریفات شرعیہ کے اہم رکن ہوئے اور خلافت ٹھانیہ کے خاتمہ پر ۱۳۲۵ھ کو مدینہ منورہ سے بھرت کر کے فریقت پہنچ، جہاں کئی برس قیام کے بعد وطن واپس آگئے۔ پھر مملکت سعودی عرب قائم ہوئی تو اس کے بانی شاہ عبدالعزیز آل سعود (وفات ۱۳۷۳ھ/ ۱۹۵۳ء) نے آپ کو قاضی مدینہ منورہ کا منصب پیش کیا، جسے آپ نے قبول نہیں کیا۔

آپ کے ذخیرہ کتب میں متعدد اور کتب و مخطوطات موجود تھے، جن میں سے کئی ایک پر آپ کی تعلیمات و شروح درج ہیں اور یہ ذخیرہ آج بھی آپ کے پوتا شیخ زاہد مصلح زاہد کے ہاں حفظ ہے۔ [۳۶۲]

* شیخ محمد عارف بن محی الدین بھی رحمۃ اللہ علیہ جلد

(۱۸۷۸ھ/۱۳۲۵ء - ۱۹۱۶ء/۱۴۹۵ھ)

مشن کے عالم جلیل، لاتعداد احادیث حفظ تھیں، محدث اعظم کے شاگرد، ادیب، نعت گوش اسر، صداقت میں مشہور اور حدود بحقیقتاً و پرہیز کارتے۔ [۳۶۳]

شیخ مختار بن احمد موسیٰ عظیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۳۲۷ھ / ۱۹۴۸ء - ۱۳۳۰ھ / ۱۹۵۱ء)

مشق میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ سو برس عمر پائی، مصر کا دورہ کیا اور مدینہ منورہ میں کئی برس مقیم رہے، ہنالئی حکومت آپ کی علمی خدمات کی محترف تھی۔ پانچ تصنیفات کے نام معلوم ہو سکے، جو یہ ہیں، توحید پر التسوس لات المدعاۃ بأسماء اللہ الحسنی و جاه خیر البریة، عورت اور پرودہ کے بارے میں فصل الخطاب، دوسرا نام تفليس البیس من تحریر المرأة و رفع العحجاب، مطبوعہ بیرون، نٹ آور اشیاء کے متعلق شرعی حکم پر رد الفضول فی مسألة الخمر والکحول، مطبوع، وہایت کے تناقض میں جلاء الاوهام عن مذاہب الانہمة العظام و التوصل بجاهه خیر الانام علیہ الصلة و السلام، مطبوعہ مشق، نچیرت کے درمیں الوسیلة الروحانية فی فساد الزندقة الطبيعیة، دوسرا نام جلاء الیقین فی ابطال مذهب المادین، مخطوط مخزونہ دارالكتب خاہریہ مشق سن کتابت ۱۲۹۷ھ غالباً بخط مصفف ہے۔ [۳۶۳]

رثی الاول ۱۳۳۰ھ کو مدینہ منورہ میں دولہ مکید پر تقریبی کیسی۔

مولانا احمد بن محمد ضیاء الدین بیگانی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ *

(۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۶ء میں زندہ)

مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، جنی عالم، قاری، مدرس مسجد حرم و مدرسہ الحمیہ، قاری کے شاعر، بیگان کے کئی تبلیغی دورے کیے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سلسہ چشتیہ میں خلافت پائی نیز قادری سلسہ سے وابستہ تھے۔ تحفۃ الكرام فی فضائل البلد الحرام کے نام سے ایک تصنیف ہے۔ [۳۶۵]

مولانا محمد الدین ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء) کی نماز جنازہ کے ساتھ بآواز بلند ذکر کرنے کے جواز پر اردو تصنیف الاجازۃ فی الذکر الجهر مع

الجنازة، پاپ کی عربی تقرییت پانچ صفحات پر مطبوع ہے۔

الدولۃ المکیۃ کے علاوہ حسام الحرمن و فتاویٰ الحرمن کے مقرر و مسوید۔
یاد رہے کہ اس دور کے مکہ کرمہ میں احمد نام کے ایک اور حنفی عالم شیخ احمد بن عبداللہ قاری
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۵۹ھ/۱۹۴۰ء) موجود تھے۔ جو عارف باللہ مولا نا سید مہر علی شاہ
چشتی گوراؤی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء) کے مرید اور جملہ الاحکام
الشرعیۃ نامی مطبوع عربی کتاب کے مصنف تھے۔ بعض نے انہیں ایک ہی شخصیت خیال
کر کے دونوں کے حالات گذشتہ کر دیے ہیں۔ [۳۷۶]

* شیخ سید محمد بن جعفر بن اور لیک کتابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۲۴۳ھ-۱۸۵۷/۱۳۳۵ھ-۱۹۲۶ء)

مراکش کے شہر فاس میں پیدا ہوئے، وہیں پر وفات پائی۔ آپ شہر کے مضافات میں
پر دخاک کیے گئے پھر اندر وہ شہر زمین خرید کر ایک برس بعد آپ کا جامد مبارک وہاں ختم
کر کے اس پر حکیم الشان مزار تعمیر کیا گیا۔ ماگی عالم، محدث کبیر، مؤرخ، عارف باللہ، صوفیہ
کے سلسلہ تجنیبی سے وابستہ، مشق اور بدینہ منورہ مقیم رہے۔ تقریباً ۶۵ تصنیف میں سے چند
کے نام ہیں، علم حدیث پر مشہور و مقبول کتاب الرسالة المستطرفة، جو بیروت اور بھر
کامیگی سے شائع ہوئی اور اب آپ کے پوتا ہو فیض شیخ محمد بن محمد بن محمد بن جعفر
کتابی رحمۃ اللہ تعالیٰ (وفات ۱۳۷۹ھ/۱۹۹۸ء) [۳۷۷] کی تحقیق کے ساتھ ۳۳۲ صفحات پر
بیروت سے کئی ایڈیشن سامنے آچکے ہیں۔ مجھہ مسراج پہنیل السنی و السول بمعراج
الرسول ﷺ مطبوع، جشن میلاد النبی ﷺ پر تن کتب طبع ہوئیں، جن میں سے ایک
الیمن و الاسعاد بمولہ خیر العباد کا اردو ترجمہ لا ہور سے شائع ہو چکا ہے۔ گذی
باندھے کی نظریت پر الدعامة فی احکام سنۃ العمامۃ مطبوع، علم حدیث پر نظم
المتاثر من العدیث المتواتر جو ۱۳۷۸ھ میں طبع ہوئی اور ۱۳۷۰ھ میں مولا نا احمد علی را پھر ای

نے اس کا ایک لخہ مدینہ منورہ سے فاضل بریلوی کو ہندستان ارسال کیا [۳۷۸] طبع التی ھجۃ
پر تمن حفیم جلد و میں جلاء القلوب العینیہ لیبان احاطہ علیہ السلام بالعلوم
الكونیہ زیریطع اور فیر مطبوعہ کتب میں شرح علی دلائل الغیرات اجتہادی ذکر ہا بھر
کے بارے میں نصرة ذوی العرفان وغیرہ شامل ہیں۔

فاضل بریلوی کے خلیفہ علامہ سید محمد عبدالحی بن مجدد الکبیر کتابی رحمۃ اللہ تعالیٰ طیہ
(وفات ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) کے استاذ نیز ماموس زاد بھائی۔

آپ کے حالات پر آپ کے فرزند شیخ محمد زمری کتابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
سازھے تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل کتاب لکھی جوتنا حال شائع نہیں ہوئی۔ [۳۷۹]

* شیخ محمد عزیز وزیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اندھی الاصل لیکن تیوں میں پیدا ہوئے محمد مدینہ منورہ میں دفن ہونے کی تھتالیے وہاں
ہجرت کر گئے، ماکی عالم۔ آپ کا مقام الشان ذخیرہ کتب، کتبہ مسجد نبوی میں داخل ہو چکا
ہے [۳۸۰] ایک اردو تذکرہ نثار کے جھول آپ مملکت ہاشمیہ چاڑی میں سید حسین کی کائینت میں
وزیر تھے [۳۸۱] لیکن یہ درست نہیں، وزیر آپ کا لقب تھا، منصب نہیں۔

حسام الحرمین پر آپ کی تقریب مطبوع ہے، جب کہ دولت مکمل کلٹل میں روز بھک
آپ کے پاس رہی، آپ نے بعد ازاں مطالعہ اس کو پسند فرمایا اور تقریب لکھنے کا فرم کیا [۳۸۲]
لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ آپ تقریب لکھ پائے یا نہیں۔

فاضل بریلوی کے بعد

گزشتہ اوراق پر 'الدولۃ المکبة' نیز اس کتاب سے متعلق مرتبہ محتمل کی ان شخصیات
کے حالات و اتفاقات میں کیے گئے جو اس کے مصنف مولانا احمد بخاری خان بریلوی علیہ الرحم
کی زندگی بلکہ اس کے تصنیف کیے جانے کے ابتدائی دس برسوں یعنی ۱۳۲۲ھ سے ۱۳۳۳ھ
دور کے ہیں۔ آج جب کہ فاضل بریلوی کی وفات پر آئٹھ سے زائد مقررے گزر چکے،

عرب دنیا کے علمی حلقوں میں اس کتاب کا چہ چاہنہ بھیں پڑا اور عرب مصنفوں کے ہاں اس کا ذکر جاری ہے، جس کی چند مثالیں یہاں پیش ہیں۔

* شیخ محمد نیر بن عبدہ آغا و مشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وقات ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء)

دمشق کے عالم، جنہوں نے قاہرہ جبرت کی اور وہیں پر وفات پائی۔ جامعہ از ہرمی تعلیم پائی، اسی دوران علامہ رشید رضا صمری کے حلقة میں شامل ہوئے اور ۱۳۳۷ھ کو وہاں اشاعتی ادارہ دار الطباعة المنیریۃ، قائم کیا، جس نے وہابی تکری کی محدوداً ہم کتب شائع کیں۔ نیز انہی دو تصنیفات ہیں، آیات قرآن مجید کی فہرست ہر آیت کے پہلے لفظ کی بنیاد پر حروف تہجی کے تباری سے تیار کی جو حوار شاد الراغبین لی المکشف عن آی القرآن العینی کے نام سے بارہ شائع ہوئی [۳۸۳] دوسری تصنیف نسخہ من الاعمال الخبریۃ فی ادارۃ الطباعة المنیریۃ ۱۳۲۹ھ ہے، جس کا پہلا ایڈیشن ۱۳۵۸ھ / ۱۹۴۹ء میں اسی ادارہ نے سازھے چھ سو صفحات پر شائع کیا۔ اس میں کچھ صفحات اس دور کی اسلامی دینیا کے اہم علماء کے تذکرہ کے لیے مختص کیے۔ اس میں خطہ ہند سے مختلف مکاتب تکری کے تقریباً نیمیں علماء کا مختصر تعارف دیا۔ یہاں فاضل بر طیوی کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی تصنیف کی تعداد سات سو کے قریب تھائی پھر آپ کی اہم تصنیف میں الدوّلۃ السکیۃ کا نام بھی درج کیا تھا اس کے مطبوعہ ہونے کی اطلاع دی۔ [۳۸۳]

* شیخ محمد زمری بن محمد بن جعفر کتابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(وقات ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۸ء - ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء)

مراکش کے شہر فاس میں پیدا ہوئے، والد گراہی کے ساتھ مدینہ منورہ و دمشق میں تعلیم رہے، پھر راجہ ملن پڑے گئے اور مرن کے آخری برس شاہ مراکش کی طرف سے بحی و فد من شال میے گئے، جہاں سے واپسی پر بیت المقدس وغیرہ مقامات کی زیارت کے بعد دمشق

میں اپنے عزیز واقارب کے ہاں مقیم تھے کہ وہیں پر وفات پائی۔ باب صخر قبرستان میں
صحابی جلیل سیدنا بلال رض کے مزار نیز قبر محمد اعظم علامہ سید محمد بدرا الدین حنفی رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کے قریب دفن کیے گئے۔ ماکی عالم، حافظ قرآن مجید، مسنخ اسلام، مند، مرشد،
سیاح، شاعر، استاذ العلماء، متعدد تصانیف ہیں۔ قرویں یونیورسٹی مرکز سے وابستہ
رہے، مہماں حکومت نے آپ کو وحدت اسلامی کے لیے کوشش رہنے پر الوارڈ چیز کیا۔
شرق و سطحی کے متعدد ممالک نیز چین کے دورے کیے۔ [۳۸۵]

اپنے چھوٹے بھائی مفتی مالکیہ شام، رابطہ العلماء شام کے صدر، رابطہ عالم اسلامی کے
بانی رکن، مرشد اسلامیکین شیخ محمد کی کتابی و مفتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۹۹۲ھ/۲۰۰۷ء)
کے ہمراہ آپ دوبار ہندوستان آئے [۳۸۶] ہمیلی بار فاضل بر طبعی کی وفات کے عھن
ساڑھے تین برس بعد ۱۳۳۳ھ/۱۹۲۵ء اور پھر ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۵ء میں، جس دوران کا پیغمبیر، بحثی و بولی
حیدر آباد بنگلور وغیرہ مقامات پر گئے، نیز اجیر جا کر صوفیہ کے سلسلہ چشتیہ کے سربراہ
حضرت خواجہ محسن الدین حسن بھری اجیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وقات ۱۳۳۰ھ/۲۰۰۷ء)
کے مزار پر حاضری دی۔ [۳۸۷]

شیخ محمد حمزی کتابی نے ہندوستان کے یہ دنوں سفر زحلتان الی الہند کتاب میں
تلمیز بند کیے، جو انتہی پختگی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ذیلی ادارہ اسلامک ریسرچ
ائنسٹیوٹ کے زیر انتظام شائع ہونے والے عربی رسالہ دراسات الاسلامیہ میں تین
اتساط میں شائع ہوئی۔ [۳۸۸]

دوسرے سفر کے دوران بحثی میں آپ کی ملاقات فاضل بر طبعی کے ایک شاگرد مولانا
حکیم او محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی، جن کے ہاں آپ نے الدولۃ المکہیہ وغیرہ
فاضل بر طبعی کی چند مطبوعہ تصانیف دیکھیں، پھر سفر نامہ میں اس کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ
الاستاذ العلامہ المشارک احمد رضا خان المحمدی السنی الحنفی القادری

لبر کاتی تو فی رحمة اللہ کی سیرے والدگرائی سے ملاقات مدینہ منورہ میں ہوئی، نیز آپ نے الدوّلۃ المکہیہ پر تقریب لکھی۔ ہر یہ کہ فاضل بر طیوی کی شدید خواہش تھی کہ علم الالٰہ تھیں پر والدگرائی یعنی شیخ محمد بن جعفر کتابی کی مستقل تصنیف جلاء القلوب من الاصداء الغیبیة بیان احاطتہ علیہ السلام بالعلوم الكونیة، جلد طبع ہو۔ بلکہ ایک موقع پر فاضل بر طیوی نے ان سے فرمایا کہ آپ کی اس تصنیف کی طباعت کا اہتمام میں کیے دیتا ہوں اور اس کے پانچ صفحے بھی آپ کو ارسال کیے جائیں گے۔ جواباً والدگرائی نے یہ عذر بتایا کہ ابھی تک اس کتاب کی تجھیں نہیں ہوئی۔

شیخ محمد حنفی کتابی نے میکن پر فاضل بر طیوی کی دوسری اہم تصنیف 'العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة' کی دو مطبوعہ جلدیں بھی ملاحظہ کیں۔ جن کے بارے ستر نامہ میں لکھا کیا ہے کہ اسلام والی حدائق افسوس قاریانیہ دوہمینہ غیرہ کا بطور خاص رد کیا گیا ہے۔ [۳۸۹]

* شیخ یوسف بن ہاشم رفاقی حنفی اللہ فعالیٰ *

(ولادت ۱۴۵۱ھ/ ۱۹۳۲ء)

کوہت میں پیدا ہوئے، وہیں پر ایم اے اور کراچی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی۔ سلسلہ نسب و طریقت دلوں القبار سے رفاقتی، فقیہ شافعی و مرشد بزرگ، عالمی مبلغ اسلام، قائد اہل حدائق، تحدی تصنیفات میں سے چند کے نام یہ ہیں، تحت و مناقب اہل بیت پر مشتمل دیوان زهرۃ المصطفی علیہا و علی ابیها از کی السلام 'کے علاوہ امام السيد احمد الرفاعی مؤسس الطریقة الرفاعیۃ، 'خواطر فی السياسة و المجتمع'، 'الصوفیۃ و التصریف فی ضوء الكتاب و السنة'، 'نصیحة لاخواننا علماء نجد'، 'یہ تمام کتب شائع ہو چکی ہیں، نیز کپیٹر انٹرنسیڈ پر قائم آپ کی وہ بسائز پر ان سب کے درپیش متن جب کہ آخر الذکر کا اگرچہ یہ ترجیح بھی ان طوں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ [۳۹۰]

۱۹۶۲ء میں کوہت کے وزیر موافقات ہائے گئے، بعد ازاں بھی پارلیمنٹ کے بھکی

رہے، جس دوران تک میں شراب نوشی اور حلوٹ فقامِ تعظیم و دنگر غیر اسلامی افغان کے خلاف سرگرم ارکان پارلیمنٹ کی قیادت کی۔ اب زندگی کے کاموں اوقات تبلیغِ اسلام میں بہر کر رہے ہیں۔ ریڈیو، نیلے و نیلے، اخبارات و رسائل میں آپ کی تقاریر و مفہومیں نشر ہوتے ہیں۔ مؤتمر عالم اسلامی کرامی کے نائب صدر رہے، ولڈ اسلامک مشن کامپنی سے وابستہ رہے، عالمی تنظیم سوادا عظیم الہ سنت کے جزل سینکڑی، کوہت و بلکر دشیں میں متعدد نئی مدارس و مساجد اور فنادیکوں کے بانی و سرپرست، لاتحدادِ عالمی کانفرنسوں میں شرکت کی۔

۱۹۶۹ء/۱۳۸۹ء میں کوہت سے شیخی ممالک کا اولین اسلامی و سیاسی ہریت ڈوزہ البلغ،^{۳۹۱} جاری کیا، جو بعد ازاں آپ کے مزین دوست شیخ عبدالحنین راشد ولادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیک ملکیت اور اس خط کا کثیر الاشاعت رسالہ ہوا۔ اب ڈاکٹر رشید بن عبدالحنین ولادی اس کے مالک و مدیر اعلیٰ ہیں [۳۹۲] ان دونوں کمیونٹیٹائزڈ پرائیوریتی کا انتساب بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔^{۳۹۳}

پاک و ہند اور بلکر دشیں کے اکابرین الہ سنت کے ساتھ شیخ یوسف رفاقی کے قریبی روابط ہیں اور آپ بھائی کے اہم دلیلی اداروں کے دررے کرچے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ بھائی کے متعدد علماء و مشائخ نے آپ سے اجازت و خلافت پائی۔^{۳۹۴}

شیخ یوسف رفاقی نے مقائد و معمولات الہ سنت کے دفع و تفعیل میں کتاب "ادلة اهل السنة والجماعة او الرد المعمک المنبع على منكرات و شبهات ابن سبیع" لکھی، جس کے تیرے ہاب مسلم انبیٰ ﷺ کی وسعت پر بحث کرتے ہوئے آپ نے الدوّلۃ المکبۃ سے بھرپور استفادہ کیا۔ یہ کتاب بے حد مقبول ہوئی، اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۳ء/۱۳۰۳ء میں کوہت سے ۱۲۰ اصنافات پر عام مخترا کام پر آیا، پھر یہ اخذ و نیشیا، مرکش، مصر اور شمالی یمن سے شائع ہوئی، تا آں کر ۱۹۹۰ء/۱۳۱۰ء میں اس کا ساتواں ایڈیشن کوہت سے شائع ہوا، نیزان دونوں آپ کی وہب سائنس پر بھی موجود ہے۔^{۳۹۵}

شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری حفظہ اللہ تعالیٰ (ولادت ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء) نے اس شہر آفاق کتاب کا اردو ترجمہ کیا، جو اسلامی حقائق کے نام سے لاہور سے شائع ہوا۔ [۳۹۵]

شیخ رفائلی نے اس کتاب میں الدولۃ المکیۃ سے استفادہ پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اپنے دروس و تقاریر میں بھی اس کے مندرجات کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ اوائل ۲۰۰۲ء میں آپ دارالعلوم محمد یہودی خوشیدہ کے قارغہ تعلیمی علما کے جشن و ستار فضیلت میں شرکت کے لیے پاکستان آئے تو اس عظیم الشان اجتماع میں خطاب کے دوران نقیبہ قصیدہ بردہ کے بعض اشعار کی شرح بیان کرتے ہوئے الدولۃ المکیۃ کا حوالہ دیا۔

آپ نے فاضل بریلوی کی شخصیت و تعارف پر مستقل عربی مضمون بھی لکھا، جو پاک و ہند سے بارہا شائع ہوا۔ [۳۹۶]

* پروفیسر حازم بن محمد احمد عبدالحکیم حفظہ اللہ تعالیٰ

مصر کے باشندہ، ازہری بینی ورشی قاہرہ کے استاد، آپ کا مزید تعارف گزشتہ صفحات پر آچکا۔ پروفیسر حازم حفظہ نے اپنی کتاب الامام المجدد محمد احمد رضا خان و العالم العربي میں دولۃ مکیۃ کا مفصل ذکر کیا اور اسے امام احمد رضا خان کی متعدد علوم پر گھبڑی درستیں نیز تصنیف و تالیف کے عمل کو سرعت کے ساتھ پایہ بھیجیں تک پہنچانے کی اہم دلیل قرار دیا۔ آپ نے پہلے دولۃ مکیۃ کا معمونی تعارف کرایا، پھر رسالہ البیان کے حوالے سے ملامہ یوسف بھانی کی تقریبہ کا متن، شام و مرائق کے مقرون علماء کے اسماء گرامی کی فہرست، مصر سے تعلق رکھنے والے کل چار علماء کی تقاریبہ کا متن، مکتبہ رضویہ ایڈیشن کے سرورق کا عکس، رسالہ البیان کے سرورق و متعلقہ صفحات کا عکس، مصری مقرونین میں سے تین کی تقاریبہ کے مخطوطات کا عکس، شامل کتاب کیے۔ [۳۹۷]

* شیخ ابو بکر بن احمد قادری حفظہ اللہ تعالیٰ
 (ولادت ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء)

مراکش کے شہر سلا میں پیدا ہوئے اور ۲۰۰۱ھ/۱۹۲۲ء میں زندہ تھے۔ سلسلہ نسب و طریقت

دولوں طرح سے قادری، مالکی عالم، صفر، صحافی، تحریک آزادی مرکش کے اہم رہنما، فرانسیس استعمار سے حصول آزادی کے لیے کام کرنے والی اہم جماعت 'الحرکة الوطنية' کے بانی رکن، سیاسی معاملات میں فعال، رابطہ علماء مرکش کے رکن، برائل اکیڈمی کے رکن، ملک کے تعداد اہم اداروں سے وابستہ رہے، اہم دینی و ثقافتی ماہنامہ 'الایمان' کا مالک شریک، متعدد مقالات و تصنیفات ہیں، جن میں زحال عرفیہم "لی سیل بعث اسلامی" لی سیل دعی اسلامی "مذکراتی فی الحرکة الوطنية المغربية" وغیرہ کتب جیں۔ [۳۹۸]

شیخ البارک قادری نے ۲۵۲ صفحات پر مشتمل اپنا تازہ تصنیف 'الشیخ عبد القادر الجیلانی و دورہ فی الدعوة الاسلامیة فی انحصار العالمین، الآسیوی و الافریقی' میں ایک باب مشہور قادری مشائخ کے تعارف کے لیے منصہ کیا، جس میں قابل بریلوی کے حالات الشیخ الامام احمد رضا القادری البریلوی کے عنوان سے درج کیے، جن میں آپ کی تصنیفات کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھا، نیز چار اہم کتب کے نام ذکر کیے۔ آپ نے دولت مکر کا استحتویں ایڈیشن طاحدہ کیا، بھروس کے بارے میں یوں لکھا:

"الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الفییۃ، و هذَا کتاب عظیم الشان، جلیل

البرهان، انتطبع لی الترکیۃ بسعی مجاهد الاسلام مولانا حسین

حلیمی، شکر اللہ مساعیہ الجميلۃ"۔— [۳۹۹]

* **ڈاکٹر شیخ جبریل بن فواد حداد حفتہ (لادہ فعالی)**

(ولادت ۱۳۸۰/۱۹۶۰ء)

لبنان کے دارالحکومت بیروت کے میانی گراند میں بیدا ہوئے، الگینڈ اور پھر فرانسیسی ادب پر کولمبیا یونیورسٹی نجی بارک میں تعلیم پائی۔ قیام نجی بارک کے دوران اسلام قول کیا، پھر امریکہ میں تعلیم لبنان کے ہاشمہ تقبیہتی مجددی سلسلہ کے مرشد مبلغ اسلام شیخ سید محمد شام قبانی طرابلسی [۳۰۰] نیزان کے مرشد ترکی کے مبلغ اسلام شیخ سید محمد علی قطبی قبرصی

(ولادت ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) سے ملاقات و رابطہ ہوا [۳۰۱] تو مذکورہ سلسلہ طریقت سے وابستہ ہوئے اور ان سے تعلیم و تربیت پائی تیزیروت و دمشق کے اکابر علماء و مشائخ سے اخذ کیا۔ آپ ۱۹۹۷ء سے دمشق کے محلہ جبل قاسیون میں مقیم ہیں۔ شافعی المذهب، صوفی، مبلغ اسلام، عربی و انگریزی میں متعدد تصنیفات ہیں۔ ان دونوں انگریزی کی خلائق ویب سائٹ پر آپ کے مضامین و کتب طاحدہ کیے جاسکتے ہیں۔ [۳۰۲]

قبل ازیں ڈاکٹر جبریل حداد کی تین انگریزی تصنیفات راقم الطور کی نظر سے گزریں، جن کے نام یہ ہیں:

- Abu bakar Al-siddiq. Page 138
- The Excellence Of Syro-Palestine Al-sham And Its People. Page 126
- Advice To Our Brothers The Scholars Of Najad. Page 166

ان میں چہلی سیدنا ابو بکر صدیق رض کے حالات پر، دوسری فضائل شام کے بارے میں اور تیسرا سیدنا ہشام رفاقی کی نسبتہ لاخواننا علماء نجد "تیز شیخ سید علوی بن احمد حداد حضری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۳۲۲ھ/۱۸۱۷ء)" کی مصباح الانام و جلاء الظلام فی رد شبه البدعی النجدى التی اضل بہا العوام کے انگریزی ترجمہ ہیں، جو مترجم کے خواہی کے ساتھ بجا طبع کی گئیں۔ ابتدائی دو صفحات پر سید یوسف رفاقی کے حالات درج ہیں۔ ان تینوں کتب کے آخری صفحہ پر ڈاکٹر جبریل کا تعارف دیا گیا ہے۔ یہ کتب ۲۰۰۲ء میں مکتبہ الاحباب، دمشق نے شائع کیں، جب کہ ان میں آخر الذکر کا یہ تیسرا یہی ہے۔

انٹرنیٹ پر آپ کے انگریزی مضامین کی تعداد ایک سو سے بھی زائد ہو گی، ان میں سلسلہ وحید، حاضر و ناظر، نزول سیدنا مسیح صلوات اللہ علیہ و آله و سلم و برکاتہ، انگوٹھے چمنے کا سلسلہ، منتظم سعودی عرب شیخ عبدالعزیز بن ہاز کارو، دمشق کے محاصیر فیر مقلد و امی شیخ ناصر الہانی کارو، سلیمان رشدی کا تعاقب، جشن میلاد ابنی هاشم کے خلاف پاکستان کے جشن قتل مسلمی دین بندی کے

جاری کردہ ایک فتویٰ کارو، علامہ احسان اللہ ظہیر کی البریلویۃ نامی کتاب میں لگائے گئے
الزامات کا ازالہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے حالات، اسلام اور تصوف، بدعت کے حقیقی،
حضرت عمر فاروق اعظمؓ سے حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح، انیام علیہم السلام
کی برزخی زندگی کے موضوع پر مکہ کرمہ کے معاصر عالم ڈاکٹر شیخ سید محمد بن طوی مالکی کی تحریر
کا ترجمہ، شیخ یوسف رفائلی کا علماء خبد کے نام اہم پیغام کا ترجمہ، شیخ ابو زہرہ مصری اور
دہائیت، نیز متحدہ اکابر صوفیہ کرام کے حالات پر مستقل مضمون شامل ہیں۔
ڈاکٹر جبریل نے علم النبی ﷺ کی وسعت و اثباتات پر انگریزی میں مستقل کتاب بنا م-

80 HADITHS OF THE PROPHET, S A KNOWLEDGE OF THE UNSEEN

لکھی، جس میں دولت کیہ کے استبل ایٹیشن سے بھرپور استفادہ اٹھایا۔ پانچ ابواب پر
مشتمل یہ کتاب ان دنوں LIVINGISLAM نامی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ [۳۰۳]



الدروائیۃ الاملیۃ کن حالت میں لاھی گئی

عذفہ رائی امن حالت فنس بریہیں فماتے ہیں

مکہ میں وہابیوں کی آمد:

ہم نے دیکھا کہ ہمارے جانے سے پہلے ہی وہابیہ مکہ میں آئے ہوئے ہیں جن میں خلیل احمد نیٹھوی اور بعض وزراء ریاست، دیگر اہل ثروت بھی ہیں۔ انہوں نے "حضرت شریف کے" تک رسائی پیدا کی ہے۔ اور مسئلہ علم غیب چھیرا ہے اور اس کے متعلق کچھ سوال اعلم علمائے مکہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال سابق قاضی و مفتی حفیظی کی خدمت میں پیش ہوئے ہیں۔ میں حضرت موصوف کی خدمت میں گیا حضرت مولانا مولوی وسی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحب زادے عزیزی مولوی عبدالاحد بھی میرے ہمراہ تھے میں نے بعد سلام و مصافحہ مسئلہ علم غیب پر تقریر شروع کی دو گھنٹے سے آیات و احادیث اور اقوال ائمہ سے ثابت کیا اور مخالفین جو شبہات کیا کرتے ہیں ان کا رد کیا۔ دو گھنٹے تک حضرت موصوف محض سکون کے ساتھ ہم گوش ہو کر میرامند دیکھتے رہے جب میں نے تقریر ختم کی۔ پہلے سے اٹھے ایک کتاب قریب الماری میں رکھی ہوئی تھی، وہاں تشریف لے گئے اور ایک کاغذ نکال لائے جس پر مولوی سلامت اللہ صاحب را پوری کے رسالہ "اعلام الاذکیا" کے اس قول کے متعلق کہ حضور اقدس ﷺ کو ہوا لاول ولاخر والظاهر والباطن وهو بكل شنی علیم ۵ لکھا تھا چند سوال تھے اور جواب کی چار طریقے ناتمام احوالیے۔ مجھے دکھایا۔

اور فرمایا تیرا آنا اللہ کی رحمت تھا ورنہ مولوی سلامت اللہ کے کفر کا فتویٰ یہاں سے جا چلتا۔ میں حمد للہ بجا لایا اور فرودگاہ پروالپس آیا۔ مولانا سے مقام قیام کا کوئی مذکورہ نہ آیا تھا اب وہ فقیر کے پاس تشریف لانا چاہتے ہیں جس کا ہنگامہ تھا اور جائے قیام نہ معلوم آخر خیال فرمایا کہ ضرور کتب خانہ میں آیا کرتا ہو گا۔

مولانا شیخ صالح کمال سے ملاقات اور علوم غیریہ پر سوالات کے جواب چھپیں ذی الحجہ ۱۴۲۳ ہجری کی تاریخ ہے۔ بعد نماز عصر کتب خانے کے زینے پر چڑھ رہا ہوں۔ مجھے ایک آہٹ معلوم ہوئی۔ دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں بعد سلام و مصافحہ دفتر کتب خانہ میں جا کر بیٹھے۔ حضرت مولانا سید امیل اور ان کے نوجوان سعید رشید بھائی سید مصطفیٰ اور ان کے والد ماجد مولانا سید خلیل اور بعض حضرات بھی کاس وقت نام یاد نہیں تشریف فرمائیں۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے ایک پر چڑکلا جس پر علم غیر کے متعلق پانچ سوال تھے۔ (یہ وہی سوال ہیں جن کا جواب مولانا نے شروع کیا تھا اور تقریباً فقیر کے بعد چاک فرمادیا) مجھ سے فرمایا یہ سوال دہابیہ نے "حضرت سیدنا" کے ذریعے سے پیش کیے ہیں اور آپ سے جواب مقصود ہے۔ (سیدنا وہاں شریف مکہ کو کہتے ہیں کہ اس وقت شریف مکہ علی پاشا تھے) میں نے مولانا سید مصطفیٰ سے گزارش کی کہ دوات قلم دیجیے حضرت مولانا شیخ صالح کمال اور مولانا سید امیل و مولانا سید خلیل سب اکابر نے جو وہاں تشریف فرماتھے ارشاد فرمایا ہم ایسا فوری جواب نہیں چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے دانت کھٹھے ہوں۔ میں نے عرض کی اس کے لیے مہلت درکار ہے دو گھنٹی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے فرمایا کل سہ شنبہ، پرسوں چہار شنبہ ہے ان دو روز میں ہو کر

پنجشنبہ کو مجھے جائے کہ میں شریف مکہ کے سامنے پیش کروں، میں نے اپنے عز و جل کی عنایت اپنے نبی مصطفیٰ ﷺ کی اعانت پر بھروسا کر کے وعدہ کر لیا اور شانِ الہی کر دوسرے دن سے بخار نے پھر عود کیا اسی حالت میں شب میں رسالہ تصنیف کرتا اور حامد رضا خان تمییض کرتے۔ اس کا شہرہ مکہ معظمہ میں ہوا کہ وہابیہ نے فلاں کی طرف سوال متوجہ کیا ہے اور وہ جواب لکھ رہا ہے میں نے اس رسالہ میں "غیوب خسہ" کی بحث نہ چھینٹی تھی کہ سائلوں کے سوال میں نہ تھی اور مجھے بخار کی حالت میں بکمال تعجیل قصد تکمیل آج ہی کر میں لکھ رہا ہوں۔

اعلیٰ حضرت کی علم غیبیہ پر تحریر کو ابوالخیر میر مراد نے سنا

حضرت شیخ الخطباء و کبیر العلماء مولانا شیخ ابوالخیر میر مراد کا پیام آیا کہ میں پاؤں سے مخدور ہوں اور تیرا رسالہ سننا چاہتا ہوں۔ میں اسی حالت میں جتنے اور اق لکھے گئے تھے لے کر حاضر ہوا۔ رسالہ کی قسم اول ختم ہو چکی تھی۔ جس میں اپنے مسلک کا ثبوت ہے قسم دوم لکھی جا رہی تھی جس میں وہابیہ کارداور ان کے سوالوں کا جواب ہے۔ حضرت شیخ الخطباء نے اول تا آخر ن کر فرمایا اس میں علوم خسہ کی بحث نہ آئی میں نے عرض کی کہ سوال میں نہ تھے فرمایا میری خواہش ہے کہ ضرور زیادہ ہو۔ میں نے قبول کیا۔ رخصت ہوتے وقت ان کے زانوے مبارک کو ہاتھ لگایا۔

ابوالخیر مراد نے اعلیٰ حضرت کے نعلین چونے کی تمنا کی

حضرت موصوف نے بآں فضل و مکال و بآں کبر سال کے عشر شریف ستر برس سے متجاد تھی یہ لفظ فرمائے انا اقبل ارجلکم انا اقبل نعالکم "میں تمہارے قدموں

کو بوس دوں ”میں تمہارے جو توں کو بوس دوں“ یہ میرے حبیبِ کریم ﷺ کی رحمت کا یہے اکابر کے قلوب میں اس بے وقت کی یہ وقت۔ میں واپس آیا اور شب عی میں بحثِ خس کو بڑھایا۔

اعلیٰ حضرت سے سید عبدالجعیںؑ کی نے سند احادیث حاصل کی

اب دوسرا دن چہارشنبہ کا ہے صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف سے آتا ہوں کہ مولا نا سید عبدالجعیںؑ ابن مولا نا سید عبدالکبیر محدث ملک مغرب (کہ اس وقت تک ان کی چالیس کتابیں علوم حدیثیہ دینیہ میں مصر میں چھپ چکی تھیں) ان کا خادم یوام لایا کہ مولا نا تجوہ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ وعدہ میں آج یعنی کادن ہے۔ اور ابھی بہت کچھ لکھنا باقی ہے۔ عذر کر بھیجا کر آج کی معانی کل میں خود حاضر ہوں گا۔ فوراً خادم واپس آیا۔ میں آج یعنی مدینہ طیبہ جاتا ہوں تمہیز ہو جکی یعنی قافے کے اوٹ پر ورن شہر جمع ہو لیے۔ میں ظہر پڑھ کر سوار ہو جاؤں گا۔ اب میں مجبور ہوا اور مولا نا کو تشریف آوری کی اجازت دی وہ تشریف لائے اور علوم حدیث کی اجازت میں فقیر سے طلب فرمائیں اور لکھوائیں اور علمی مذاکرات ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوئی وہاں زوال ہوتے ہی معاذ ان ہو جاتی ہے میں اور وہ نماز ظہر میں حاضر ہوئے بعد نماز وہ عازم مدینہ طیبہ ہوئے اور میں فرود گاہ پر آیا۔

الدولۃ الامکیۃ کی تکمیل

آج کے دن کا ایک بڑا حصہ یوں بالکل خالی گیا اور بخار ساتھ ہے۔ بقیہ دن میں اور بعد عشاء، فضل اللہ اور عنایت رسالت پناہی ﷺ نے کتاب کی تکمیل و تعمیض

سب پوری کرادی "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" ۱۳۲۳ھ اس کا تاریخی نام ہوا اور پنجشنبہ کی صبح ہی کو حضرت مولا ناشیخ صالح کمال کی خدمت میں پہنچا دی گئی۔ مولا نے دن میں اسے کامل طور پر مطالعہ فرمایا اور شام کو شریف صاحب کے یہاں لے کر تشریف لے گئے۔ عشاء کی نمازوں وہاں شروع وقت پر ہو جاتی ہے اس کے بعد سے نصف شب تک کہ عربی گھریوں میں چھ بجھتے ہیں تو شریف علی پاشا کا دربار ہوتا تھا۔ حضرت مولا نے دربار میں کتاب پیش کی اور علی الاعلان فرمایا اس شخص نے وہ علم ظاہر کیا جس کے انوار چمک اٹھے اور جو ہماری خواب میں بھی نہ تھا۔

شریف مکہ نے "الدَّوْلَةُ الْمُكَيْہُ، سُنِّیٌّ تَوْهَابِیُّوں نے شور مچا دیا

حضرت شریف مکہ نے کتاب پڑھنے کا حکم دیا۔ دربار میں دو وہابی بھی بیٹھے تھے ایک احمد فکہ دوسرا عبد الرحمن اسکوبی۔ انہوں نے مقدمہ کتاب کی آمد ہی سن کر سمجھ لیا کہ یہ کتاب رنگ بدل دے گی۔ شریف مکہ ذی علم ہیں مسئلہ ان پر مکشف ہو جائے گا لہذا اچاہا کہ سننے نہ دیں بحث میں الجھا کرو قوت گزار دیں۔ کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مولا ناشیخ صالح کمال نے جواب دیا آگے پڑھئے۔ انہوں نے پھر ایک مہل اعتراض کیا۔ حضرت مولا نے جواب دیا اور فرمایا کتاب سن لیجیے پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض بے قاعدہ ہے ممکن ہے کہ آپ کے شکوہ کا جواب اس میں آئے اور نہ ہو تو میں جواب کا ذمہ دار ہوں اور مجھ سے نہ ہو۔ کاتومصنف خود موجود ہے یہ فرمایا اور آگے پڑھنا شروع کیا کچھ دور پہنچ تھے کہ انہیں الجھانا مقصود تھا پھر معذہ نہ ہوئے۔ اب حضرت مولا نے حضرت شریف مکہ سے کہا کہ یا سیدنا حضرت کا حکم ہے کہ میں تاب پڑھ کر سناؤں۔ اور یہ جا بجا بجھتے ہیں۔ حکم ہوتا ان اعتمادوں کا جواب دوں یا حکم ہوتا

کتاب سناؤں۔ شریف مکہ نے فرمایا "اقراء" آپ پڑھیے اب ان کی ہاں کو کون منع کر سکتا تھا معتبر صوف کامنہ مارا گیا اور مولا ناکتاب سناتے رہے اس کے دلائل قاہروہ سن کر مولا ناشریف نے بآواز بلند فرمایا "اللہ یعطی وہ لواء یمتعون" یعنی اللہ تو اپنے حبیب کو علم غیب دیتا ہے اور یہ وہابی منع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصف شب مکہ نصف کتاب سنائی اب دربار برخاست ہونے کا وقت آگئیا شریف صاحب نے حضرت مولا نا سے فرمایا یہاں نشانی رکھ دو کتاب بغل میں لے کر بالا خانہ پر آرام کے لئے تشریف لے گئے وہ کتاب آج تک انہی کے پاس ہے۔

مکہ مکرمہ میں "الدولۃ الملکیہ" کی شہرت پھیل گئی۔

اصل سے متعدد نقیصیں مکہ معظمه کے علماء کرام نے لیں اور تمام مکہ معظمه میں کتاب کا شہر ہوا۔ وہابیہ پر اوس پڑھنی بفضلہ تعالیٰ سب لوہے خندے ہو گئے۔ گلی کوچ میں مکہ معظمه کے لڑکے ان سے تسلخ کرتے۔ اب کچھ نہیں کہتے۔ اب وہ جوش کیا ہوئے؟ اب وہ مصطفیٰ ﷺ کے لیے علوم غیب ماننے والوں کو کافر کہنا۔ کہ ہرگیا؟ تمہارا کفر و شرک تم ہی پر پلاتا۔ وہابیہ کہتے اس شخص نے کتاب میں منطقی تقریریں بھر کر شریف مکہ پر جادو دکر دیا تھا۔ مولیٰ عزو جل کا فضل حبیب اکرم ﷺ کا کرم کہ علماء کرام نے کتاب پر دھوم دھامی تقریبیں لکھنی شروع کر دیں۔ وہابیہ کا دل جلتا اور اس نہ چلتا۔ آخر اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح فریب کر کے تقریبات تلف کر دیں۔ ایک جگہ جمع ہوئے اور حضرت مولا نا شیخ ابوالخیر مراد سے عرض کی کہ ہم بھی کتاب پر تقریبیں لکھنا چاہتے ہیں کتاب ہمیں ملکواد تھیے وہ سید ہے مقدس بزرگ ان کے فریبوں کو کہاں جائیں اپنے صاحبزادے مولا نا عبد اللہ مراد کو میرے پاس بھجا یا صاحب مسجد حرام کے امام ہیں اور

اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر بیعت فرمائچکے تھے۔ حضرت مولانا ابوالحیر کا منگانا اور مولانا عبد اللہ مراد کا لینے کو آتا مجھے شہید کی کوئی وجہ نہ ہوئی مگر مولی عز و جل کی رحمت کی میں اس وقت کتب خانہ حرم شریف میں تھا۔ حضرت مولانا اسماعیل کو اللہ عز و جل جتاب عالیات میں حضور رحمت عالم ﷺ کی رفاقت عطا فرمائے۔ قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں نہایت تربیتی و جلال سیادت سے فرمایا کتاب ہرگز نہ دی جائے۔ جو تقریباً ظہیں لکھنی ہوں لکھ کر بیچج دو میں نے گذارش بھی کہ حضرت مولانا ابوالحیر منگاتے ہیں۔ اور ان کے صاحبزادے لینے آئے ہیں اور ان کا جو تعلق فقیر سے ہے آپ کو معلوم ہے۔ فرمایا جو لوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں وہ منافقین ہیں۔ مولانا ابوالحیر کو انہوں نے دھوکا دیا ہے یوں اس عالم نبیل سید جبیل کی برکت نے کتاب بحمد اللہ تعالیٰ محفوظ رکھی و اللہ الحمد۔

گورنر مکہ نے احمد فلکیہ وہابی کے منہ پر تھپڑ مارا

جب وہابیہ کا یہ کربجی نہ چلا اور مولانا شریف کے یہاں سے بحمدہ تعالیٰ ان کا منہ کالا ہوا۔ ایک ناخواندہ جاہل کہ نائب الحرم کہلاتا ہے۔ کیا احمد پاشا اس زمانے میں گورنر مکہ معظمہ نے آدمی ناخواندہ مگر دیندار۔ ہر روز بعد عصر طواف کرتے خیال کیا کہ شریف صاحب ذی علم تھے کتاب سن کر معتقد ہو گئے یہ بے پڑھانو جی آدمی ہمارے بھڑکائے سے بھڑک آئے گا ایک روز یہ طواف سے فارغ ہوئے کہ نائب الحرم نے ان سے گذارش کی ایک ہندی عالم نے ہندوستان میں بہت لوگوں کے عقیدے بگاڑ دیے ہیں اور اب اللہ کا کے عقیدے خراب کرنے آیا ہے اور ساتھ ہی دل میں سوچا کہ یہ کیونکر جنمیں کہ ایک ہندی ملتیں کے عقیدے بگاڑ دے امہذا مجبوراً اس کے ساتھ یہ کہنا پڑا اور اکابر علماء مکہ مثل شیخ العلامہ سید محمد سعید باصیل مولانا شیخ سانی نماں والہ مولانا

ابوالخیر مراد اور اس کے ساتھ میں مولا تعالیٰ کی شان کر واقعی بات جو اس نے مجبوراً کی اس پر اٹھی پڑی۔ پاشا نے بکمال غضب ایک چپت اس کی گردن پر جمائی اور کہا یا خبیث ابن الخبیث یا كلب ابن الكلب اذا كان هولاء معه فهو يفسدہ ام يصلح اے خبیث ابن خبیث اے كلب ابن كلب (کتے کے پنج) جب یہ اکابر اس کے ساتھ ہیں تو خرابی ڈالے گایا اصلاح کرے گا۔ اس روز سے مولا نا سید اتمیل وغیرہ سے اے نائب الحرم کہتے اور احمد فکلی کو ”امق سفیہ“ لکھتے اور ایک اور مختلف کو معصوم مولا نا شریف کا دربار مہذب دربار تھا وہاں وہا بیوی کو مہذب ذلت پہنچی ایک جنگی فوجی ترک کا سامنا تھا اسی طریقے کی ذلت پائی۔

”حسام المحرّمین“ کی علماء مکہ میں مقبولیت

”دولت مکیہ“ کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے کچھ پہلے سے بفضلہ تعالیٰ ”حاس المحرّمین“ کی کارروائی جاری کی۔ اکابر نے جو عالیشان تقریظات اس پر لکھیں آپ حضرات کے پیش نظر ہیں ابتداء ہی میں یہ فتویٰ حضرت مولا نا شیخ صالح کمال کے پاس تقریظ کیا گیا تھا۔ ادھر حضرت مولا نا شیخ صالح کمال کے پاس تقریظ کو گیا تھا۔ ادھر حضرت مولا نا شیخ صالح کمال نے کتاب نانے کے ضمن میں حضرت شریف مکہ سے خلیل احمد کے مقام دلال اور اس کتاب ”برائین قاطع“ کا بھی ذکر کر دیا تھا۔

خلیل احمد ائمہ ٹھوی مکہ سے بھاگ کر جدہ آگیا

ائمہ ٹھوی صاحب کو خبر ہوئی مولا نا کے پاس کچھ اشر فیاں نذر انہ لے کر پہنچ اور عرض کی کہ حضرت مجھ پر کیوں نہ راض ہیں۔ فرمایا کیا تم خلیل احمد ہو؟ کہا ہاں۔ مولا نا

نے فرمایا تجھ پر افسوس تو نے ”براہین قاطعہ“ میں وہ شیخ باتیں لکھیں میں تو تجھے زندگیں
لکھ چکا ہوں (اس سے پہلے مولانا غلام دیگر صاحب قصوری مرحوم کی کتاب ”تقدیس
الوکیل عن توفیق الرشید والخلیل“، لکھ کر علماء مکہ معظمه سے تقریبیں لے چکے تھے۔ اس پر
مولانا شیخ صالح کمال کی بھی تقریبی ہے اور اس میں انبیٹھوی صاحب اور ان کے استاد
گنگوہی کو زندگیں لکھا ہے)۔ انبیٹھوی صاحب نے کہا حضرت جو باتمیں میری طرف
نسبت کی گئی ہیں افتراہ ہیں میری کتاب میں نہیں ہیں فرمایا تمہاری کتاب ”براہین
قطعہ“ چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور میرے پاس موجود ہے انبیٹھوی نے کہا حضرت
کیا کفر سے توبہ قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا ہوتی ہے۔ مولانا نے چاہا کسی مترجم کو بلا میں اور ”
براہین قاطعہ“ انبیٹھوی کو دکھا کر ان کلمات کا اقرار کر توبہ میں مگر انبیٹھوی صاحب
رات ہی جدہ کو فرار ہو گئے

مولانا شیخ صالح کا ایک تاریخی خط

حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے حضرت مولانا سید اسماعیل کو اس واقعہ کا
ایک خط بھیجا اور انہوں نے بعینہ وہ خط اپنے خط میں لکھ کر مجھے بھیج دیا وہ اب تک میرے
پاس محفوظ ہے صبح کو حضرت مولانا شیخ صالح کمال فقیر کے پاس تشریف لائے اور خود یہ
واقعہ بیان کیا اور فرمایا میں نے سنا ہے کہ وہ رات ہی بھاؤ گئے۔ میں نے کہا مولانا
آپ نے اس کو بھکاریا فرمایا میں نے۔ میں نے کہا اس آپ نے فرمایا یہ کیونکہ میں نے
عرض کیا جب اس نے آپ سے پوچھا کہ یا کافر تی تو بے قبول نہیں ہوتی آپ نے کیا
فرمایا۔ فرمایا میں نے کہا ہوتی ہے میں نے کہا اسی نے اس کو بھکاریا۔ آپ کو یہ فرماتا تھا
کہ جو رسول اللہ ﷺ لی تو ہیں لے اس لی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ فرمایا، اللہ یہ بات

مجھ سے رہ گئی۔ میں نے کہا تو آپ ہی نے بھگایا زمانہ قیام میں علماء عظامہ کمکتی مظہر نے
بکثرت فقیر کی دعویٰ میں بڑے اہتمام سے کیں ہر دعوت میں علماء کا مجمع ہوتا ہوا کرات
علمیہ رہتے شیخ عبدال قادر کردی، مولانا شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے مسجد الحرم شریف
کے احاطہ میں ان کا مکان تھا انہوں نے تقریب دعوت سے پہلے باصرار نام پوچھا کہ
تجھے کیا چیز مرغوب ہے ہر چند غور کیا نہ مانا آخر گذارش کی الحلیب، الماء شیری و دردان
کے یہاں دعوت میں انواع اطعمہ جیسے اور جگہ ہوتے تھے ان کے علاوہ ایک عجیب نیس
چیز پائی کہ اس ”الحلیب البارد“ کی پوری مصدقاق تھی نہایت شیریں و مرد اور خوش
ذا لفہ۔ ان سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے کہا ”رضی الوالدین“ اور وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ
جس کے ماں باپ نا راض ہوں یہ پکا کر کھلانے راضی ہو جائیں گے۔ فقیر دعوتوں کے
علاوہ صرف چار جگہ ملنے کو جاتا مولانا شیخ صالح کمال اور شیخ العلماء مولانا محمد سعید
بابصیل اور مولانا عبد الحق مہاجرالہ آبادی اور کتب خانہ میں مولانا سید امیل کے پاس
رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

مکہ کے بے شمار علماء نے اعلیٰ حضرت

کے پاس آ کر ہدایہ تحسین پیش کیا

یہ حضرات اور باقی تمام حضرات فروع گاہ فقیر پر تشریف لایا کرتے۔ صبح سے نصف
شب تک ملاقاتوں ہی میں وقت صرف ہوتا۔ مولانا شیخ صالح کمال کی تشریف آوری کی
تو گنتی نہیں اور مولانا سید امیل الترما روزانہ تشریف لاتے۔ خصوصاً یام علات میں کہ
کم محروم ۱۳۲۳ھ سے شمعِ حرم مکہ مسلسل ہی دن میں دو بار بھی تشریف لاتے اور ایک بار کا

آنہ تھیں تھا آنہ تم میں کہ طبیعت بہت وہ بحث ہوئی تھی۔

شیخ جبلی کو اعلیٰ حضرت نے اشعار میں چدیہ، تکریک، چیش کیا

ایک حضرت کے سبب دوسرہ تحریر و ذات بولتی ہے وہ روز میں سرہ بن کی طرف

سے تھیں میں ہی جاتا ہوں میں نے من سید جبلی و ایک پرچہ پر تین شعر کو لیے

ہندو یومن مفترض ابطحکم ولا قدرنا جملہ رام ساقما

فلوا القاء خلیل الطبل شفاء الا تجعون ان تبروا الناس قما

عود تھونا طلوع الشمس كل ضحى و هل سمعه کو ربما بقطع المکرم ما

(یہ دو دن میں کہیں دیوار نہ طا اور نہیں طاقت ہوتی تو سر کے مل آتے۔

لوگ کہتے ہیں کہ ”الحق، خلیل شفاء، طبل“ ہے یعنی دوست کا آنا مرض کا جاتا کیا آپ
ہماری مرض کی خانہ بیل چاہتے۔ آپ نے ہمیں عادی کر دیا کہ ہر چاشت کو سورج طلوع
کر دیو اپ نے کسی کریم کو نہیں کہ کرم قطع کرے)

اس رقص کو دیکھ کر سید موصوف کی جو کیفیت ہوئی حال رقص نے دیکھی فوراً اس

کے ساتھی تشریف لائے اور پھر روز رخصت تک کوئی دن خالی نہ جاتا۔

مولانا عبد الحق لا آبادی اعلیٰ حضرت کو ملنے آئے اور کتاب لکھنے پر مبارک دی

محبیے یاد نہیں حضرت مولانا عبد الحق لا آبادی کو چالیس سال سے زیادہ مکہ

معظہ میں گذرے تھے کبھی شریف کے یہاں تشریف نہ لے لئے تھے قیام گاہ فقیر پر

دوبار تشریف لائے مولانا سید اسغلی، غیرہ ان کے ٹانگہ فرماتے تھے کہ یہ محض خرق

عادت ہے۔ مولانا کا دم بسانیست تھا ہندی تھے مکران کے انوار مکہ معظہ میں پہنچ

رہے تھے۔ ا TZ مابر سال حج کرتے مولانا سید امیل فرماتے تھے۔ ایک سال زمانہ حج میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب بہت علیل اور صاحب فراش تھے۔ نویں تاریخ اپنے تلامذہ سے کہا مجھے حرم شریف میں لے چلو۔ کئی آدمی اٹھا کر لائے کعبہ مظہر کے سامنے بھایا۔ زمزم شریف منگا کر پیا۔ اور دعا کی الٰہی حج سے محروم نہ رکھا اسی وقت موئی تعالیٰ نے ایسی مہلت عطا فرمائی کہ اٹھ کر اپنے پاؤں سے عرفات شریف گئے اور حج ادا کیا۔ کم مظہر میں علمی حقوق کے کوئی صاحب ایسے نہ تھے جو فقیر سے ملنے نہ آئے ہوں سوائے شیخ عبداللہ ابن صدیق ابن عباس کے کہ اس وقت مفتی حنفیہ تھے اور وہاں مفتی حنفیہ کا منصب شریف مکہ سے درجہ میں سمجھا جاتا ہے اپنے منصب کی جلالت قادر نے انہیں فقیر غریب الوطن کے پاس آنے سے روکا۔

نائب شریف مکہ شیخ عبداللہ ابن صدیق،

اعلیٰ حضرت کوہہ سے تحسین پیش کرتے ہیں

اپنے ایک شاگرد خاص کو فقیر کے پاس بھیجا کہ حضرت مفتی حنفیہ نے بعد سلام فرمایا ہے کہ میں آپ کی زیارت کا بہت محتاج ہوں۔ مولانا سید امیل اس وقت میرے پاس بیٹھے تھے میں نے چاہا کہ حاضری کا وعدہ کر دوں مگر اللہ اعلم جبیب اکرم ﷺ کے کرم نے ان اکابر کے دل میں اس ذرہ بے مقدار کی کیسی وقعت ذاتی تھی فوراً روکا اور فرمایا اللہ یہ نہ ہو گا تمام علماء ملنے آئے ہیں وہ کیوں نہیں آتے ہیں ان کی قسم کے سبب مجبور رہا مگر تقدیر الٰہی میں اسے ملنا تھا اور نئی شان سے تھا اس کا ذریعہ یہ ہوا۔

علماء مکمل معظمه اور مدینہ منورہ کی طرف سے
اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ کی علمی اور اعتقادی خدمتا کا انفراد

حصہ الحرمہ

علیٰ مشھر الکفر والمعین

تألیف: اعلیٰ حضرت مجده نما حافظ مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ

ترجمہ

پیرزادہ اقبال حسید فاروقی

ایم لے

مکتبۃ نبویہ، گنج بخشش و دلایا ہو

جواب رسالتہاب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک لا جواب کتاب

المسنونہ

جزء اللہ عز و جلہ با بائہ

ختم الہدیۃ

— تصنیف طیف —

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد ماتھے حاضرہ امام قطب طاھرہ
اشاہ مولانا احمد رضا خاں بیوی قدس بر福

مکتبہ نبویہ — گنج بخش روڈ — لاہور

الدَّوْلَةُ الْمُكَبَّةُ بِالْمَاذَةِ الْعَدِيلَةِ

یہ کتاب سرکار دودھا مسلم انصاری و علم کے علم غیری پر مشتمل ہے جسے سیدنا امام احمد رضا حنفی نے مکرر مردم کے قیام کے دران تصنیف کیا تھا۔ اور شریف کے کے ایوان میں علم غیر مصدق کی وجہ پر جواز کی موجودگی نہیں پڑھاتا۔ شریف کے اور علامے جواز نے ایک ایک طرز اور صفت علم کی تحقیق اور تحریک کیا۔ پسندیدگی اور اسے شایاعت عاصم کے لیے منظور کیا گیا۔

اگر مصطفیٰ بن مسیح نہ بودہ مسلم اصلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی تخفیف کرتا تھا پھر اسی فتنے کا انتہا میں ایک فتنہ سرکار دودھا مسلم اصلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کی تخفیف کرتا تھا پھر اسی فتنے نے اکابر علم غیری پر طوفانی بارشیں بخوبی کر دیں۔ اپنے بازٹھائے بدوستان کی تائید حاصل تھی جن دونوں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی شمشادی صاحب
کے پیغمبر کریمؐ پر تجدیدت بازٹھائے ہوئے احیان مکر کو باد کرائی تھی کے لیے سچے سبق و ایوس چونکہ اس کے ساتھ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی خصوصی علم غیری کا نام کے طبق سے طاری ہے میں ان مخصوصہ اور اذکر پر ارجمند اپنے ہم نواس علماء کی وساطت سے شریف کے سک پہنچایا۔

شریف کے نے عالم اسلام کے ان علماء کے کرام کو جوان دونوں بیت اللہ کے لیے مکر میں موجود تھے۔ طلب کیا اور فتنہ پر دار مولویوں اور مقامی اعلیٰ علم کو بھی بایا اس مجلس میں اعلیٰ حضرت فاضل بر جلوی کو اپنا بخوبی نظر پیاس کر نے کے لیے طلب کیا۔ آپ نے صرف آنحضرت میں ایک اہم مختار گھبہ کیا تھا جو اس مجلس میں جو شیعی یا یا مسیحی میں شریف کے اور علماء کرام نے فاضل مقابلہ کاری کی تحقیق کو نہ صرف پسند کیا بلکہ بدیری تحسین و تبریک پیش کیا۔ مگر انہیں مخصوصی مذکورہ تجھہ کریمؐ کی طرف بیگ مگر ۱۰۰۰ سے ہم نے اس کتاب پر اپنی تقدیری بیٹھتیں۔

یہ معرکہ آرٹیلریجی کتاب "الدَّوْلَةُ الْمُكَبَّةُ بِالْمَاذَةِ الْعَدِيلَةِ" جوہر انجوہ ۱۳۲۲ھ میں تکمیلی تھی ملائے عرب و عجم کی تاریخی کے ساتھ ۱۳۲۲ھ میں پہلی بار شائع ہوئی۔ ہم نے اسے عربی زبان سے سارے دو میں تخلی کیا ہے۔ یہ ایک نہایت اہم کتاب ہے جس کا مطالعہ حضور نبی کریم صاحب کوشش تسلیم کے علوم غیری پر بڑی صنیعہ معلومات ملی کر رکھی گئی۔ آپ محوس کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول کو اپنے خزانہ غیری سے کیسے کیسے علوم غیری سے نواز اے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی نبی الامی النبی بعلوم مفہمات الکائنات و علی الہ الطیبین و صحیہ اصحاب الاحسان و الخیرات۔

بیزارہ اقبال احمد فدوی

گمراہ مرزا زین الحسین رضا لاهوری